THE INCARNATIONS OF VISHNU.

وِشنو کے دس اوتار

من تصنیف

پادری بی۔ بی۔ رائے

جسے

کرسچن لٹریچر سوسائٹی فار انڈیا نے بمعرفت

پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

شائع کیا

قیمت ۶ر ۱۹۲۶ء بار دوم (۱۰۰۰)

6 Annas

Christian Literature Society

وشنو کے دس اوتار

اوتار کی غرض

بھگوت گیتا ۴:۸ میں کرشن کہتا ہے کہ "نیکوں کو بچانے کے لئے اور بدوں کو ناش کرنے کے لئے اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے میں ہر جگ میں پیدا ہوتا ہوں"۔ ہندوؤں کے عام عقیدے کے مطابق یہی اوتار کی غرض ہے۔

ہندو لوگ کرم کو مانتے ہیں۔ اُن کے خیال کے مطابق کرم یعنی نیک اعمال سے لوگ نجات حاصل کرتے ہیں چنانچہ بھگوت گیتا میں بھی اس کرم کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا کرشن کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بھگوان کے اوتار کے بغیر نیکوکار بھی نجات نہیں پاسکتا ہے۔ ان کا ایشور بدوں کو تو ناش کرتا پر نیکوں کو بچاتا ہے اس میں ایشور کی کیا فوقیت ہے؟

اوتاروں کی تقسیم

اُن کے موجودہ خیال کے مطابق تری مورتی کا دوسرا دیوتا وشنو اوتار لیتا ہے۔ چنانچہ وہ وشنو کے دس اوتار مانتے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ست جگ میں چار اوتار (۱) متسیہ یعنے مچھلی (۲) کورم یعنے کچھوا (۳) براہ یعنے سُور (۴) نرسنگھ یعنے آدم و شیر۔

ترتیا جگ میں تین اوتار (۱) بامن یعنے باونا (۲) پرشورام یعنے کلہاڑی والا رام (۳) رام چندر۔

دوآپر جگ میں دو اوتار (۱) کرشن (۲) بدھ۔ کل جگ میں ایک اوتار کلکی ÷ ان کے خیال کے مطابق ست جگ میں کامل سچائی تھی اور ذرہ بھی گناہ موجود نہ تھا۔ ترتیا جگ میں تین حصہ نیکی اور ایک حصہ بدی اور دوآپر جگ میں دو حصہ نیکی اور دو حصہ بدی تھی۔ اب کل جگ میں تین حصہ تو بدی ہے اور محض ایک حصہ نیکی رہ گئی۔ لیکن اوتاروں کی مذکورہ بالا تقسیم پر غور کرنے سے ہمارا گمان اس کے برعکس ہوتا ہے۔ کیونکہ اوتاروں کی زیادتی سے گناہ اور بدی کی زیادتی ہی ثابت ہوتی ہے اگر ست جگ میں اور جگوں کی نسبت اوتاروں کا شمار زیادہ ہے تو ماننا پڑیگا کہ ست جگ میں گناہ بھی اور جگوں کی نسبت زیادہ ہوتا تھا۔ اگر ست جگ میں گناہ مطلق موجود ہی نہ تھا اور دھرم کو قائم کرنے کی حاجت ہی نہ تھی تو ست جگ میں اوتار لینے کی کیا ضرورت تھی؟

چنانچہ اوتاروں کے بیان سے صاف معلوم ہوگا کہ ست جگ کے یہ چاروں اوتار خاص خاص بدوں یا بدیوں کو رفع کرنے کیلئے ظاہر ہوئے لہٰذا ہندوؤں کا یہ خیال کہ ست جگ بالکل پاک زمانہ تھا یا کہ ترتیا جگ میں کل ایک حصہ اور دوآپر میں دو حصے گناہ تھا اور اب کل جگ میں تینوں حصہ گناہ ہے وغیرہ نہایت باطل اور اوتاروں کی مذکورہ بالا تقسیم بھی نہایت غلط ہے۔ نیکی اور بدی ہر زمانہ میں موجود رہی اور ایک ہی الٰہی اوتار ہر زمانہ کے لئے کافی ہے اور اس الٰہی اوتار کی مچھلی۔ کچھو۔ سور وغیرہ کی نفرتی صورتوں میں ظاہر ہونے کی کچھ ضرورت بھی نہیں ÷

اوتار کی قسمیں

ہندوؤں کے عام خیال کے مطابق اوتار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) پورن اوتار (۲) انش اوتار۔ جب وشنو کل کا کل ایک ہی شخص ظاہر ہو کر پیدا ہوتا ہے تو اس کو پورن اوتار کہتے ہیں چنانچہ بعض ہندوؤں کے خیال میں کرشن وشنو کا پورن اوتار تھا۔ جب وشنو تقسیم ہو کر کئی ایک شخص بن کر پیدا ہوتا ہے

تب اس کو انش اوتار کہتے ہیں مثلاً ان کے خیال میں رام وشنو کا آدھا حصہ۔ بھرت چوتھائی حصہ اور لکشمن اور شترو گھن ہر ایک آٹھواں حصہ تھا۔

اوتار کی تواریخی بنیاد

اوتار کی تعلیم کی تواریخی بنیاد دریافت کرنا کسی قدر امر محال ہے۔ کیونکہ وید منتروں میں اوتار کا نام و نشان بھی نہیں ہے لیکن وید منتروں کے بعد جو براہمن نام رسالے تصنیف ہوئے ان میں تھوڑا بہت اوتار کا اشارہ پایا جاتا ہے لہذا گمان ہو سکتا ہے کہ اوتار کی تعلیم کی بنیاد کسی قدر قدیم ہے اور ملک اسوریہ وغیرہ کی قدیم کہانیوں کے ساتھ بعض بعض اوتار کا مقابلہ کرنے سے یہ بھی گمان ہوتا ہے کہ شاید ہمارے ہند و آریہ اجداد بعض دیوتا کے اوتار کی نسبت کسی قدر اس قسم کے خیال اپنے ساتھ لے کر ہی اپنے وسط ایشیا کے آبائی وطن سے روانہ ہوئے تھے۔ چنانچہ متسیہ اوتار کی نسبت ہمارا یہ گمان تو نہایت قوی ہے۔ اگرچہ وید منتروں میں اوتار کے خیال کی تائید کرنے والی کہانی مندرج نہیں ہے، تاہم رشیوں میں اس قسم کی دو ایک قدیم کہانیوں کا مروج رہنا کچھ ناممکن نہ تھا۔ اور اس لئے براہمن کتابوں میں جب ویدک دیوتاؤں کی تشریح کی گئی تو رشیوں نے ان قدیم کہانیوں میں سے بھی دو چار کہانیوں کو لیکر اور ان کو نئی صورت دیکر دیوتاؤں پر عائد کیا۔ چنانچہ ہم آگے ثابت کرینگے کہ متسیہ اوتار کی کہانی نہایت قدیم ہے اور وہ نوح کے طوفان سے بھی بہت کچھ تعلق رکھتی ہے اور ملک اسوریہ کے قدیم کتبوں میں بھی اس قسم کے ایک معبود کی تصویر اور کہانی پائی جاتی ہے۔

اوتاروں کی موجودہ صورت کی تواریخ

اوتاروں کی موجودہ صورت بیشک نہایت نئی ہے۔ اور شاید اس کی ابتدا دریافت کرنا بھی بہت مشکل نہ ہوگا۔ ہم نے تری مورتی نام رسالہ میں ایک عالم کی رائے کی اقتباس پیش کیا ہے کہ رامائن اور مہابھارت دونوں کتابوں میں بہت سی نئی باتیں

ملائی گئیں۔ ہمارا گمان یہ ہے کہ ویدک زمانہ کے بعد جب ہندو آریہ ہندوستان کے اصلی باشندے بن گئے اور ان کے درمیان لڑائیاں اور دیگر تاریخی واقعات ہوتے رہے تو زمانوں کے بعد انہیں قدیم روایتوں کو لے کر اور ان کو شاعرانہ خیالوں سے رنگین بنا کر انہوں نے راماٸن اور مہابھارت نامی دو کتابیں تصنیف کیں لہٰذا ہم ان دونوں کتابوں کو اہل ہنود کی قدیم کہانیوں کا مجموعہ کہہ سکتے ہیں۔ جب بسبب کثرت رسومات اور ذات پات کے بندھن کے وید مذہب کی مخالفت ہوئی اور رفتہ رفتہ بدھ مذہب نے کل ہندوستان کو گھیر لیا۔ تو مدت کے لئے وید مذہب عنقریب غائب ہو گیا۔ اس کے بعد جب بُدھ مذہب کی تنزلی ہوئی اور برہمنوں کی کوشش سے بُدھ مذہب ہندوستان سے بالکل نکال دیا گیا اس وقت قدیم وید مذہب کو اس کی قدیم صورت میں دوبارا کھڑا کرنا بھی دشوار ہوا۔ کیونکہ ویدک رسومی مذہب میں بُدھ کی طرح کوئی شخصی زندگی نہ تھی۔ بدھ مذہب اگرچہ ایک دہریہ مذہب تھا تاہم اس مذہب کے بانی کپل وستو کے شہزادے کی اخلاقی زندگی اس تاریک زمانے میں اس ملک کے باشندوں کی نظر میں ایک نہایت منور شے تھی۔ اس لئے اگرچہ بدھ لوگ بے خدا تھے تاہم بے مذہب یا بیدین نہ تھے انہوں نے بُدھ کی زندگی کو مرکز بنا کر ایک بیدین یا بے خدا مذہب کو قائم کر لیا تھا۔ اب بُدھ مذہب کے زوال کے ایام میں وید مذہب کو دوبارہ قائم کرنیوالوں پنڈتوں نے بُدھ مذہب کی کامیابی کے اس بھید کو محسوس کیا۔ بُدھ کی مانند کسی کی زندگی انہوں نے اپنے وید شاستروں میں نہ پائی لیکن ایسی ایک زندگی کے بغیر عوام الناس ان کے بس میں نہ آدینگے۔ لہٰذا انہوں نے اول ویدک دیوتاؤں کو توڑ مروڑ کر ان کی نئی صورتیں گھڑیں اور قدیم راماٸن اور مہابھارت کی کہانیوں میں نیا رنگ ڈال کر ان کے بہادروں کو الٰہی زندگی کے ڈھنگ سے رنگ دیا

اسی طرح راماین اور مہا بھارت کے دو بڑے بہادر رام اور کرشن الٰہی اوتار بن گئے۔ رفتہ رفتہ جب وشنو کی پرستش نے بہت زور پکڑا ان کو وشنو کے اوتار قرار دیا۔ اور ان دو اوتاروں کے ساتھ برہما کے تین اوتار جرا کر ملا لئے یوں اوتاروں کا شمار پانچ بنا۔ نرسنگھ اوتار کہاں سے لیا گیا ہم کو ٹھیک معلوم نہیں۔ شاید وشنو کا سرب بیاپی ہونا ظاہر کرنا اس اوتار کی غرض ہو کیونکہ ہرنیہ کشپو نے جب پرہلاد سے پوچھا کہ تیرا وشنو کہاں ہے تو پرہلاد نے اس کو جواب دیا کہ میرا وشنو اس کھمبے ہی میں ہے اور فوراً وشنو اس کھمبے میں سے نرسنگھ اوتار بن کر نکل آیا۔ سو معلوم ہوتا ہے کہ وشنو ہر جگہ موجود ہے اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے نرسنگھ اوتار ایجاد کیا گیا۔ وشنو نام سورج دیوتا کے تین قدموں سے سیر کرنے کی ویدک تمثیل سے اور براہمن کتابوں کی کہانیوں سے بامن اوتار حاصل ہؤا۔ راماین سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرشورام ایک بڑا بہادر تھا اور چھتریوں کا سخت دشمن تھا اور اس نے رام کا بھی مقابلہ کیا۔ پنڈتوں نے اس بہادر کو بھی اوتار قرار دیا۔ یوں اوتاروں کا شمار آٹھ ہؤا۔ اب بڑے اشخاص میں باقی مہا بدھ۔ اس کے پیروؤں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے انہوں نے اس کو بھی اوتار بنا لیا اور بدھ اوتار کی ایک نئی تشریح کی۔ اغلب ہے کہ ان دنوں میں قدیم مسیحی جماعتوں کی طرف سے ہندوستان میں بھی مسیح کی خبر بھیجی گئی۔ پنڈتوں نے مسیح کی دوسری آمد کی مشابہت میں ایک اوتار بنام کلکی کو ایجاد کر کے کلجگ کے آخر کے لئے باقی رکھ چھوڑا۔ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وشنو کے دسوں اوتاروں میں سے ایک بھی وید منتروں کے مطابق نہیں ہے اور عنقریب سب کے سب ادھر اُدھر سے لے کر وشنو کے نام پر عاید کئے گئے ۔

متسیہ اوتار

شت پتھ برہمن ۱:۸:۱ میں متسیہ اوتار کی ایک عجیب کہانی نظر آتی ہے کہ صبح کو منو کے اشنان کے لئے پانی لایا گیا۔ جیسا اس نے پانی ڈھالا اس کے چلو میں ایک مچھلی آئی۔ مچھلی نے اس سے کہا مجھے پال لے تو میں تجھے بچا لونگی۔ منو نے کہا تو مجھے کس سے بچا دیگی؟ مچھلی بولی ایک طوفان آنیوالا ہے جس سے تمام جاندار برباد ہو جائینگے میں تجھے اس طوفان سے بچا لونگی۔ منو بولا میں تجھے کس طرح پالوں؟ وہ بولی جب تک ہم چھوٹے ہیں ہماری بربادی ہوتی ہے کیونکہ مچھلی مچھلی کو کھا جاتی ہے۔ تو مجھے پہلے ایک گھڑے میں رکھیو جب میں اس میں بڑی ہو جاؤنگی تو ایک تالاب کھود کر اس میں مجھے رکھیو جب میں اس سے بڑی ہو جاؤنگی تو مجھے سمندر میں لے کر ڈال دیجیو۔ اس وقت میں خطرے سے محفوظ ہو جاؤنگی۔ اس کے بعد مچھلی نے بتایا کہ فلاں سن میں طوفان آویگا۔ اسوقت ایک کشتی بنا کر اس میں داخل ہو جائیو میں تجھے بچا لوں گی۔ منو نے مچھلی کے کہنے کے مطابق عمل کیا جیسا کہ مچھلی نے کہا تھا اسی سال طوفان آیا۔ منو کشتی میں داخل ہوا۔ مچھلی نے اپنے سر کے کانٹے میں کشتی کی رسی باندھ کر تیرتے تیرتے اسے شمالی پہاڑ پر لے گئی اور بولی کہ میں نے تجھے بچا لیا۔ اب کشتی کو ایک درخت کیساتھ باندھ جب تک تو اس پہاڑ پر ہے طوفان تجھے ہلاک نہیں کریگا جیسا پانی گھٹتا جائے تو آہستہ آہستہ کشتی اتارتا جا۔ سو منو آہستہ آہستہ اتر آیا۔ طوفان سے تمام جاندار ہلاک ہو گئے۔ صرف منو اکیلا جیتا رہا۔ اس کے بعد اولاد بر پا کرنے کی غرض سے منو نے تپسیہ کی اور ایک سوختنی قربانی چڑھائی۔ وغیرہ۔

یہاں پر اس بات کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے کہ متسیہ اوتار کونسے دیوتا کا اوتار تھا وید کی تصانیف میں کہیں وشنو کا متسیہ اوتار لینے کا ذکر نہیں ہے لہذا شت پتھ برہمن کے مصنف

کے خیال میں متسیہ اوتار اور ہی کسی ویدک دیوتا کا اوتار تھا۔ مہابھارت کے بن پرب ۷۔۱۸۷: ۵۲ میں اس اوتار کو برہما کا اوتار قرار دیا چنانچہ وہاں متسیہ یوں رشیوں سے کہتا ہے کہ "میں پرجاپتی برہما ہوں متسیہ کا روپ دھارن کر کے میں نے تم لوگوں کو اس خطرے سے بچایا"۔ معلوم ہوتا ہے کہ بن پرب کا یہ حصہ جس وقت تصنیف ہوا تھا اس وقت برہما کی پرستش بخوبی رائج تھی۔ اس لئے متسیہ اوتار کے بارے میں شتپتھ براہمن کی قدیم کہانی یہاں پر برہما کی نسبت جا بندھی گئی۔ پیچھے سے بھاگوت پران میں جس طرح برہما کے اور بھی اوصاف وشنو کو دیئے گئے اسی طرح متسیہ اوتار بھی وشنو کا اوتار ٹھیرایا گیا۔

بائبل میں نوح کا طوفان ایک مشہور واقعہ ہے طوفان سے پیشتر خدا سے آگاہی پا کر نوح نے ایک کشتی بنائی جس کے وسیلے سے آٹھ جانیں اور ہر جاندار کی نسل بچ گئی۔ ہندوؤں کی عام کہانیوں کے مطابق جل پرلے کیوقت دیوسوت منو نے ایک کشتی بنائی جس کے وسیلے سے منو خود اور اس کے ساتھ اور سات یعنی کل آٹھ جانیں اور تمام جاندار کی نسل بچ گئی۔ علماء گمان کرتے ہیں کہ بائبل کے نوح ہی کو ہندو کہانیوں میں منو کہا گیا اور نوح کے طوفان کے واقعہ کو گھٹا بڑھا کر اور اس میں ادھر ادھر کی باتیں ملا کر منو کے جل پرلے کا قصہ گھڑا ہے کیونکہ دونو کہانیونمیں ایسی چند باتیں پائی جاتی ہیں جو ایک دوسرے سے کسی قدر موافقت رکھتی ہیں مثلاً (۱) طوفان سے پیشتر نوح کا خدا سے آگاہی پانا۔ اور منو کا متسیہ اوتار سے آگاہی حاصل کرنا:۔

(۲) نوح اور منو دونوں کا کشتی بنانا:۔

(۳) دونوں کہانیوں میں آٹھ جانیں اور تمام جانداروں کی نسل کا بچ جانا:۔

(۴) نوح اور منو دونوں کی کشتی کا ایک اونچے پہاڑ پر ٹک جانا:۔

(۵) طوفان کے بعد نوح اور منو دونوں کا سوختنی قربانی چڑھانا وغیرہ وغیرہ

اب سوال یہ ہے کہ اہل ہنود کو اس متسیہ دیوتا کا خیال کہاں سے حاصل ہوا؟ ویدک منتروں میں مچھلی کی شکل کا ایک بھی دیوتا نظر نہیں آتا ہے۔ اگرچہ بائبل اور ہندو کہانیوں میں ایک ہی طوفان کا بیان پایا جاتا ہے تاہم بائبل میں ہے اہل ہنود نے مچھلی کے اوتار کا خیال نہیں حاصل کیا تو ان کو متسیہ اوتار کہاں سے ملا؟

رشیوں کا آبائی وطن نام ایک رسالے میں ہم نے ثابت کیا کہ اہل ہنود کے اجداد کسی زمانہ میں ملک اسوریہ کے قریب قریب بستے تھے۔ زمانہ حال میں زمین کو کھود کر ملک اسوریہ کے مخروطی حروف کے بہت سے کتبے نکالے گئے اور ان کتبوں میں بھی طوفان کا ایک نہایت طول طویل قصہ پایا جاتا ہے۔ سمتھ صاحب کی کتاب اسیرین ڈسکوریز اس قصہ میں بھی ایسی بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں جو بائبل کے بیان سے کئی امور میں مطابقت رکھتی ہیں اور بول بائبل کے بیان کی سچائی پر شہادت دیتی ہیں۔ اسوریہ کی کہانی کے مطابق جیا نام سمندر کے معبود نے پہلے آنے والے طوفان کی خبر دی شتپتھ براہمن کے مطابق وہ متسیہ دیوتا بڑھتے بڑھتے ایسا بڑھ گیا تھا کہ آخر کو وہ سمندر ہی میں رہتا تھا۔ اور وہیں سے نکلکر اس نے منو کی کشتی کو اپنے سر سے باندھ لیا تھا۔ لہذا گمان غالب آتا ہے کہ اہل ہنود کے اجداد نے اپنے اصلی وطن میں رہتے وقت ملک اسوریہ کے باشندوں سے طوفان کی نسبت ایسے ایک معبود کا خیال حاصل کیا تھا جو سمندر کا معبود تصور کیا جاتا تھا:۔

پھر ملک اسوریہ میں انیس نام ایک معبود پایا گیا جس کی تصویر ہو بہو اہل ہنود کے متسیہ اوتار کی مانند ہے انیس دیوتا کا کچھ حصہ مچھلی کی شکل اور کچھ حصہ انسان کی شکل ہے اہل ہنود بھی اپنے متسیہ اوتار کی ایسی ہی تصویر کھینچتے ہیں انیس دیوتا کی ایک کھودی ہوئی تصویر اب زمین کے نیچے سے کھود کر نکالی گئی ہے اگر کوئی

اس دیوتا کو دیکھنا چاہیے تو برٹش میوزیم نام ولایت کے عجائب گھر میں تشریف لیجائیے اس کا درشن حاصل ہو سکتا ہے بیروسس نام ایک قدیم کاہن اس دیوتا کی نسبت یوں بیان کرتا ہے کہ وہ خلیج فارس میں سکونت کرتا تھا اور نہایت گیانی اور عقلمند تھا اسی نے کلدی[1] قوم کو حروف اور حرفت سکھائی یہ دیوتا دن کو لوگوں کو تعلیم دیتا تھا اور رات کو سمندر کے پانی میں غوطہ مار کے گھس جاتا تھا اب اہل ہنود بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ان کا پیارا متسیہ اوتار نہ تو برہما کا اور نہ وشنو کا اوتار تھا بلکہ وہ قوم اسور کا ایک دریائی معبود تھا جس کو وہ اپنی شائستگی کا بانی قرار دیتے تھے اور جس کو ایک دوسرے نام سے طوفان کا معبود مانتے تھے۔

اہل ہنود کی ایک دوسری کہانی کے مطابق طوفان کے بعد متسیہ اوتار نے حیاگریب نام ایک اسر کو مارا۔ کہتے ہیں کہ کلپ کے آخر میں یعنی نیستی کے ایام میں جب برہما سو رہا تھا تب حیاگریب نے وید کو چرا لیا اور بنی انسان سے گناہ کروایا۔ وشنو نے حیاگریب کو مار کر وید کا ادھار کیا اور جگت کو بچا لیا۔

کورم اوتار

شتپتھ براہمن ۷: ۱۵: ۳: ۵ میں لکھا ہے کہ "پرجاپتی نے کورم کی صورت میں ہو کر خلقت کو پیدا کیا"۔ جیسا تری مورتی نام رسالے میں بیان ہو چکا اگر پرجاپتی اور برہما ایک ہی معبود ہے تو کورم برہما کا اوتار تھا۔

اہل ہنود کی پرانک تصانیف میں کورم وشنو کا اوتار قرار دیا گیا اس امر میں

[1] کلدی یا کسدی اور بابلی اور سوری یہ قریباً ایک ہی قومیں تھیں اور ان کا مذہب بھی قریباً ایک ہی تھا۔

مختلف کتابوں میں بہت سی کہانیاں مندرج ہیں۔ کورم اوتار کی نسبت عام کہانی یہ ہے کہ مذکورہ بالا منو کے طوفان کے وقت چند بیش قیمت چیزیں کھو گئی تھیں جن کو نکال لانے کے لئے وشنو کو کورم کا اوتار لینا پڑا۔ اہل ہنود کے خیال کے مطابق زمین تہ بتہ سات سمندروں سے گھیری ہوئی ہے جن میں سے پہلے میں نمک دوسرے میں گنے کا رس تیسرے میں شراب۔ چوتھے میں گھی۔ پانچویں میں دہی۔ چھٹویں میں دودھ اور ساتویں میں پانی ہے مذکورہ بالا بیش قیمت چیزوں کو نکالنے کی غرض سے کورم اوتار کی پیٹھ پر مندرا نام ایک پہاڑ کو چڑھا کر بطور مدھانی کے دودھ کے سمندر میں ڈالدیا اور باسکی ناگ کو رسی بنا کر دیوتا اور اسروں نے اس سمندر کو متھنا شروع کیا۔ اسروں کی نسبت دیوتا نہایت ہوشیار تھے سو انہوں نے آپ تو سانپ کی دم پکڑ لی اور اسروں کو اس کا سر پکڑوا دیا۔ یوں سمندر کا متھنا شروع ہوا لیکن اس کام کی ابتدا ہی میں ایک بڑی آفت برپا ہوئی۔ دیوتا اور اسروں نے جیوں بڑے زور سے سانپ کو کھینچا تو نہایت تکلیف کے سبب سانپ نے زہر اگل دیا۔ اور مارے اس زہر کے تمام خلقت فنا ہونے لگی۔ اسوقت شوجی وہاں موجود تھے خلقت کو فنا ہوتے دیکھ کر اس کے دل میں رحم آیا اور خلقت کو بچانے کی غرض سے اس نے سانپ کا اگلا ہوا تمام زہر پی لیا لیکن زہر ایسا تیز تھا کہ اس کی تاثیر سے شوجی کا دماغ گھوم گیا اور وہ بالکل بیہوش ہو کر گر پڑا۔ شوجی کا یہ حال دیکھ کر تمام دیوتا گھبرا گئے لیکن شوجی کی جورو پاربتی کی ایک حرکت سے سب کچھ درست ہوا۔ پاربتی نے فوراً اپنے شوہر کو گود میں اٹھا لیا اور اس کے منہ میں اپنا دودھ ڈالدیا۔ بیوی کا دودھ پیتے ہی شوجی کو ہوش آیا اور زہر اس کے گلے میں ٹھہر گیا اور یوں نیچے نہ اترنے پایا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت سے شو کا نام نیل کنٹھ یعنے نیلے رنگ کے گلے والا ہوا۔ خیر آخر کو سمندر کے متھنے کا کام انجام تک پہنچا اور ذیل کی بیش قیمت چودہ چیزیں نکل آئیں ؎

۱۔ امرت جس کو پینے سے کوئی نہیں مرتا ہے۔ ۲۔ دھنونتری نام آسمانی طبیب جو امرت کا پیالہ ہاتھ میں رکھتا ہے ۳۔ لکشمی جو وشنو کے حصہ میں آئی ۴۔ سورا یعنی شراب کی دیوی ۵۔ چاند ۔ ۶۔ رمبھا نام ایک آسمانی حور ۔ ۷۔ اچیشروا نام گھوڑا جو اندر کو ملا ۸۔ کوستب نام بیش قیمت من باز یور جو وشنو کو حاصل ہوا ۔ ۹۔ پاریجات نام ایک آسمانی پھول کا درخت جو اندر کے باغ میں رکھا گیا اس درخت سے جو کچھ مانگو سوہی ملتا ہے۔ ۱۰۔ سربھی نام ایک آسمانی گائے جس کا دودھ ہمیشہ بہتا رہتا ہے ۔ ۱۱۔ ایراوت نامی ہاتھی جو اندر کو ملا ۱۲۔ سنکھ اس سنکھ کو جو بجاتا ہے ضرور فتحیاب ہوتا ہے ۱۳۔ دھنس اس دھنس کا تیر کبھی نشانہ کو مارے بغیر نہیں رہتا ۔ ۱۴۔ وش یعنی زہر جس کا بیان ہو چکا۔

براہ اوتار

تیتریہ سنگھتا ۷: ۱: ۵ میں لکھا ہے کہ " یہ جگت پہلے پانی سے ڈھنپا ہوا تھا۔ پرجاپتی دایو بن کر اس پر پھرتا تھا اس نے اس زمین کو دیکھا اور براہ بنکر اسے نکال لیا۔ تیتریہ برہمن ۱: ۱: ۳ میں لکھا ہے کہ " یہ جگت پہلے پانی سے ڈھنپا ہوا تھا ۔ پرجاپتی پیدا کرنے کی غرض سے سوچنے لگا کہ اس سے کس طرح جگت بنے گا ۔ اس نے دیکھا کہ ایک کنول کا پتا ہے ۔ اس نے سوچا ۔ کہ ضرور اس پتے کی کوئی بنیاد ہوگی جس پر یہ ٹکا ہوا ہے اس نے براہ کی صورت میں ہو کر غوطہ لگایا اور نیچے پہنچکر زمین کو پایا ۔ اور دانت سے اس کی مٹی کھود کر اور اسے لیکر پھر اوپر چلا آیا ۔ اس مٹی کو کنول کے پتے پر پھیلا دیا وہ مٹی پرتھیست یعنی پھیلائی جاتی ہے اس لئے اس کا نام پرتھوی ہوا ۔ تیتریہ ارنیک ۱۰: ۱: ۸ میں لکھا ہے کہ " اے مٹی تو زمین اور گائے اور سب جاندار خلقت کی سنبھالنے والی ہے ایک کالے رنگ کے اور سو بازو والے براہ نے تجھے نکال لیا ہے "

مذکورۂ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ویدک زمانہ میں براہ پرجاپتی کا اوتار تھا۔ راماین ۲: ۱۱۰: ۳-۴ میں لکھا ہے کہ "پہلے سب کچھ پانی ہی پانی تھا اسی سے زمین بنائی گئی خودہست برہما دیوتاؤں کیساتھ پیدا ہؤا۔ اس نے براہ بن کر زمین کو نکال لیا اور اپنے لائق بیٹوں کے ساتھ بلکہ تمام جگت کو پیدا کیا"۔

لنگ پران ۴: ۵-۴۰ میں لکھا ہے کہ "برہما کی رات کیوقت جب تمام خلقت فنا ہو گئی تو وہ پانی پر لیٹ رہا۔ اس کا نام نارائن ہؤا رات کے تمام ہونے پر برہما جاگ اٹھا اور خلقت کو فنا کی حالت میں دیکھکر اس نے پیدا کرنے کا ارادہ کیا زمین پانی سے ڈھپی ہوئی تھی یسناتن برہما نے براہ بنکر اسی کو اٹھا کر پہلے کی طرح قایم کیا"۔

ان بیانات سے براہ برہما کا اوتار ٹھیرتا ہے جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا۔ اگر پرجاپتی اور برہما ایک ہی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زمانہ میں اہل ہنود براہ کو برہما ہی کا اوتار مانتے تھے لیکن بعد ازاں جب برہما کی پرستش موقوف ہونے لگی تو وشنو کے پرستاروں نے اس اوتار کو وشنو کا اوتار قرار دیا۔

وشنو لوگ کہتے ہیں کہ ہرنیاکش نام ایک دیت یعنی اسر تھا۔ اس نے زمین کو چرا کر سمندر کے نیچے تہ میں چھپا رکھا تھا۔ وشنو نے براہ اوتار لے کر سمندر میں غوطہ مارا۔ وہاں ہرنیاکش کے ساتھ ہزار برس تک اس کی لڑائی ہوتی رہی بعد کو ہرنیاکش مارا گیا۔ اور براہ اوتار اپنی تھتھنی پر زمین کو لیکر سمندر سے نکل آیا۔

مہابھارت بن پرب میں لکھا ہے کہ باشندوں کے زیادہ بڑھ جانے سے ان کے بوجھ سے زمین پانی میں ڈوب گئی تھی براہ اوتار سمندر میں غوطہ لگا کر اس کو اپنی تھتھنی پر لیکر نکال لایا۔ اور یوں زمین پھر دوبارہ بسنے کے لائق ہوئی۔

افسوس کی بات ہے کہ اہل ہنود خداوند یسوع مسیح سچے اوتار پر ایمان نہیں

لاتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے خدا کو مکروہ بنانا تسلیم کرتے ہیں۔

نرسنگھ اوتار

نقل ہے کہ ہرنیا کشیپو نامے دیتو کا ایک راجہ تھا۔ اس نے بڑی کٹھن تپسیہ کی جس سے خوش ہو کر برہما نے اس کو یہ بر دیا کہ تیری موت نہ انسان سے اور نہ حیوان سے اور نہ دیوتاؤں کے ہاتھ سے ہوگی۔ برہما سے اس بر کو حاصل کرنیسے وہ جلد نہایت مغرور اور ظالم بن بیٹھا۔ یہاں تک کہ جو پوجا دیوتاؤں کو ملنی چاہیئے تھی سو آپ ہی لینے لگا۔ آخر کار اس کا دشمن اس کے گھر ہی میں پیدا ہوا۔ اس کا بیٹا پرہلاد وشنو کا بڑا بھگت بنا جس وشنو کے نام سے ہرنیا کشیپو سخت نفرت رکھتا تھا۔ اس نے پہلے پہل پرہلاد کو بہت سمجھایا کہ وہ وشنو کا نام نہ لیوے لیکن پرہلاد کسی طرح سے باز نہ آیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر ہرنیا کشیپو نے اس کو مروا ڈالنے کی غرض سے جلادوں کے سپرد کیا۔ جلادوں نے راجہ کے حکم سے پرہلاد کو مار ڈالنے کیلئے کتنی ہی تجویزیں کیں پر ناکامیاب ہوئیں۔ انہوں نے پرہلاد کو پانی میں ڈالا۔ آگ میں ڈالا۔ ہاتھی کے پاؤں سے دبوایا۔ سانپوں سے کٹوایا۔ وغیرہ وغیرہ پر پرہلاد کسی سے نہ مرا۔ ہر آفت سے وشنو نے اس کو بچالیا۔ آخر کار پرہلاد راجہ کے سامنے پھر حاضر کیا گیا۔ ہرنیا کشیپو نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان آفتوں سے کس نے بچایا؟ پرہلاد بولا کہ وشنو نے جو تمام جگت کا کارکشا کرنیوالا ہے۔ راجہ نے پوچھا کہ وہ کہاں رہتا ہے پرہلاد نے جواب دیا کہ میرا وشنو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے راجہ نے اس جواب سے بہت غصہ ہو کر ایک کھمبے کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ تیرا وشنو اس کھمبے میں بھی ہے؟ پرہلاد نے کہا کہ ہاں میرا وشنو اس کھمبے میں بھی موجود ہے ہرنیا کشیپو نے سخت غصہ سے جیوں

اس کھمبے میں لات ماری تو اس کھمبے میں سے وشنو نرسنگھ روپ دھارن کر کے گرجتا ہوا نکل آیا اور ہرنیا کشیپو کو پھاڑ ڈالا۔ نرسنگھ کے معنی نیم انسان نیم شیر جس حال کہ نہ انسان نہ حیوان نہ دیوتا کسی کے ہاتھ سے ہرنیا کشیپو مارا جا سکتا تھا اس لئے وشنو کو اس وقت ایسا اوتار لینا پڑا جو ایک نئی صورت کا ہووے +

بامن اوتار

ناظرین کو یاد ہوگا کہ وید منتروں اور براہمنوں سے سورج دیوتا وشنو کے تین قدموں سے سیر کرنے کی تمثیل کا اور بونا بننے کی قدیم کیفیت کا تریمورتی نام رسالے میں بیان ہوا ہے۔ اس قصہ کو نہایت رد و بدل کر کے پورانک ہندوؤں نے بامن اوتار کی نئی کہانی گھڑی ہے۔ ناظرین دونوں بیانوں کا مقابلہ کرنے سے اس امر کو بخوبی معلوم کر لینگے۔ ذیل میں ہم بامن اوتار کے پورانک قصے کا اختصار پیش کرتے ہیں:۔

ترتیا جگ میں اپنی تپسیہ کے زور سے دیتوں کا راجہ بلی تمام جہان کا مالک بن بیٹھا دیوتے اس بات سے نہایت ہی گھبرا گئے اور انہوں نے وشنو سے درخواست کی کہ وہ کسی طرح بلی کی حکومت کو نابود کرے۔ لہذا کشیاپ نامی رشی کی بی بی ادیتی سے وشنو بامن یعنے باؤنا کی صورت میں پیدا ہوا بامن جی جب سیانا ہوا تو ایک روز بھیکھ مانگنے والے برہمن کے بھیس میں بلی راجہ کی سبھا میں جا پہنچا اس وقت بلی راجہ برہمنوں کو دان بانٹ رہا تھا۔ بلی راجہ نے اس سے پوچھا کہ تو کیا مانگتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے تین قدم کے برابر زمین مانگتا ہوں بلی نے سمجھا تھا کہ وہ بہت دولت مانگیگا۔ اب اس کو محض تین قدم زمین مانگتے دیکھ کر اس سے پوچھا۔ کہ تو کچھ اور مانگ۔ بامن نے کہا میں اور کچھ نہیں مانگتا ہوں سوا اپنے تین قدم

زمین کے۔ آخر کار اس کی تمنا کے مطابق محض تین قدم زمین دینے ہی کے لئے
بلی راجہ راضی ہؤا۔ بلی راجہ کا گرو بنام شنکراچارج بہت ہوشیار تھا اس نے
سمجھا یہ سب کچھ وشنو کی مایہ ہے سو اس نے راجہ کو صلاح دی کہ آپ اس
برہمن کو ہرگز نہ زمین دیویں لیکن راجہ نے اس کی اس مفید صلاح کو حقیر سمجھا
اور دینی رسم کے مطابق گڑوے سے پانی ڈال کر زمین برہمن کو مخصوص کرانا
چاہا۔ شنکراچارج نے چپکے سے گڑوے میں گھس کر گڑوے میں نال کو بند کر رکھا
تاکہ مخصوص کرتے وقت پانی نہ نکلنے پائے آخر کار منتر پڑھ کر راجہ نے زمین پر
ڈالنے کے لئے گڑوا اٹھا لیا۔ پر کسی طرح گڑوے سے پانی نہ نکلا بامن جی جانتا
تھا کہ یہ شنکراچارج کی چالاکی ہے سو شنکراچارج کو سزا دینے کے لئے اس نے راجہ
سے کہا کہ شاید گڑوے کی نال میں کوئی چیز اٹک گئی ہوگی سو آپ ایک تنکے سے
اس کو ہٹا دیجئے۔ بلی راجہ نے بامن کے کہنے کے مطابق گڑوے کی نال میں جیوں
ایک تنکا ڈال دیا تیوں ہی شنکراچارج کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ شنکراچارج روتا
پیٹتا اپنی کانی آنکھ لیکر گڑوے سے باہر نکل آیا اور راجہ نے بھی پانی ڈال کر
برہمن کو زمین دیدی۔ بلی نے بامن سے کہا اب تو اپنی زمین ناپ لے بامن
نے فوراً ایک پاؤں پھیلا کر کل آسمان اور دوسرا پاؤں پھیلا کر کل زمین کو ڈھانپ
لیا۔ اب بلی راجہ کو ہوش آیا اور اس نے سمجھا کہ یہ سب وشنو کی کاروائی ہے اس
نے بامن اوتار سے کہا کہ مہاراج نہ آپکا اور پاؤں ہے اور نہ میرا اور راج ہے بامن نے
جواب دیا کہ میرا اور بھی ایک پاؤں باقی ہے اب بتا میں اس کو کہاں رکھوں؟ بلی راجہ
نے بہت پست ہو اس کے سامنے اپنا سر دھر دیا اور بامن سے کہا کہ آپ اپنا تیسرا
پاؤں اپنے اس داس کے سر پر دھر دیجئے بامن نے فوراً ایک تیسرا پاؤں بھی نکال کر
اس کے سر پر دھر دیا۔ آخر کار بلی راجہ کی حلیمی اور خاکساری کو دیکھ کر بامن اوتار

کے دل میں رحم آیا اور اس نے بلی سے کہا اگر تو سرگ میں رہنا چاہتا ہے تو میں تیرے ساتھ رہنے کیلئے ایک سو مورکھ دونگا اور اگر تو پاتال میں رہنا چاہتا ہے تو میں تجھکو پانچ پنڈت دونگا۔ بلی راجہ نے سو مورکھوں کیساتھ سورگ میں رہنے کی نسبت پانچ پنڈتوں کیساتھ پاتال میں ہی رہنا قبول کیا اور اپنا تمام راج بامن کو دیکر پاتال ہی میں جا بسا۔ اسی طرح دھوکے سے وشنو نے بلی کا راج چھین لیا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اہل ہنود ایسے دھوکا باز اوتار کو مانتے ہیں لیکن راستی اور سلامتی کے شہزادے خداوند یسوع مسیح پاک اوتار کو حقیر جانتے ہیں ؛

پرشورام اوتار

لفظ پرشو کے معنی کلہاڑی پس پرشو کے معنی کلہاڑی والا رام کہتے ہیں کہ شو نے اس کو ایک کلہاڑی دی تھی جس کو وہ ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا اور اسی کلہاڑی کے سبب اس کا نام پرشورام ہوا۔ اس کے باپ کا نام جمدگنی اور اس کی ماں کا نام رینو کا تھا اور وہ ذات کا برہمن تھا اس نے اپنے باپ کے حکم سے اپنی ماں کو قتل کیا تھا نقل ہے کہ اس کے باپ کی غیر حاضری میں کارت ویرج نام ایک چھتری راجہ ایک مرتبہ ان کے آشرم میں آئے اور رینو کا نے اپنے شوہر کی بغیر اجازت اس راجہ کی بڑی خاطر تواضع کی۔ جاتے وقت راجہ رشی کا ایک بچھڑا بھی چرا لے گیا جسے رشی نے قربانی میں چڑھانے کے لئے رکھ چھوڑا تھا۔ شاید اسی واسطے رشی اپنی بی بی سے سخت ناراض ہو گیا تھا پھر ایک اور بیان ہے کہ ایک روز رینو کا اشنان کو گئی اور وہاں چترر تھ نام ایک شہزادے کو غسل کرتے دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئی۔ ایسی حالت میں رینو کا جب آشرم میں واپس آئی تو رشی کو جو دوسرے کے دل کا حال جان سکتا تھا یہ بات معلوم ہوئی اس نے

غصہ سے پرشورام کو حکم دیا یوں پرشورام نے فوراً اپنی کلہاڑی سے اُسے قتل کر ڈالا۔ ادھر کارت بیرج کیساتھ رشی کی سخت دشمنی ہوگئی پرشورام نے اس کو قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ کارت بیرج کے ایک ہزار ہاتھ تھے کارت بیرج کے بیٹوں نے جمدگنی کو مار کر اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا۔ پرشورام نے اس بدلے کا بدلہ لینے کے لئے قسم کھائی کہ میں ایک چھتری کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اپنی اس قسم کے مطابق اس نے کل چھتری قوم کیساتھ لڑائی کی اور سخت بیرحمی سے اکیس مرتبہ چھتریوں کو زمین پر سے مٹا ڈالا۔ یہاں تک کہ پانچ بڑی جھیلیں چھتریوں کے لہو سے لبالب بھر گئیں اس کے بعد تمام جہان کی سلطنت جو اس نے چھتریوں کو مار کر حاصل کی تھی کشیاپ رشی کو دیکر آپ خود مہندر نامی پہاڑ پر جا کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ رامائن میں لکھا ہے کہ جب سیتا سے شادی کر کے رام جنکپور سے واپس آرہا تھا تو اس وقت راستے میں پرشورام نے رام کا مقابلہ کیا اور رام سے شکست کھا کر مہندر پربت میں جا کر گوشہ نشین ہوا کہتے ہیں کہ بسبب اپنی ماں کو قتل کرنیکے گناہ کے پرشورام کی کلہاڑی اس کے ہاتھ میں ایسی پھنس گئی تھی کہ وہ کسی طرح نکلتی نہ تھی۔ پرشورام نے اس گناہ سے چھٹکارا پانے کے لئے بہتیرے تیرتھوں میں اشنان کیا پر کلہاڑی نہ نکلی۔ آخرکار برہم کنڈ نام تیرتھ میں نہانے سے کلہاڑی نکل گئی اور پرشورام کلہاڑی سے زمین پر لکیر کھینچ کر بذریعہ اس لکیر کے برہم کنڈ کے پانی کو نیچے بہا لیا (اور بقول برہم تیرتھ نام جو مشہور دریا ہے بنگیا جواب ملک آسام میں بہتا ہے۔ رینوکا کے نام برمور کی ریاست میں ایک پہاڑی جھیل ہے جس کو پہاڑی لوگ رینکا کہتے ہیں اس جھیل کے کنارے پر پرشورام کا ایک مندر ہے ہر سال وہاں ایک میلہ ہوتا ہے۔ ناہن کے راجہ صاحب اس میلے کا انتظام کرتے ہیں اہل ہنود ایسے خونریز اور اپنی ماں کو قتل کرنیوالے شخص کو بھی اپنا ایک مشہور اوتار مانتے ہیں لیکن حلیم و خاکسار اور ماں باپ کے فرمانبردار مسیح کو رد کرتے ہیں۔ افسوس ایسوں کی عقل پر!

رام اوتار

رام اوتار کا بیان بالمیکی شاعر کی مشہور کتاب رامائن میں مندرج ہے کہتے ہیں کہ رام کی پیدائش سے ساٹھ ہزار برس پیشتر بالمیکی رشی نے یہ کتاب تصنیف کی تھی۔ رامائن سات حصوں میں منقسم ہے ہر ایک حصہ کانڈ کہلاتا ہے سات کانڈوں کے نام یہ ہیں (۱) بال کانڈ (۲) اجودھیا کانڈ (۳) ارنیہ کانڈ (۴) کشکندھا کانڈ (۵) سندرا کانڈ (۶) جدھ کانڈ (۷) اوترا کانڈ۔ ان ساتوں کانڈوں میں رام کی کہانی کو اس قدر طول دیا ہے کہ اس کا پورا بیان کرنا تو درکنار مختصر بیان کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے لہٰذا ہم نہایت ہی مختصر طور پر ذیل میں اس اوتار کا کچھ ذکر کرتے ہیں زیادہ تر بیان بالمیکی کے مطابق کیا جاویگا پر کہیں کہیں عام قصوں سے بھی مدد لی جاویگی +

بال کانڈ

اشوا میدھ

اجودھیا نگر میں سورج بنسی خاندان سے دشرتھ نامی ایک راجہ تھا اس کی تین مشہور رانیاں تھیں کوشلیا کیکئی اور سمترا لیکن اس کی کسی رانی سے کوئی بیٹا نہ ہوا تھا۔ لہٰذا بیٹے کی تمنا میں راجہ نے ایک اشوامیدھ جگ کیا۔ اس رسم کی ادائیگی کا یہ دستور تھا کہ جگ کرنے والے کی رانی اپنے ہاتھ سے اشوا میدھ کے گھوڑے کو بلدان کرتی تھی اور اس گھوڑے کے ساتھ ایک رات رہتی تھی پس بالمیکی رشی فرماتے ہیں کہ رانی کوشلیا نے گھوڑے کو تین چوٹوں سے بلدان کیا۔ اور بڑی خوشی سے گھوڑے کے ساتھ رات بتائی۔ آخر کار گھوڑے کو جگ میں چڑھایا یعنے اس

کی سو خشمی قربانی کی گئی +

دیوتاؤں کی مشورت لنکا میں راون نامی راکشس لنکا کا ایک ظالم راجہ تھا جس نے تمام خلقت کو تنگ کر رکھا تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے دیوتے بھی اسکے غلام بن گئے تھے اس نے برہما سے ایک بر حاصل کیا تھا کہ جس کے باعث نہ کوئی دیوتا اور نہ اسر اس کو مار سکتا تھا اسکی نظروں میں انسان ایک ایسی بے حقیقت شے تھی کہ جس وقت اس نے برہما سے بر مانگا اس وقت اس نے اپنے دشمنوں میں انسان کا نام تک بھی نہ لیا لہذا محض انسان ہی کے ہاتھ سے اس کا قتل ہونا ضروری تھا پس راجہ دشرتھ کے مذکورہ بالا جگ کے ایام میں دیوتاؤں نے آپس میں مشورت کر کے وشنو سے درخواست کی کہ آپ انسان کا اوتار لیجئے اور راون کو ہلاک کیجئے وہ اس تجویز پر راضی ہوا اور اس کی مدد کے لئے دیوتاؤں نے بندریوں سے صحبت کی جس سے بڑے بڑے بندر پیدا ہوئے +

رام اور اسکے بھائیوں کی پیدائش جگ مدی یعنے مذبح کی آگ سے ایک قوی ہیکل شخص سونے کی تھال میں کھیر لیکر نکل آیا اور راجہ دشرتھ سے بولا کہ یہ کھیر اپنی رانیوں کو کھلا دے۔ تو وہ تیرے لئے بیٹے جنینگی پس راجہ نے اس کے کہنے کے مطابق وہ کھیر آدھی تو کوشلیا کو اور آدھی باقی دو رانیوں کو کھلا دی۔ رانیاں اس طور پر حاملہ ہو گئیں اور وشنو چار حصے ہو کر ان سے پیدا ہوا یعنے کوشلیا سے رام کیکئی سے بھرت اور سمترا سے لکشمن اور شترگھن پیدا ہوئے یہ چاروں شہزادے جب بڑے ہوئے تو رام اور لکشمن میں اور بھرت اور شترگھن میں زیادہ رفاقت پیدا ہوئی +

بشوامتر کیساتھ روانہ ہونا اور راکشسوں کو مارنا جب چاروں شہزادے سپاہ گری اور مختلف علموں میں ماہر ہو گئے تو راجہ دشرتھ کو ان کے بیاہ کی فکر ہوئی اسی اثنا میں بشوامتر رشی آموجود

ہوئے اور کہنے لگے کہ مہاراج جب ہم جگت کرتے ہیں تو راکشس ہمکو بہت ستاتے اور ہمارے جگ کو بھرشٹ کرتے رہتے ہیں۔ کرپا کرکے رام چندر جی کو میرے ساتھ بھیجئے تاکہ وہ راکشسوں کو مار کر ہمارے جگ کی رکشا کریں۔ راجہ دشرتھ اس وقت نہایت بڈھا تھا اس کی عمر ساٹھ ہزار برس کی تھی ایسے بڑھاپے میں راجہ کو رام کی جدائی کب گوارا تھی سو وہ بہت ناخوش ہوا لیکن جب رشی لعنت کرنے پر اتر آیا تو راجہ نے مجبوراً رضامندی ظاہر کی۔ غرضیکہ جب رام رشی مذکورہ کے ساتھ چلا تو لکشمن بھی ساتھ ہو لیا۔ اس سفر میں رام نے بہت سے راکشسوں کو مارا جن میں سے تاڑکا نامی ایک راکشسنی بہت مشہور تھی۔ ہندوؤں کے شاستروں کے مطابق عورت کیسی ہی قصوروار کیوں نہ ہو اس کو قتل کرنا سخت گناہ ہے سو تاڑکا کو مارتے وقت رام نہایت پس وپیش میں ہوا پر بشوامتر کے کہنے سے آخر کار اس کو قتل کیا۔

جنکپور کو روانہ ہونا اور اہلیا کو جلانا

متھلا کے راجہ جنک کو شو کی طرف سے ایک دھنک ملا تھا جنک کا یہ قول تھا کہ جو کوئی اس دھنک کو خم دیگا تو میں اپنی بیٹی سیتا اس کو بیاہ دونگا۔ غرض کہ راکشسوں کے مارے جانے کے بعد رام اور لکشمن کو ہمراہ لیکر بشوامتر رشی متھلا کو چلے راستہ میں بہت سی وارداتیں پیش آئیں جن میں سے اہلیا کا جلایا جانا بہت مشہور ہے اہلیا برہما کی بیٹی اور گوتم رشی کی بیوی تھی وہ نہایت حسین اور خوبصورت تھی سرگ کا راجہ اندر دیوتا وید اور شاستروں کو پڑھنے کے لئے گوتم رشی کے پاس آیا کرتا تھا۔ اہلیا کو دیکھ کر وہ اس پر عاشق ہو گیا اور اہلیا بھی اس کو پیار کرنے لگی ایک روز کا ذکر ہے کہ گوتم رشی اشنان کرنے نکلے۔ اندر اپنے گورو گوتم کا بھیس بدل آشرم میں آ داخل ہوا اور اہلیا سے صحبت کی۔ لیکن بعد تھوڑی دیر کے گوتم رشی واپس آئے اور یوں یہ دونوں پکڑے گئے رشی نے ان پر لعنت کی اور اندر سے کہا کہ تیرے

بدن پر ایک ہزار بھگ (یعنے علامت تانیث) ہوں یہ کہتے ہی اس کا بدن بھگوں سے بھر گیا۔ لیکن بعد بہت منت سماجت کے رشی نے اس پر رحم کھا کر ہزار بھگوں کو ہزار آنکھوں میں تبدیل کر دیا۔ پھر اہلیا سے کہا کہ تو پتھر بنجا۔ اس نے بھی بہت منت کی اور رشی نے اس کے پتھر رہنے کی میعاد مقرر کر دی یعنے اس سے کہا کہ تریتا جگ میں جب رام اوتار ہوگا تو اس کے پاؤں کے لگنے سے تو پھر جی اٹھیگی تب سے ایک ٹوٹے پھوٹے آشرم میں اہلیا پتھر بن کر پڑی ہوئی تھی اب جب بشوامتر کیساتھ رام اس آشرم میں داخل ہوا تو اس کے پاؤں لگتے ہی اہلیا زندہ ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے شوہر گوتم پاس چلی گئی ؎

بیاہ

سیتا کو حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ متھلا میں آئے لیکن اُن میں سے کوئی بھی دھنک کو موڑ نہ سکا آخر کار رام جو نہایت نوجوان تھا نہ صرف دھنک کو خم ہی دیا بلکہ اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اجودھیا میں راجہ دشرتھ کو اس امر کی خبر پہنچائی گئی وہ بڑی دھوم دھام سے معہ اپنے اہل دربار کے متھلا میں آپہنچا جنک کی دو بیٹیاں سیتا اور اُرملا سے رام اور لکشمن کی اور جنک کے بھائی کشدھوج کی دو بیٹیاں مانڈوی اور سرتکیرتی سے بھرت اور شترگھن کا بیاہ ہوا۔ بعد بیاہ کے راجہ اپنے بیٹے اور بہوؤں کو لیکر اجودھیا میں واپس آیا راستے میں ایک مرتبہ چھتریوں کے دشمن پرشورام کا مقابلہ کیا (یعنے ایک اوتار نے دوسرے اوتار کا) لیکن اُس نے شکست کھائی ؎

اجودھیا کانڈ

رام کی تخت نشینی کا انتظام

اسکے بعد راجہ دشرتھ نے ارادہ کیا کہ اپنے لائق جوان بیٹے رام کو تخت نشین کر کے آپ جاؤں گے

دستور کے مطابق ضعیفی میں گوشہ نشینی اختیار کرے لہذا اس ارادہ کو پورا کرنے کیلئے اسنے بڑی دھوم دھام سے رام کی تخت نشینی کا انتظام کیا۔ تمام اجودھیا کے لوگ اس بات سے خوشی اور خورمی کرنے لگے۔

کیکئی اور منتھرا رانی کیکئی کی منتھرا نامی ایک کبڑی باندی تھی اس نے کیکئی سے آکر کہا کہ رانی کس نیند میں سوتی ہو؟ ایک بڑی مصیبت تجھ پر آنیوالی ہے۔ کیکئی نے بہت گھبرا کر اس سے پوچھا کہ وہ کیا ہے۔ وہ بولی کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ راجہ دشرتھ تجھ سے صرف منہ بولی محبت رکھتا ہے؟ اس نے تیرے بیٹے بھرت کو تو اس کے ماموں کے ہاں بھیج دیا اور اب رام کی تخت نشینی کا انتظام کر رہا ہے۔ یہ خبر سنکر کیکئی بہت خوش ہوئی اور اس کو ایک قیمتی زیور دیکر کہا کہ میرے نزدیک رام اور بھرت میں کچھ فرق نہیں ہے۔ کیکئی کے اس جواب سے منتھرا نہایت ناراض ہو کر بولی اے نادان بجائے غم کے تو خوش ہو رہی ہے؟ وہ کونسی عورت ہے جو سوت کے بیٹے کی ترقی دیکھ کر خوش ہوتی ہے؟ جب رام راجہ ہو جائیگا تو تجھ کو کوشلیا کے آگے ہاتھ جوڑ کر غلامی کرنی پڑے گی۔ اسکے جواب میں کیکئی نے رام کی خوبی اور خصلت کی بڑی ہی تعریف کی اور کہا کہ وہ بڑا بیٹا ہے سو تخت کا حقدار ہے۔ اس کے بعد منتھرا نے کیکئی کو خوب پٹی پڑھائی اور آخر کار اس کے دل میں یہ بات ڈال ہی دی کہ اگر رام تخت نشین ہوا تو اس کے اور اس کے بیٹے بھرت کے حق میں اچھا نہ ہوگا کیونکہ رام بھرت کو نکال دیگا یا مروا ڈالیگا۔ پس رام کو بن باس اور بھرت کو تخت ملنا چاہیئے۔ اب کیکئی اس بات کے انجام دینے کے لئے مستعد ہو گئی۔ منتھرا کی صلاح سے کیکئی نے اپنی پوشاک اور زیورات اتار اور اپنا چہرہ بڑا اداس بنا نالہ و زاری شروع کر دی۔

کیکئی اور دشرتھ راجہ دشرتھ اپنی رانیوں میں سے کیکئی کو سب سے زیادہ پیار کرتا تھا وہ اس کو بڑی خوشی سے رام کی تخت نشینی کی خبر دینے آیا۔

لیکن جب وہ اُسکے محل میں داخل ہُوا تو کیکئی کی یہ حالت دیکھ کر اس کی خوشی غم سے بدل گئی نہایت پشیمان ہو کر اس کے غم کا سبب دریافت کیا اور قسمیں کھا کر اس سے وعدہ کرنے لگا کہ اس کا غم دور کرنے کی خاطر وہ اپنی جان تک بھی دینے کو تیار ہے بلکہ اپنی جان سے بھی عزیز بیٹے رام کو ترک کر دینے سے بھی دریغ نہ کریگا جب راجہ اس قدر اپنی قسموں کے دام میں آپھنسا تو کیکئی بولی کہ مہاراج آپ کو یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ اسروں کی لڑائی میں آپ کو سخت زخم لگا تھا۔ اس وقت میں ہی نے آپ کی خدمت کی تھی اور آپ نے اُس وقت مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھ کو دو بر دیں گے۔ اگر مہاراج مجھکو پیار کرتے ہیں تو وہ دونوں بر اب مجھ کو دیجئے۔ راجہ نے کہا تو کیا بر مانگتی ہے؟ رانی بولی کہ آپ پہلے ست کیجئے (یعنے زبان دیجئے) راجہ نے کہا کہ میں ست کرتا ہوں اب کیکئی نے تینتیس دیوتاؤں کو اور سورج چاند ستاروں زمین اور تمام مخلوقات کو گواہ ٹھہرا کر کہا کہ میرا پہلا بر یہ ہے کہ رام کو چودہ برس کا بنباس ہو اور دوسرا یہ کہ بجائے رام کے بھرت کو تخت دیا جائے کیکئی کی یہ غضبناک بات سنتے ہی راجہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور جب وہ ہوش میں آیا تو اس کے پاؤں پر گر گئے اور رو رو کر منت کرنے لگا کہ بجائے ان بروں کے تو اور کوئی بر مانگ لیکن اس کا سنگین دل کب ملائم ہونیوالا تھا جس قدر راجہ حلیمی دکھانے لگا اسی قدر وہ اپنی ضد پر زیادہ قائم ہوتی گئی اور اپنی بات پر اڑی رہی غرضیکہ راجہ نے کبھی ہوش میں اور کبھی بیہوشی میں کبھی گریہ وزاری میں اور کبھی منت سماجت میں رات بتائی۔

کیکئی اور رام

صبح کو تمام لوگ رام کی تخت نشینی کیلئے جمع ہوتے اور راجہ کی انتظاری کرنے لگے لیکن راجہ محل سے نہ نکلا آخر کار رام راجہ کی خبر لینے کے لئے کیکئی کے محل میں آیا۔ اُس نے پہلے راجہ کے اور پھر کیکئی کے آگے متھا ٹیکا اور کھڑا ہوا۔ راجہ کی نگاہ جوں رام پر پڑی تو لفظ رام کہتے ہی بیہوش ہو گیا اور جب

یہ حالت دیکھ کر رام نے کیکئی سے اس کا سبب دریافت کیا وہ بولی کہ راجہ نے مجھ سے ست کیا جس کے پورا کرنے میں اب پس و پیش کرتے ہیں لیکن اگر تُو چاہے تو تُو بھی اس کو پورا کر سکتا ہے رام بولا کہ اپنے پتا کے ست کو پورا کرنے کے لئے میں ہر طرح سے تیار ہوں چاہے مجھ کو زہر پینا یا سمندر میں بھی ڈوبنا ہو تب کیکئی نے تمام قصہ رام کو کہہ سنایا اور بولی کہ تو آج ہی چودہ برس کے لئے بنباس چلا جا۔ رام اپنے باپ کے وعدے کو پورا کرنے کیلئے اس بات سے بجائے غمگین ہونے کے خوش ہوا اور فوراً بنباس کو جانے کے لئے تیار ہوا۔

رام اور کوشلیا

اس وقت کوشلیا کی حالت کا نظارہ نہائیت دردانگیز ہے۔ صبح کو بیٹا راجہ ہوگا۔ اس خوشی کے مارے رات بھر رانی کی آنکھوں میں نیند نہ آئی۔ رام جب کوشلیا کے پاس آیا ماں نے بیٹے کو گلے لگا لیا اور بولی کہ آج راجہ تجھ کو اپنا تاج و تخت دیگا لیکن جب رام نے بیان کیا کہ بھرت راجہ ہوگا اور مجھ کو چودہ برس کا بنباس ہوا جہاں پھل مول میری خوراک اور کھال اور چھال میری پوشاک ہوگی تو یہ سنتے ہی وہ کاٹے ہوئے درخت کی طرح بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ کوشلیا کو جب ہوش آیا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اور کہنے لگی کہ کاش میں بے اولاد ہوتی! میں تمام رانیوں میں بڑی رانی ہوں مگر اب میری سوتنیں مجھے طعنہ دینگی۔ ہائے دیوتاؤں نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا! میرے تمام دان پُن بیفائدہ ہوئے! بیٹا بغیر تیرے کیونکر جیوں گی اگر تو بنباس ہی جاتا ہے تو مجھ کو بھی اپنے ساتھ ہی لے چل۔ لکشمن جو قریب کھڑا تھا تیزی میں آکر بولا کہ پتا نے کیسی بے انصافی کی آؤ بھائی ہم راج کو چھین لیں۔ اگر کوئی مخالفت کریگا تو میں اس کو قتل کرونگا۔ اگر مہاراج بھی آ دیں تو ان کو بھی نہ چھوڑونگا لکشمن کی بات سنکر کوشلیا رو رو کر رام سے کہنے لگی کہ جو تیری مرضی ہو سو تو کر پر میں تجھ کو بنباس

ہرگز نہ جانے دونگی اور اگر تو جائیگا تو میں خودکشی کرونگی اور ماں کی ہتیا کرنے کے پاپ سے
تو نرک میں جائیگا۔ رام نے جواب دیا کہ باپ کی حکم عدولی کرنا لایق بیٹے کا کام نہیں ہے۔
اپنے باپ کے حکم سے کندو رشی نے گو ہتیا کی تھی اور جمدگنی کے بیٹے پرشورام نے اپنے
باپ کے حکم سے اپنی ماں کو بھی قتل کیا تھا۔ میں محض ان مہاتماؤں کی پیروی کرتا
ہوں۔ پس بنباس کو جانا ہی میرا فرض ہے۔ رانی کوشلیا بولی کہ بیٹے کے نزدیک
باپ اور ماں دونوں برابر ہیں جیسا باپ کا حکم ویسا ہی ماں کا حکم۔ پس اپنی ماں کی
خاطر بنباس جانے سے باز آ۔ لیکن رام اپنی غمگین ماں کو ادھر ادھر کی باتوں سے
سمجھا کر کہنے لگا کہ تقدیر کا لکھا کوئی مٹا نہیں سکتا۔ یہ میری تقدیر ہے جو مجھے بنباس
کو لئے جاتی ہے۔ یہ تقدیر ہے کہ کیکئی نے ایسے اشراف راجہ کے گھرانہ سے ہو کر
بھی ایسا کمینہ پن دکھایا۔ کون ہے جو اس تقدیر کا مقابلہ کر سکے؟ ہماری زندگی اور
موت سکھ اور دکھ سب کچھ تقدیر کے کام ہیں۔ لکشمن ان باتوں سے قائل ہوا۔ اب
تک اس کا غصہ گرم تھا۔ وہ بولا کہ چھتری شہزادے کے لئے تقدیر کی اس قدر تعریف
کرنی نہایت شرم کی بات ہے۔ میرے قوی بازو ایسی تقدیر کو آسانی سے پلٹ سکتے
ہیں۔ میری تیز تلوار اور تیر و دھنک کے آگے رام کے تمام دشمن فنا ہو جائینگے۔
لکشمن کی ان دلیلوں سے رام پر کچھ تاثیر نہ ہوئی۔ وہ بنباس جانے کے ارادہ پر قائم
رہا اور اس نے آخرکار کوشلیا کو یوں سمجھایا کہ اگر آپ میرے ساتھ چلینگی تو میرے
بوڑھے پتا کی سیوا کون کریگا؟ وہ تو اکیلا یونہی مرجائیگا۔ پتی استری کا دیوتا ہے۔
پتی کی سیوا چھوڑ کر اگر استری بہت دان پن میں بھی لگی رہے تو بھی پرلوک میں اسکی اچھی
گتی نہ ہوگی کیونکہ پتی کی سیوا ہی سے استری کو سورگ حاصل ہوتا ہے پس آپ گھر ہی میں
رہیں اور مہاراج کی سیوا کریں۔ رام کی ان باتوں سے کوشلیا قائل ہوگئی اور اپنے ہاتھ
اس کے سر پر رکھ کر اسکو آشیرباد دی کہ تمام دیوتا اور سورج چاند ستارے تیری رکشا

کریں اور راکشس اور پشاچ۔ درندے اور پرندے کیڑے اور مکوڑے ہاں تجھے کوئی نقصان نہ پہنچاوے۔ بعد اس کے منتر وغیرہ پڑھ کر اس کو گلے لگا لیا اور بہتے ہوئے آنسوؤں کیساتھ اس کو رخصت کیا ✦

رام اور سیتا

وہاں سے وداع ہو کر رام سیتا کے پاس آیا یہاں بھی بہت رونا پیٹنا ہوا۔ سیتا نے رام سے عرض کی کہ وہ بھی اس کے ساتھ بنباس کو جاوے کیونکہ نیک بیوی کا فرض ہے کہ خواہ دکھ ہو خواہ سکھ اپنے خاوند کی پیروی کرے محل میں رہنے کی نسبت اپنے خاوند کے ساتھ جنگل میں بسنا غنیمت ہے سو سیتا نے کہا کہ میرے ماں باپ نے بچپن سے مجھے یہی تعلیم دی کہ میں ہر حالت میں اپنے خاوند کے نقش قدم پر چلوں تمہارے بغیر پل بھر میں جی نہیں سکتی ہوں تمہارے بغیر سورگ میں بھی میری شانتی نہیں رام نے جواب دیا کہ جنگل بھیانک جگہ ہے وہاں آرام کا نام و نشان نہیں پہاڑوں میں شیر گرجتے ہیں۔ دریا مگرمچھوں سے پر ہیں راستے کانٹوں سے بھرے پڑے ہیں جنگل کے پھل پھول بھوک کی خوراک ہیں۔ درختوں کے پتے تھکاوٹ کے بستر ہیں اور جنگلی چرند اور پرند تنہائی کے ساتھی ہیں پس تمہارا نازک بدن وہاں کی تکلیفوں کو جھیلنے کے قابل نہیں ہے سو بہتر یہی ہے کہ تم گھر ہی میں رہو۔ سیتا بولی کہ رام کے آگے تمام درندے بھاگ جائینگے تمہارے ساتھ مجھکو کوئی تکلیف و مشقت نہ ہوگی وہاں کے کانٹے میرے پاؤں کے نیچے ملائم بچھونے سے معلوم ہونگے وہاں کی مٹی و دلدل میرے بدن پر چندن سے بڑھکر ہوگی وہاں کے جنگلی پھل میرے منہ میں امرت کیطرح میٹھے لگیں گے ہیں تم پر کسی طرح سے بوجھ نہ ہونگی تمہاری سنگت ہی میرے لئے سورگ کا سکھ ہے اور تمہاری جدائی ہی نرک کا دکھ ہے۔ سو مجھ کو اپنے ساتھ لینے سے انکار مت کرو اگر تم مجھ کو چھوڑ جاؤ گے تو جیتی نہ رہونگی زہر کھا کر مر جاؤنگی۔ رام سیتا کی ان محبتانہ اور دل شکن باتوں کو ٹال نہ سکا اور آخر کار

اس کو اپنے ساتھ لے جانے پر راضی ہؤا +

بنباس کو روانہ ہونا

رہا لکشمن سو وہ بھی رام کیساتھ چل پڑا اس طرح رام لکشمن اور سیتا تینوں بنباس کو روانہ ہوئے۔ تمام اجودھیا میں بجائے رام کی تخت نشینی کی خوشی کے غم اور ماتم کی صدا اٹھی۔ تمام لوگ کیکئی اور بھرت کو گالیاں دینے اور کہنے لگے کہ ہم سب بھی رام کے ساتھ بنباس کو جائینگے اور یوں جنگل ہی میں راج بسائیں گے رام نے اس بات کو منظور نہ کیا +

رام اور بھرت

رام کے روانہ ہوتے ہی راجہ دشرتھ انتقال کر گیا جیسا پیشتر بیان ہؤا کہ بھرت اس وقت شترو گھن کیساتھ اپنے ماموں کے گھر پر تھا بھرت جب واپس آیا تو اپنی ماں پر سخت ناراض ہؤا اور رام کے لئے بہت رویا اور تخت نشین ہونیسے انکار کیا۔ رام کو واپس لانے کیلئے وہ چترکوٹ کے پہاڑ پر اس سے جا ملا اور اس کو واپس لانے کیلئے بڑی کوشش کی لیکن رام کسی طرح واپس آنے پر راضی نہ ہؤا آخر کار بھرت رام کی کھڑاؤں کو سر پر اٹھا کر لے آیا اور اجودھیا کو چھوڑ کر نندی گرام نامی ایک دوسرے شہر میں جا کے رام کی کھڑاؤں کو تخت نشین کرا اور آپ نیچے بیٹھ کر راج کا انتظام کرنے لگا +

آرنیہ کانڈ

ونڈک بن

اب رام لکشمن اور سیتا کا ونڈک بن میں جا بجا سیر کرنے کا بیان ہے۔ یہاں پر انہوں نے رشیوں کے آشرموں کا درشن کیا اور رشیوں کی جگ رکشا کرنے کی خاطر بہت سے راکھشسوں کو ہلاک کیا۔ آخر کار بنباس کے آخری ایام میں انہوں نے گوداوری دریا کے کنارے پر پنچ بٹی نامی ایک خوشنما جنگل میں آ کر ایک کٹیا یعنی جھونپڑی ڈال لی اور وہاں رہنے لگے +

سوروپ نکھا کے ناک کان کٹنا

راون کی بہن سوروپ نکھا ایک نہایت بدصورت راکشنی تھی اس کے ناخون سوروپ یعنی سوپ کی مانند چوڑے تھے اس لئے اس کا نام سوروپ نکھا پڑ گیا تھا۔ ایک روز سوروپ نکھا جنگلوں میں سیر کرتی ہوئی پنچ بٹی میں آن نکلی۔ رام کو ایک خوبصورت جوان دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں لنکا کے راجہ راون کی بہن ہوں میرا ایک بھائی کمبھ کرن تمام وقت سوتا رہتا ہے اور میرا دوسرا بھائی بھبیشن امر ہے اور میرے دو سوتیرے بھائی کھر اور دوشن بڑے بہادر ہیں۔ میں ان سب سے زیادہ حسین ہوں تو اپنی اس بدصورت سیتا کو چھوڑ دے اور مجھ سے بیاہ کر لے میں تیری سیتا اور لکشمن کو ابھی نگل جاتی ہوں اور یوں ہم دونوں اکیلے ہو کر اس جنگل میں موج اڑائینگے رام نے مخول سے کہا کہ میں تو شادی شدہ ہوں اور یہ میری نہایت پیاری بیوی ہے سوت کے ساتھ تجھ جیسی اشراف کا نباہ نہ ہوگا۔ میرا بھائی لکشمن اب تک کنوارا ہے اور نہایت خوبصورت بھی ہے تو جو اس قدر حسین ہے اس کے ساتھ تیرا جوڑا بہت اچھا رہیگا اور وہاں سوت کا جھگڑا بھی نہ ہوگا۔ شہوت کی ماری ہوئی سوروپ نکھا لکشمن کیطرف متوجہ ہو کر بولی کہ دیکھ خوبصورتی میں میرے برابر کوئی عورت نہیں ہے سو تو مجھے اپنی بیوی بنا لے تو ہم دونوں اس دنڈک بن میں بڑے مزے سے سیل کرتے پھرینگے۔ لکشمن بولا کہ میں تو اپنے بھائی کا غلام ہوں اور ہر ایک چیز کیلئے اس کا محتاج ہوں تجھ جیسی نازنین اپنے غلام کی بیوی کیونکر بنیگی۔ بہتر ہے کہ تو میرے بھائی سے پھر پوچھ اور اس کی بیوی بن رفتہ رفتہ وہ اپنی پہلی کو چھوڑ دیگا اور تجھی کو پیار کرنے لگے گا۔ سوروپ نکھا نے اس کی بات کو سچ جانا اور سیتا کے حسد میں رام سے کہا کہ جب تک تو اس کمبخت سیتا کو پیار کرتا رہیگا اور میری پرواہ نہ کریگا میں ابھی اس کو کھا جاؤنگی اور یوں اس کمبخت سے رہائی پا کر تیرے ساتھ مزے سے اس جنگل میں گذر کرونگی یہ کہتے ہی وہ منہ کھول کر سیتا کی طرف لپکی سیتا بیچاری مارے

خوف کے مارے وہ موٹی ہو گئی رام نے لکشمن کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ اب اس چڑیل سے زیادہ مخول کرنا لازم نہیں یہ بیدا غ نہ جانے پائے لکشمن نے فوراً اپنی تلوار نکال کر اس کے ناک کان اڑا دیئے سوروپ نکھا بڑی چیخیں ملتی ہوئی لہو لہان ہو کر وہاں سے بھاگی اور کھر اور دوشن کے پاس جو اس وقت جنگل کی دوسری طرف چودہ ہزار راکشسوں کی فوج لئے ہوئے تھے دوڑی آئی اور ان سے بولی کہ رام کے بھائی لکشمن نے بے سبب میرے ناک اور کان کاٹ ڈالے چنانچہ حکم ہوا کہ فوراً رام کی کیٹر پر حملہ کیا جاوے۔ اسکے بعد سخت جنگ ہوا اور اکیلے رام کے ہاتھ سے کھر اور دوشن اور ان کی چودہ ہزار فوج ماری گئی ۔

راون اور سوروپ نکھا

جب راون کو خبر ملی کہ رام نے اس کے دونوں بھائی اور چودہ ہزار فوج کو ہلاک کیا تو اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا۔ پر ماریچ نامی ایک راکشس کی صلاح سے باز رہا۔ اسی اثنا میں ناک کان کٹی سوروپ نکھا لنکا میں آ پہنچی۔ راون جو دس سر اور بیس ہاتھ۔ چوڑا سینہ اور لمبے دانت رکھتا تھا سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ سوروپ نکھا نے تمام اہل دربار کے آگے اس کو شرمندہ کرنے کے لئے اپنی ناک اور کان دکھا کر کہا کہ تیری بہن کی یہ بے عزتی کی گئی اور تیرے دو بھائی اور چودہ ہزار راکشس مارے گئے لیکن تو نے کچھ پرواہ نہ کی تیرے ایسے راجہ اور بہادر ہونے پر افسوس اور پھٹکار۔ راون نے پوچھا کہ رام کون ہے اور اس کے ہتھیار کیسے ہیں؟ اس پر سوروپ نکھا نے اول رام اور لکشمن کی بہادری کی بڑی تعریف کی اور بولی کہ اگر میں عورت ذات نہ ہوتی تو وہ مجھ کو بھی نہ چھوڑتے۔ سوروپ نکھا نے سیتا کی خوبصورتی پر خاص زور دیا اور کہا کہ ایسی بڑی حسین عورت زمین و آسمان پر کہیں بھی نہیں ہے اس کا رنگ سنہرا۔ آنکھیں بڑی بڑی منہ چاند کی طرح کمر پتلی وغیرہ وغیرہ وہ اگر ہاتھ لگ جائے تو تیرے ہی لائق عورت ہوگی میں تو اسی کو تیرے لئے لینے گئی تھی اور یوں اپنے ناک

کان کٹوا بیٹھی اب اگر تو اس کا بدلہ نہ لیگا تو تجھ پر لعنت ہے۔ سوروپ نکھا کی یہ دلچسپ تقریر سنتے ہی راون نے اپنے سارتھی کو حکم دیا کہ رتھ جوت۔ راون کی رتھ نہایت خوبصورت تھی اور زمین آسمان خشکی تری جنگل پہاڑ ہر جگہ بلا آور جا سکتی تھی راون اس رتھ پر سوار ہو کر پہلے مارچ کی تلاش میں نکلا۔ مارچ اُس تاڑکا راکشنی کا بیٹا تھا جس کو بشوامتر کی صلاح سے رام نے قتل کیا تھا۔ مارچ کو رام کی بہادری کا حال بخوبی معلوم تھا۔ اس نے پھر راون کو صلاح دی کہ رام کو نہ چھیڑے پر وہ اس بات کا شنوا نہ ہوا۔ آخر کار مارچ راون کے ساتھ مجبوراً روانہ ہوا اور دونوں ونڈک بن کے بیچ بیچ جنگل میں آ گئے +

سونے کا ہرن

راون نے مارچ کو کہا کہ تو اپنی صورت کو بدل لے۔ وہ فوراً ایک خوبصورت سونے کا ہرن بن گیا اور رام کے کٹیر کے آس پاس چوکڑیاں بھرنے لگا۔ سونے کے ہرن کو دیکھتے ہی سیتا اس پر فریفتہ ہو گئی اور رام اور لکشمن کو آواز دی کہ آؤ دیکھو کیسا خوبصورت سونے کا ہرن ہے ہرن کو دیکھ کر لکشمن بولا کہ ہو نہ ہو یہ راکشش مارچ ہے جو اکثر اسی طرح اپنی شکل بدل لیا کرتا ہے تا کہ ان راجاؤں کو جو جنگل میں شکار کھیلنے آتے ہیں ہلاک کرے۔ سونے کا ہرن تو کبھی ہوتا ہی نہیں سیتا لکشمن کی اس بات کو خیال میں نہ لاتی اور رام کی طرف مخاطب ہو کر بولی کہ اس ہرن کو میرے لئے پکڑ دو جب بعد بنباس کے میں اجودھیا کو لوٹ کر جاؤنگی تو میں اسکو اپنے محل میں پالوں گی۔ اگر زندہ پکڑا نہ جائے تو اس کی کھال ہی لا دو تو میں اس پر بیٹھ کر دیوتاؤں کی پوجا کیا کرونگی سیتا کی دلجوئی کے لئے رام اپنے تیر اور دھنک لیکر ہرن کے پیچھے نکلا اور جاتے ہوئے لکشمن سے کہا کہ سیتا کی خبر گیری کرنا اور اس کو اکیلی چھوڑ کر ہرگز کہیں نہ جانا ہرن کبھی ادھر کبھی ادھر جنگلوں میں چھپ جاتا تھا اور پھر کبھی نکل آتا تھا۔ یوں رام اسکے پیچھے دور تک چلا گیا آخر کار جیوں ایک دفعہ

ہرن نظر آیا تیوں رام نے ایسا نشانہ مارا کہ تیر اس کے دل سے پار ہو گیا۔ تیر کھاتے ہی مرن ماریچ کی اصلی صورت میں آیا اور مرتے وقت رام کی آواز بنا کر چلا اٹھا کہ ہائے سیتا ہائے لکشمن!

سیتا اور لکشمن

کٹیا میں جو یہ آواز سنائی دی تو سیتا کے ہوش اڑ گئے وہ لکشمن سے کہنے لگی کہ جلد جاؤ اور دیکھو کہ رام کو کیا ہوا؟ لکشمن نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں رام کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ان کا تو کیا ذکر خود ایشور بھی اس کا سامنا نہیں کر سکتا یہ سب کچھ ماریچ کی چالاکی ہے لکشمن کے اس جواب سے سیتا بہت غصہ ہو کر بولی کہ تو بڑا کپٹی ہے اور تو چاہتا ہے کہ رام کسی طرح مر جائے اور تو مجھ کو اپنے گھر میں ڈال لے شاید اسی مطلب سے تو ہمارے ساتھ بنباس میں بھی آیا ہے پر یاد رکھ کہ سوائے رام کے اور کوئی میرا پتی نہ ہوگا سیتا کی اس قسم کی باتیں سنکر لکشمن کا دل بہت رنجیدہ ہوا اور آخر کار رام کے حکم کے خلاف سیتا کو تنہا چھوڑ کر اس کو جانا پڑا جاتے وقت اس نے اپنے تیر سے کٹیا کے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچ کر سیتا سے کہا کہ آپ اس دائرہ سے باہر ہرگز نہ جائیں۔

سیتا ہرن

لکشمن کٹیا سے باہر نکلا ہی تھا کہ راون ایک جٹا دھاری جوگی کے بھیس میں کٹیا کے سامنے آموجود ہوا اور سیتا سے بھیک مانگنے لگا۔ سیتا نے کہا کہ آپ ذرا ٹھیر جائیے جب تک میرا پتی اور دیور جو باہر گئے ہیں واپس آجاویں۔ جوگی نے کہا کہ نہیں میں ٹھہر نہیں سکتا۔ اگر بھیک دینا ہو تو جلد دو ورنہ میں سراپ دیکر چلا جاؤنگا۔ جوگی مہاراج کو ناراض کرنا سیتا کے لئے دشوار تھا سو اس نے دائرہ کے اندر ہی بھیک رکھکر کہا کہ اسے اٹھا لیجئے۔ چونکہ وہ دائرہ منتر سے کھینچا گیا تھا راون اس کے اندر جا نہیں سکتا تھا۔ سو وہ بولا کہ دستور یہ ہے کہ بھیک باہر آکر دی جائے پس اگر بھیک دینا ہو تو باہر آکر دو نہیں تو میں سراپ دیکر جاتا ہوں۔ سیتا بولی کہ مجھے باہر نکلنے کا حکم نہیں ہے سو آپ کرپا کر کے تھوڑی دیر ٹھہر جائیں میرے پتی اور دیور نے

ہی ہنگے جوگی غصہ ہو کر بولا میں بھوکا برہمن ہوں اگر دینا ہو تو باہر آ کر دے نہیں تو ٹو جان میں چلا جاتا ہوں بچاری سیتا نے لعنت کے خوف سے جیوں ہی ایک قدم دائرہ سے باہر رکھا تیوں ہی راون نے اپنی اصلی صورت میں آ کر جھپٹ کے اُس کے بال پکڑ لئے فوراً اس کی رتھ موجود ہو گئی جس پر اس کو سوار کر کے لے اُڑا۔

جٹایو

سیتا لکشمن لکشمن چلائی پر لکشمن وہاں کہاں تھا اس تنہائی میں وہ رو رو کے گوداوری دریا۔ بن کے دیوتا۔ ہر پرند اور چرند سے بنتی کرنے لگی کہ وہ رام کو بتا دیں کہ تیری سیتا کو راون ہر لے گیا۔ اس وقت جٹایو جڑا سیتا کے رونے کی آواز سُن کر آ موجود ہوا یہ جٹایو گرڑ کے بھائی ارن کا بیٹا تھا اور کسی زمانہ میں دشرتھ کا بڑا دوست تھا۔ گو وہ اس وقت ساٹھ ہزار برس کا بوڑھا تھا تو بھی اس نے اپنے دوست کی بہو کو اس حالت میں دیکھ کر اُس کو چھڑانے کے لئے راون پر حملہ کیا اور کہا کہ اگرچہ میں ایسا بڈھا ہوں تو بھی رام اور لکشمن کی غیر حاضری میں تو میرے سامنے سے سیتا کو نہیں لیجا سکتا یہ کہتے ہی جٹایو نے راون کی رتھ پر جھپٹا مارا جس سے رتھ ٹوٹ گئی۔ سارتھی اور گھوڑے مارے گئے راون سیتا کو پکڑے ہوئے نیچے گر پڑا۔ بعد اس کے راون اور جٹایو میں سخت جنگ ہوا جٹایو نے اپنی چونچ سے راون کی بائیں طرف کے دس ہاتھ توڑ ڈالے پر فوراً دس اور نکل آئے راون غصہ میں آ کر سیتا کو چھوڑ تلوار نکال جٹایو سے لڑنے لگا۔ بوڑھا جٹایو بے ہتھیار دیر تک راون کا مقابلہ نہ کر سکا۔ راون نے اس کے دونوں بازو اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں اور وہ لہولہان ہو کر مردہ سا گر پڑا۔

لنکا

سیتا اپنے اس مددگار جٹایو کو گرتے دیکھ کر رونے اور چلانے لگی راون اس کو پکڑ ہوا میں اڑا لے چلا۔ جب اس کو لئے جاتا تھا تو اس کے بالوں سے پھول گرتے جاتے تھے کسی پہاڑ پر پرندوں کے پانچ سردار بیٹھے ہوئے تھے سیتا نے اپنا زیور اور

دوپٹا اتار کر ان کی طرف پھینکا تاکہ وہ رام کو زیور اور دوپٹا دکھا کر اس کی خبر دیں غرضیکہ راون سیتا کو لنکا میں لے آیا۔ لنکا سونے کی بنی ہوئی تھی اور اس کی سڑکیں اور محل بیش قیمت جواہرات سے آراستہ تھے۔ راون نے سیتا کو لنکا کی تمام شان و شوکت دکھا کر کہا کہ میں جو ایسی بڑی لنکا کا راجہ ہوں تو میری رانی بن اور رام کو جو محض ایک بنباسی سنیاسی ہے بھول جا۔ یہ بات سن کر سیتا رونے لگی۔ اس پر راون نے اپنے دس سر اس کے قدموں پر رکھ دیئے۔ اور کہا کہ مجھے اپنا داس بنا لے مگر سیتا کب راون کی ان چکنی چپڑی باتوں میں آنے والی تھی؟ وہ راون کے آگے رام کی تعریف کرنے لگی اور بولی کہ رام مجھ کو ضرور چھڑا لیجائیگا اور تو اپنے خاندان سمیت اس کے تیروں کے آگے ناش ہو جائیگا۔ سیتا کی یہ سخت باتیں سنکر راون بولا کہ اگر تو اتنے دنوں کے اندر راضی نہ ہوگی تو میں تجھ کو جیتی نہ چھوڑونگا۔ یہ کہہ کر اس نے سیتا کو چند ہیبت ناک راکشسوں کے حوالے کر دیا کہ وہ اس کو اشوک بن میں قید رکھیں۔ سیتا کو اشوک بن میں قید دیکھ کر برہما نے سورگ میں اندر سے کہا کہ اب راکشسوں کی ہلاکت کی راہ کھل گئی ہے جس سے تمام خلقت کا چھٹکارا ہوگا۔ پر زیادہ غم کرنے اور راکشسوں کی خوراک نہ کھانے سے سیتا کی جان کا اندیشہ ہے پس تو جا کر اس کو سورگ کا گھی کھلا۔ سو اندر اشوک بن میں اتر آیا اور سیتا کو گھی دیدیا جس کے کھانے سے اس کی بھوک پیاس جاتی رہی اور اسکو راکشسوں کی خوراک کی ضرورت نہ رہی۔

رام کا غم اور سیتا کا ڈھونڈھنا راون سیتا کو ہر لے گیا مگر رام کو یہ بات معلوم نہ ہوئی اس نے لکشمن سے کہا کہ میرے حکم کے خلاف سیتا کو اکیلی چھوڑ آنا نہایت نامناسب ہوا ہے جب واپس آیا تو سیتا کو گھر میں نہ پایا۔ اب وہ لکشمن کو ساتھ سیتا کی تلاش میں نکلا اور ملنے سبتا

ہائے سیتا چلاتا ہوا چاروں طرف پھرنے لگا۔ دیوانے کیطرح ہر درخت سے جسے سیتا پیار کرتی تھی پوچھتا کہ سیتا کہاں ہے۔ اسی طرح اس نے اس جنگل کے ہر ایک جاندار سے بھی پوچھا مگر کسی سے بھی اس کو جواب نہ ملا۔ یوں وہ پہاڑ اور وادی جنگل اور میدان۔ دریا اور چشمے غرضیکہ ہر جگہ سیتا کی تلاش میں آوارہ پھرا لیکن جب سیتا نہ ملی تو وہ رو رو کر کہنے لگا کہ اے پیاری سیتا تو پھولوں کو بہت پسند کرتی تھی۔ کیا تو ان پھولوں میں چھپی ہوتی ہے؟ اگر ہے تو اس کھیل کو اب چھوڑ اور نکل آ۔ دیکھ تیرے پیارے ہرن بھی تیرے لئے رو رہے ہیں ان کے آنسوؤں سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید راکشس تجھے کھا گئے۔ ہائے تو کہاں گئی؟ اب میں تیرے بغیر اپنے دیش کو کیونکر واپس جاؤنگا؟ تیرے بغیر تیرے باپ جنک مہاراج کو کیونکر منہ دکھاؤں گا؟ لکشمن تو جا اور میری ماں سے سیتا کا یہ حال بیان کر۔ ہائے دنیا میں مجھ سا بدبخت کون ہوگا؟ برے سے برے دن مجھ پر آپڑے ضرور میں نے پورب جنم میں بہت پاپ کئے ہیں جن کا پھل اب مجھ کو مل رہا ہے۔ سیتا اکیلی کبھی کہیں نہیں گئی ضرور راکشس ہی اس کو کھا گئے۔ یہ کہکر رام لکشمن کیساتھ سیتا کی تلاش میں دکھن کی طرف روانہ ہوا۔ کچھ دور جاتے ہی انہوں نے چند پھول پڑے پاتے جو رام نے سیتا کو دیئے تھے اس کے بعد رام نے ایک پہاڑ سے پوچھا کہ بتا سیتا کہاں ہے؟ لیکن جب اس سے کوئی جواب نہ ملا تو رام نے اس کو دھمکایا کہ بتا نہیں تو تیروں کی آگ سے تجھے بھسم کر ڈالونگا۔ جب ذرا اور آگے بڑھے تو ان کو پاؤں کے نشان۔ ایک ٹوٹا ہوا دھنک اور رتھ۔ سیتا کے چند زیورات۔ ایک بڑی سی چھتری۔ مرے ہوئے گھوڑے اور لہو کے نشان نظر آئے رام بولا یہ پاؤں کے نشان راکشسوں کے ہیں سیتا ان کے ہاتھ سے یا تو ماری گئی یا چرائی گئی ہے۔ پس رام نہایت غصہ میں آکر بولا کہ اگر سیتا مجھے نہ ملی تو میں ہوا کو بند کر دونگا سورج کو تاریک

کردوں گا۔ سمندر کو سکھا دونگا۔ اور تینوں لوک کو ناش کر ڈالونگا۔ دیوتا ہو۔ راکشس ہو۔ پشاچ ہو۔ کوئی میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا۔ رام کی ایسی غصہ کی حالت دیکھکر لکشمن ہاتھ جوڑ کر بنتی کرنے لگا کہ آپ صبر کیجئے آپکو تو سب کوئی دیاونت کہتے ہیں آپ کرودھ کے بس نہ ہوجئے۔ ایک کے پاپ کے کارن سب کو ڈنڈ نہ دیجئے اور تینوں لوک کو ناش نہ کیجئے معلوم نہیں کہ یہ رتھ کس کی ہے۔ لیکن پاؤں کے نشان تو ایک ہی شخص کے معلوم ہوتے ہیں آیئے ہم اچھی طرح سے سیتا کو ڈھونڈیں آپ ہمت سے اس دکھ کا سامنا کیجئے کوئی شخص بھی رنج سے بری نہیں دیکھئے کہ بششٹ رشی کو ایک ہی دن سو بیٹوں کی موت کا داغ لگا۔ سورج اور چاند بھی گرہن کے وقت راہو سے نگلے جاتے ہیں بلکہ دیوراج اندر بھی اپنی تقدیر کا پھل بھوگتا ہے اسلئے خلقت کو نشٹ کرنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ پہلے قصوروار کو ڈھونڈھ نکالئے اور پھر اس پر کچھ دیا نہ کیجئے لکشمن کی اس نیک صلاح سے رام سیتا کی تلاش میں آگے بڑھا۔ جلد ان کو جٹایو ملا۔ جو لہولہان پہاڑ کی طرح پڑا تھا رام نے لکشمن سے کہا کہ ضرور یہی راکشس ہے جو ہماری سیتا کو کھا گیا ہے میں ابھی اس کو تیز تیر سے مار ڈالتا ہوں۔ جٹایو نے جو مر رہا تھا آہستہ سے کہا کہ جس دیوی کو تم ڈھونڈھتے ہو اس کو راون ہر لے گیا ہے اس کو اس کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے میں نے راون کی رتھ توڑ ڈالی۔ اس کے سارتھی اور گھوڑوں کو مار ڈالا اور راون کو بھی زخمی کیا۔ لیکن افسوس میں ناکامیاب رہا۔ اس نے میرے دونوں بازو کاٹ ڈالے۔ اور سیتا کو لیکر اڑ گیا۔ یہ سنکر رام نے دھنک کو چھوڑ جٹایو کو سینہ سے لگا لیا اور بولا مجھ سا بدبخت دنیا میں کون ہوگا۔ میں راج پاٹ سے محروم ہوا سیتا لٹ گئی اور میرے سبب سے اس بچارے چڑے کے بازو کٹے اس کے بعد جٹایو سیتا کے بارے میں دو ایک بات کہکر مر گیا۔ تب اسکی گتی کر کے دونوں بھائی وہاں سے روانہ ہوئے۔

کشکندھا کانڈ

سُگریو سے دوستی

بعد اس کے رام اور لکشمن دونوں بھائی رشیامکھ پہاڑ پر پہنچکر اُن پانچ بندروں سے ملے جن کے پاس سیتا اپنے زیور اور دوپٹا پھینک گئی تھی۔ ان میں سے سگریو نامی ایک بندر کشکندھا کا راجہ تھا یہ دو بھائی تھے۔ بڑے کا نام بالی اور چھوٹے کا نام سُگریو تھا۔ بڑے ہونے کے لحاظ سے کشکندھا کا راج بالی کو ملا ہُوا تھا۔ سُگریو اس کے ماتحت کام کرتا تھا۔ بالی بڑا بہادر تھا۔ ایک مرتبہ ایک اسر کے ساتھ اس کی لڑائی ہوئی اُسر بھاگ کر ایک غار میں جا چھپا۔ بالی سُگریو کو اس غار کے منہ پر بٹھا کر آپ اُسر کے پیچھے اندر چلا گیا۔ سال بھر تک دونوں میں سے کوئی باہر نہ نکلا۔ آخر کار غار میں سے کراہنے کی آواز آئی اور خون چشمہ کی طرح غار سے بہہ نکلا۔ سگریو نے سمجھا کہ بھائی مارا گیا۔ پس اس نے غار کے مُنہ پر ایک بڑا پتھر جما دیا اور بالی کا شرادھ کر کے کشکندھا میں چلا آیا۔ بالی کے اہلکاروں نے سگریو کو تخت نشین کر دیا۔ اور یوں سُگریو راج کرتا رہا۔ اتفاقاً ایک روز بالی پتھر کو دھکیل کر غار سے باہر نکل آیا اور کشکندھا میں آکر سگریو کو جو تخت پر بیٹھے دیکھا تو اس کو بہت لعنت ملامت کی اور کہا کہ تو بڑا دھوکے باز ہے تو غار کا منہ بند کر کے چلا آیا اور یہاں آکر تخت پر بیٹھ گیا۔ سگریو بڑی منت سے معافی مانگنے لگا پر بالی پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ اس نے سگریو سے راج اور رانی کو چھین لیا۔ تب سگریو چند ساتھیوں کو ساتھ لیکر رشیامکھ پہاڑ پر جا پناہ گزین ہوا۔ سگریو نے اپنا یہ قصہ رام کو کہہ سنایا۔ رام نے وعدہ کیا کہ میں بالی کو مار کر راج اور رانی تجھ کو دُونگا۔ سگریو نے رام کو سیتا کا دوپٹا اور زیور دکھایا اور اس کے رونے پیٹنے کا حال رام کو بتایا۔ اس بات سے رام کا دل بھر آیا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

بالی کا مارا جانا

رام جب رو چکا تو بالی کے مارنے کی بندش ہوئی بعد ازاں سب کے سب کشکندھا میں آگئے۔ مذکورہ بالا بندش کے مطابق سگریو نے بالی کا مقابلہ کیا۔ دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ بالی نے سگریو کو ایسا مُکا مارا کہ وہ خون تھوکتا ہوا بھاگ گیا۔ اب سگریو رام کو ملامت کرنے لگا کہ تو نے لڑائی میں میری مدد کیوں نہ کی؟ رام نے جواب دیا کہ تم دونوں بھائی ایسے ایک دوسرے کے مانند ہو کہ میں نہیں جانتا تھا کہ کس پر تیر چلاؤں اور لکشمن کی طرف مخاطب ہو کر بولا سگریو کے گلے میں ایک ہار ڈال دو تاکہ بالی اور سگریو کے درمیان فرق معلوم ہو۔ سگریو سے کہا کہ اب جا اور اپنے بھائی سے لڑ۔ رام کے کہنے کے مطابق سگریو نے دوبارہ اپنے بھائی پر حملہ کیا۔ بالی نے پھر اس کو ایک گھونسا جڑا کہ وہ پھر لہو تھوکنے لگا۔ سگریو کا یہ حال دیکھ کر رام نے جو ایک گوشے میں چھپا ہوا تھا بالی پر تیر چلایا جس سے بالی زمین پر گر پڑا۔ بالی کو گرتے دیکھ کر رام اور لکشمن اس کے نزدیک گئے۔ تب بالی نے جو قریب المرگ تھا رام کو سخت ملامت کر کے کہا کہ جبکہ میں دوسرے سے لڑ رہا تھا تو مجھ کو چھپ کر مارنے سے تیرا کیا دھرم ہوا؟ لوگ کہتے تھے کہ تجھ میں راجاؤں کے نیک اوصاف ہیں لیکن میں اب دیکھتا ہوں کہ تو نہایت مکار اور کمینہ ہے۔ میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا تھا ہم بے قصور مخلوق ہیں جو پھل پھول کھا کر گذارہ کرتے ہیں۔ ایسے اشراف راجہ دشرتھ کے گھر میں تجھ جیسا شریر جھوٹا اور دوسروں کو نقصان پہنچانے والا لڑکا کیونکر پیدا ہوا؟ اگر میرا اور تیرا روبرو مقابلہ ہوتا تو آج میں تجھکو موت کے حوالے کرتا۔ لیکن تو تو سانپ کی مانند ہے جو سوتے ہوئے کو کاٹ کھاتا ہے تو اب کیا جواب دیگا؟ رام بولا کہ تو کیوں مجھ پر عیب لگا رہا ہے۔ یہ تمام زمین میرے باپ دادا کی ہے راجہ کا فرض ہے کہ نیکوں کی رکشا کرے اور بدوں کو ڈنڈ دے۔ تو نے نیکی کی راہ چھوڑ کر بدی کی

پیروی کی۔ تو نے اپنے بھائی کی ناری چھین لی ۔ یوں اپنے آپ کو پاپی ٹھہرایا۔ میں نے سگریو سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا راج اور رانی تیرے ہاتھ سے چھڑا کر اس کو دوں گا اس وعدے کو میں کیونکر توڑ سکتا تھا۔ تو تو محض ایک بندر ہے چاہے تو اڑنے یا نہ اڑنے میں تجھ کو مارنے کا حق رکھتا ہوں جس حال کہ اس معاملہ میں میں نے اپنے باپ داووں کی پیروی کی تو اے مورکھ تو کیوں مجھے ملامت کرتا ہے؟ اس کے بعد بالی مر گیا۔ پھر سگریو کو کشکندھا کا راج اور رانی ملی۔ کچھ عرصے کے بعد رام کی خاطر سیتا کو ڈھونڈنے کے لیئے سگریو نے مختلف اطراف میں بندروں کی فوجیں بھیجدیں۔

سُندر اکانڈ

ہنومان کی جاسوسی

سگریو کی فوج میں ہنومان نامی ایک نہایت مشہور بندر تھا۔ پون دیوتا نے ایک مرتبہ کیسری بندر کی جورو انجنا سے زناکاری کی تھی جس سے ہنومان پیدا ہوا تھا۔ جب سے رام اور سگریو کی دوستی ہوئی تب سے ہنومان رام کا خاص بھگت بنا۔ اب سیتا کی تلاش میں ہنومان آٹھ سو میل چوڑے سمندر کو کود کر لنکا میں جا پہنچا۔ لنکا میں اِدھر اُدھر پھرنے کے بعد اشوک بن میں سیتا سے ملاقات ہوئی۔ ہنومان کو دیکھ کر پہلے سیتا ڈر گئی لیکن جب اس نے رام اور لکشمن کا ذکر کیا تو اس کے دل میں تسلی ہوئی۔ سیتا نے ہنومان سے کہا کہ جا کے رام سے جلد کہدے کہ اب صرف دو مہینے باقی ہیں۔ اگر اس عرصہ میں وہ مجھکو چھڑا نہ لیجائینگے تو راون مجھ کو مار ڈالے گا۔ ہنومان نے کہا کہ دو مہینے کا کیا ذکر اگر آپ میری پیٹھ پر بیٹھ جائیں تو میں ابھی آپ کو رام کے پاس پہنچا دونگا۔ سیتا نے ہنومان کی ہمت کی بڑی تعریف کی پر اس کی پیٹھ پر سوار ہونے سے انکار کیا کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ

کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر راکشسوں سے پکڑی جائے یا اس کی پیٹھ پر سے سمندر میں گر جائے۔ علاوہ اس کے وہ رام کے سوائے کسی کے بدن کو چھونا بھی نہیں چاہتی تھی۔ آخرکار سیتا نے اپنے بالوں میں سے ایک زیور نکال کر ہنومان کے ہاتھ دیا کہ رام کو وہ نشانی دکھا کر اس کی محبت کا پیغام بیان کرے۔ سیتا نے اشیرباد دیکر ہنومان کو رخصت کیا ۔

لنکا کا پھونکا جانا

ہنومان نے لنکا کو چھوڑتے وقت اپنے دل میں ٹھانا کہ یوں نہ جانا چاہیئے بلکہ راون کو اپنی قدرت کا کچھ ظہور بھی دکھانا چاہیئے پس اس نے راکشسوں کو چھیڑنے کے لیئے اشوک بن کے بہت سے درخت اکھاڑ ڈالے۔ دو چار محل گرا دیئے۔ کئی پہاڑوں کی چوٹیاں توڑ کر برابر کر دیں وغیرہ وغیرہ۔ چاروں طرف ہل چل مچ گئی راکشسوں نے سیتا سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ یہ کیوں یہاں آیا تھا؟ اور اس نے تجھے کیا کہا؟ سیتا بولی میں کیا جانوں تمہیں جانتے ہو کہ وہ کون ہے اور کیا کچھ کرتا ہے۔ میں تو اس کو ایک راکشس سمجھتی ہوں۔ خیر اشوک بن کو برباد ہوتے دیکھکر راکشسوں نے راون کو خبر دی یہ خبر سنتے ہی راون غصہ سے بھر گیا اور ہنومان کو پکڑنے کے لیئے اسی ہزار راکشسوں کو فوراً بھیجدیا۔ ہنومان نے جے رام جے رام کر کے نعرہ مارا اور اسی ہزار راکشسوں کو فنا کر دیا دو چار نے جو بچ نکلے تھے جا کر راون کو خبر دی۔ یوں بڑا جنگ شروع ہوا۔ اور بھی بہت سے راکشس اور راکشسوں کے سردار مارے گئے آخرکار راون کے بیٹے میگھناد نے جس نے اندر کو جیت کر اندرجیت لقب حاصل کیا تھا جا کر ہنومان کو پکڑ لیا اور راون کے سامنے لا کر حاضر کیا۔ بھبھیشن کی صلاح سے راون اسکو مارنے سے باز رہا۔ تاہم اس کو بلا سزا نہ چھوڑنا چاہا۔ اس نے کہا کہ بندر اپنی دم کی بڑی قدر کرتے ہیں سو اسکی دم پھونک دو۔ راون کے

حکم سے ہنومان کی دُم میں کپڑا لپیٹا گیا اور اس پر تیل ڈالکر آگ لگادی گئی یہ خبر اشوک بن میں سیتا کو بھی پہنچی۔ سیتا نے اگنی دیوتا سے منت کی سو ہنومان کی دُم تو جلتی رہی لیکن اس کو تکلیف نہ ہوئی راکشس ہنومان کو بطور تماشہ کے دھوم دھام سے شہر میں سے لے چلے جب پھاٹک کے پاس پہنچے تو ہنومان نے ایسی چھال ماری کہ ان کے درمیان سے نکل گیا اور محلوں پر چڑھ کر تمام لنکا میں اپنی دُم سے آگ لگادی دیکھتے ہی دیکھتے سونے کی لنکا جلکر خاک ہو گئی صرف بھبھیشن کا محل بچ رہا۔ بعد اس کے ہنومان سمندر میں کود پڑا اور اس کی دُم کی آگ بجھ گئی اب وہ سوچنے لگا کہ میں نے جلد بازی سے بڑی نادانی کی ہے۔ اب راون نے سیتا کو ضرور مار ڈالا ہوگا جس غرض سے میں لنکا میں آیا تھا وہ اب پوری نہ ہوگی اب میں کیونکر رام اور سگریو کو اپنا مُنہ دکھاؤنگا۔ سو بہتر ہے کہ میں آتم ہتیہ کر کے مر جاؤں ہنومان جب یہ سوچ رہا تھا تو اتنے میں آکاش سے آواز آئی کہ تو مت گھبرا سیتا سلامت ہے اس بات سے ہنومان کو تسلی ہوئی اور پھر دوبارہ سیتا سے مل کر لنکا سے رخصت ہوا اور ایک چھال مار کر کشکندھا میں آپہنچا۔ رام اور سگریو کو سیتا کی خبر دی اور تمام قصہ کہہ سنایا۔

جدھ کانڈ

لڑائی کی تیاری

ہنومان کی بہادری اور سیتا کا پیغام سُنکر رام بہت خوش ہوا۔ اب اس کو اس بات کی فکر ہوئی کہ سمندر کو کس طرح عبور کرے۔ سُگریو نے رام کو تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہم سمندر کے اوپر ایک پُل باندھ دیتے ہیں جسکے ذریعہ کل فوج پار اُتر جائیگی سگریو کی اس صلاح پر ایک چھاؤنی دیکھ کر رام نے کوچ کا حکم دیا۔ پس لاکھوں اور کروڑوں بندروں

کی فوج جے رام جے رام پکارتی ہوئی روانہ ہوئی اور سمندر کے کنارے پر آپہنچی ⁛

راون کی جنگی مشورت

راون کے اہلکاروں نے اس کو صلاح دی کہ ضرور رام کے ساتھ جنگ کرنا چاہیئے۔ پر راون کے بھائی بھبیشن نے کہا کہ رام کو جیتنا ناممکن ہے۔ رام کی پیاری بیوی بے قصور چرائی گئی ہے اب مناسب ہے کہ پیشتر اس کے کہ رام کی فوج سمندر کو عبور کرے سیتا واپس کردی جائے۔ نہیں تو اس گناہ کے سبب تمام راکشس ہلاک ہوجائینگے جب سے سیتا آئی محض بدشگون ہی نظر آتے ہیں۔ جگ کی آگ بجھی جاتی ہے گائے دودھ سے بند ہوگئیں۔ گدھ اور کوے محلوں کی چھت پر بیٹھتے اور گیدڑ اور لومڑیاں روتی پھرتی ہیں۔ پس سیتا کو واپس کردیجئے راون غصہ میں آکر بولا میں ہرگز سیتا کو واپس نہ کرونگا۔ مجھ کو کوئی خطرہ نظر نہیں آتا ہے۔ راون کے دوسرے بھائی کنبھ کرن نے جو چھ مہینے کی نیند کے بعد اب جاگ اٹھا تھا کہا کہ آپ نے سیتا کو ہر لانے میں اچھا کام نہیں کیا۔ مناسب تھا کہ آپ پہلے ہم لوگوں سے صلاح لیتے۔ جو کام سوچ سمجھ کر نہیں کیا جاتا اس میں ہمیشہ نقصان ہوتا ہے خیر آپ نے جو کیا سو کیا میں آپ کے واسطے لڑونگا۔ رام لچھمن کو مار کر اس کا لہو پی جاؤنگا۔ راون کے باقی اہلکار اور اس کے تمام بیٹوں نے کہا کہ لڑنا ضرور چاہیئے۔ انسان اور بندر کیا ہیں؟ اندرجیت کے ایک تیر کے آگے سب فنا ہوجائیں گے۔ بھبیشن پھر راون کی طرف مخاطب ہوکر بولا کہ سیتا زہریلے سانپ کی طرح تمکو ڈس لیگی۔ اس کو واپس کردو۔ ایک بھی راکشس رام کے تیر کے آگے زندہ نہ بچیگا۔ اس بات پر اندرجیت نے اپنے چچا بھبیشن سے کہا کہ تو نہایت بزدل ہے رام لچھمن کون ہیں؟ وہ تو محض انسان ہیں ان کو مارنا کیا بڑی بات ہے میں خود اندر کو اکیلا ہی جو تمام دیوتاؤں کا راجہ ہے شکست دیکر باندھ لایا

تھا تو کیا میں ان دونوں فانی انسانوں کو قتل نہ کر سکونگا؟ اس بات کے جواب میں بھبیشن بولا کہ بیٹا تو ابھی بچہ ہے۔ اگرچہ تو راون کا بیٹا ہے تو بھی تو ایسی صلاح دینے میں راون کی دشمنی کر رہا ہے بیشک تو بہادر ہے لیکن تیری عقل نہایت کم ہے کیونکہ تجھ میں غرور اور جلد بازی سمائی ہے اور اس لئے تو بھی راون کے ساتھ ہلاک ہو جائیگا۔ بعد اسکے بھبیشن نے پھر راون کو صلاح دی کہ سیتا کو واپس کر دے۔ بھبیشن کی باتوں سے راون نے سخت غصہ میں آکر اس کو ایک لات ماری اور بولا کہ جھوٹے دوستوں کی نسبت ظاہرا دشمن بھی اچھے ہیں ایسی بدسلوکی کے بعد بھبیشن چار اور راکشسوں کیساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکر مجلس سے باہر نکل گیا کہ خوشامدی بہت ہیں پر وفادار دوست تھوڑے ہے۔ وہاں سے نکلکر بھبیشن رام کے پاس چلا۔ سگریو نے اس کو ہوا پر آتے دیکھکر بندروں سے کہا کہ ہوشیار رہو کوئی دشمن آرہا ہے۔ بندروں نے بھبیشن کو مارنے کیلئے درخت اور پتھر اٹھا لئے تب بھبیشن چلا اٹھا کہ میں راون کا بھائی بھبیشن ہوں میں نے اپنے بھائی کو نیک صلاح دی کہ سیتا کو واپس کر دے لیکن اس نے میری بےعزتی کی اور مجھکو نکال دیا۔ اب میں رام سے پناہ مانگتا ہوں رام نے اپنے بندر سپہ سالاروں سے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے صلاح دی کہ یہ راکشس ہے اس سے ہوشیار رہنا چاہیئے۔ آخر کار رام نے ہنومان سے پوچھا۔ اس کو اس وقت پہلی بات یاد آئی کہ بھبیشن کی صلاح سے راون نے اس کی جان بخش دی تھی۔ سو اس نے رائے دی کہ بھبیشن کو قبول کریں چنانچہ رام اور بھبیشن میں بڑی دوستی ہوئی +

سمندر پر پل کا باندھا جانا اور لنکا کا محاصرہ

نل نام بندر نے جس کو بندروں کا انجینیر کہنا چاہیئے کہا کہ آج ہی پل کا باندھنا شروع کر دیا جائے چنانچہ بندروں نے درخت اور پتھر سمندر

میں ڈال ڈال کے پانچ دن کے اندر آٹھ سو میل کا پل تیار کیا جب پل تمام ہوا تو ہنومان کے کندھے پر رام اور بالی کے بیٹے انگد کے کندھے پر لکشمن سوار ہو کر چلے اور ان کے پیچھے تمام بندروں کی فوج جے رام جے رام للکارتی ہوئی لنکا میں داخل ہوئی اور انہوں نے چاروں طرف سے لنکا کے گرد محاصرہ کیا۔

راندر جیت کی پہلی لڑائی

اب راون نے جو اپنے محل پر سے نظر کی تو کیا دیکھتا ہے کہ لنکا کے تمام پہاڑ وادی اور میدان بندروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ راون کے حکم سے راکشس سپہ سالار بھی جن میں زیادہ تر اس کے اپنے ہی بیٹے تھے جنگ کیلئے تیار ہوئے اور لڑائی شروع ہوئی یہاں تمام لڑائیوں کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں لہٰذا محض چند مشہور لڑائیوں کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

ایک روز رات کیوقت سخت جنگ ہوا جس میں بیشمار راکشس اور بندر مارے گئے راون کے بیٹے اندر جیت نے بادلوں میں چھپ کر اپنا مشہور ہتھیار ناگپاش رام اور لکشمن پر چھوڑا ایسے ناگپاش ایک قسم کا تیر تھا جو جس کے لگتا تھا اس کے بدن میں سانپ بنکر چمٹ جاتا تھا۔ ناگپاش لگتے ہی دونوں بھائیوں کو سانپ نے کس لیا۔ اس وقت انکی طاقت جاتی رہی اور وہ زمین پر گر پڑے۔ سگریو راجہ اور انگد۔ نل نیل ہنومان وغیرہ بندر سردار رام اور لکشمن کے گرنے پر رونے اور پیٹنے لگے ببھیشن نے ان کو تسلی دیکر کہا کہ مت گھبراؤ۔ رام اور لکشمن مرے نہیں بلکہ اس تیر کی تاثیر میں مبتلا ہیں ادھر اندر جیت رام اور لکشمن کو مردہ خیال کر کے فتح کا نعرہ مارنے لگا۔ تمام راکشس جے راون جے راون کر کے محل میں واپس گئے۔ راون نے تخت پر سے اُٹھ کر بیٹے کو گلے لگا لیا اور لنکا میں خوشی اور خرمی ہونے لگی ادھر رام اور لکشمن دونوں بھائی ناگپاش میں پڑے ہوئے تھے بعض بندر تو مایوس ہو کر بھاگنے لگے۔ سگریو کے وزیر اعظم جمبوبان نے جو بھالوؤں کا راجہ تھا ان کو روک لیا اتنے میں آندھی کی سی آواز آئی جس کی جنبش سے

پہاڑ اور درخت گرنے لگے اور بندروں کا راجہ گرڑ آموجود ہوا۔ گرڑ کے نام ہی سے سانپ بھاگا کرتے ہیں سو گرڑ کو دیکھتے ہی ناگپاش کھل گیا اور دونوں بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بندروں کی فوج سے پھر جے رام جے رام کی آواز اٹھی۔

راون کی پہلی لڑائی

راون نے جو بندروں کی آواز سنی تو بہت پشیمان ہوا اور معلوم کیا کہ رام اور لکشمن دونوں جی اٹھے ہیں۔ اب راون کے حکم سے بڑے بڑے سپہ سالار باری باری لڑنے نکلے چنانچہ دھوم راکشس بجر دنشٹرا۔ اکنپن۔ پرست وغیرہ ایک ایک کر کے مارے گئے۔ اب راون خود لڑنیکو نکل آیا۔ سخت جنگ ہوا جس میں راون نے رام کے بڑے بڑے بہادروں کو سخت شکست دی آخر کار اس نے رام اور لکشمن کا مقابلہ کیا۔ رام کے تیروں سے اس کے گھوڑے مارے گئے۔ رتھ ٹوٹ گئی۔ راون خود لہو لہان ہو گیا۔ راون کو بہت زخمی دیکھ کر رام نے کہا کہ کل پھر تیرے ساتھ لڑونگا۔ پس راون اپنے محل کو واپس گیا۔

کنبھ کرن کی لڑائی اور موت

اب راون کو یاد آیا کہ کسی زمانہ میں اس نے ایک رشی کی بیٹی ویداوتی کو بے عزت کیا تھا اور اس بے عزتی سے آگ میں داخل ہو کر اس نے اپنے تئیں ہلاک کیا تھا۔ اس نے اس وقت یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگلے جنم میں وہ سیتا ہو کر پیدا ہو گی اور راون کی ہلاکت کا باعث ٹھہریگی۔ اب راون کو یہ بات یاد بھی آئی تو بھی اس نے اپنی بری راہ کو ترک نہ کیا۔ سو اس نے حکم دیا کہ اب کنبھ کرن کو جگاؤ کہ وہ رام سے لڑے۔ کنبھ کرن ایک غار میں جو آٹھ میل لمبا تھا ایک سونے کے پلنگ پر سو رہا تھا۔ راکشس اس کو جگانے چلے پر بہتیرے تو اس کی سانس کی ہوا ہی سے اڑ گئے باقی راکشس بمشکل اس کے قریب پہنچے۔ انہوں نے پہلے اس کے چاروں طرف گوشت کا ڈھیر

اور بیشمار شراب کے پیپے رکھدیئے تاکہ وہ اٹھ کر کھالے اور پئے اس کے بعد وہ بہت چلائے اور ڈھول اور تُرہیاں اس کے کانوں میں بجائیں اور مگدر اور ڈنڈوں سے اس کو پیٹا اور ناخنوں اور دانتوں سے اس کو نوچا پر وہ نہ جاگا۔ آخرکار جب بہت سے ہاتھیوں سے اس کو رندوایا تو اُس نے ذرا انگڑائی لی اور اٹھ بیٹھا اور گوشت اور شراب کھا پی کر ذرا ٹھنڈا ہوا تب لاکشمس آکر ہاتھ جوڑ اس کے آگے کھڑے ہوئے کنبھ کرن نے ان سے پوچھا کہ تم نے مجھکو بیوقت کیوں جگایا؟ انہوں نے اسے تمام جنگ کی کیفیت کہہ سنائی۔ کنبھ کرن بولا یہ تو چھوٹی سی بات ہے میں ابھی بندروں کو پائمال کرونگا اور رام اور لکشمن کو مار کر اُن کا لہو پی جاؤنگا۔ سو کنبھ کرن پہلے راون سے ملنے چلا ادھر رام نے دور سے اس قد آور ہیبت ناک شکل کو دیکھ کر بھبیشن سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بھبیشن نے اس کی تمام کیفیت کہنی شروع کی اور بولا کہ یہ ہمارا بھائی کنبھ کرن ہے جو پیدا ہوتے ہی ایک لقمے میں ایک ہزار آدمی چٹ کر گیا تھا اندر نے یہ حال دیکھ کر خلقت کو بچانے کی کوشش کی لیکن کنبھ کرن سے شکست کھا کر بھاگا اور برہما کے پاس جا کر پناہ لی۔ برہما نے کنبھ کرن کو لعنت کی کہ وہ چھ مہینے تک سوتا رہیگا اور اس کے بعد ایک دن کے لئے جاگا کریگا۔ اگر کبھی بیوقت جگایا جائیگا تو مارا جائیگا۔ راون نے اس کو اب لڑائی کے لئے بیوقت جگایا پس اس کی موت آپہنچی ہے ادھر کنبھ کرن راون کے پاس آکے متھا ٹیک کر بولا کہ تو نے مجھے بیوقت کیوں جگایا؟ راون نے کہا کہ بھائی کیا یہ سونے کا وقت ہے جبکہ ہمارے بڑے بڑے سپہ سالار مارے گئے؟ کنبھ کرن نے کہا کہ میں نے تجھ کو پیشتر ہی کہا تھا کہ سیتا کے ہر لانے میں اچھا کام نہیں کیا میں تجھے اب بھی کہتا ہوں کہ بھبیشن کی نیک صلاح کو مان لے اور سیتا کو واپس کر دے اس بات سے راون غصہ ہو کر بولا کہ تو کیوں اُسی پرانی بات کا ذکر کرتا اور مجھکو دق

دیتا ہے؟ اب یہ بتا کہ تُو لڑنے کو تیار ہے یا نہیں۔ کنبھ کرن بولا کہ میں تو ہمیشہ تیرا فرمانبردار ہوں۔ تو مت گھبرا میں ابھی تیرے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہوں۔ سو کنبھ کرن لڑنے کو نکلا اور ادھر ادھر مار بیشمار بندروں کو گرا دیا۔ اس نے ہزاروں بندروں کو پکڑ پکڑ منہ میں ڈال لیا جو اس کے ناک اور کانوں کے سوراخوں سے نکل نکل کر بھاگے۔ اس نے جنگ میں ایسا ستم کیا کہ اپنے اور بیگانے کی تمیز بھی اس کو نہ رہی چنانچہ اس نے بندروں کے ساتھ بیشمار راکشسوں کو بھی مار ڈالا۔ جب رام کے تمام سپہ سالار ہار گئے تو آخر کار کنبھ کرن نے رام کا مقابلہ کیا۔ رام کے بہت سے بڑے تیر بیفائدہ گئے آخر کار اس نے پانچ مشہور تیر اٹھائے جن میں سے دو سے کنبھ کرن کے دونوں بازو دو سے دونوں ٹانگیں اور ایک سے اُس کا سر کاٹ ڈالا۔ سر کاٹنا ہی تھا کہ اس کا دھڑ آدھا لنکا میں گرا جس سے لنکا کے بہت سے محل اور مکانات مسمار ہو گئے اور آدھا دھڑ جو سمندر میں گرا اس سے بے شمار بحری جاندار ہلاک ہو گئے۔

اندرجیت کی دوسری لڑائی

کنبھ کرن کی موت سے راون بہت رویا اور گھبرایا۔ اس کی اولاد میں سے کئی ایک بہادر پہلے ہی مارے گئے تھے اور جو باقی رہے تھے ان میں سوائے اندرجیت کے ایک ایک کر کے سب قتل ہوئے۔ پس اب اندرجیت لڑنے کیلئے نکلا۔ اندرجیت کا دستور یہ تھا کہ وہ جنگ میں نکلنے سے پیشتر اگنی دیوتا کی پوجا کر لیا کرتا تھا جس کے سبب سے وہ کبھی شکست نہ کھاتا تھا۔ وہ ایسے منتر جانتا تھا کہ بادلوں میں چھپ کر ہزاروں تیر برسا سکتا تھا اور جہاں تک وہ خود دشمنوں کے تیروں سے محفوظ رہتا تھا۔ دوسری مرتبہ جب لڑنے کو نکلا تو اس نے اس قدر تیر برسائے کہ رام کی تمام فوج گر گئی رام اور لکشمن بھی اس کے تیر سے موت کی حالت میں مبتلا ہو گئے صرف ہنومان اور

بہیشن چلنے پھرنے کے قابل ہے سو وہ مشعلیں ہاتھ میں لے کر اس میدان میں مُردوں اور مرتے ہوؤں کے درمیان ڈھونڈنے لگے کہ کون کون اب تک جیتے ہیں سوائے جمبوبان کے انہوں نے اور کسی کو جیتا نہ پایا سو وہ بھی ادھ مؤا ہو کر سسک رہا تھا۔ ہنومان کو دیکھ کر جمبوبان کے دل میں بڑی تسلی آئی اور اس سے بولا کہ تو فوراً ہمالیہ پہاڑ کے پار اُڑ جا وہاں کیلاش پربت کے پاس تجھ کو گندھمادن نام ایک پہاڑ ملیگا جہاں چار قسم کی بوٹیاں ہیں جن کی تاثیر سے تیر نکل آتے۔ زخم بھر جاتے بدن میں طاقت ہوتی اور مُردے بھی اُٹھتے ہیں۔ تُو جلد اُن بوٹیوں کو لے آ۔ رات ہی کو واپس آئیو۔ دیکھنا کہیں صبح نہ ہو جاتے اگر سورج نکل آیا اور مُردے باسی ہو گئے تو کوئی بھی نہ جئے گا۔ جمبوبان کے کہتے ہی ہنومان نے ایسی چھال ماری کہ دریا۔ پہاڑ۔ وادی۔ جنگل۔ میدان تمام لانگ گیا اور ہمالیہ کے بھی پار گندھمادن پہاڑ پر جا اترا لیکن بسبب رات کی تاریکی کے اس کو وہ بوٹیاں نظر نہ آئیں سو اس عقلمند نے سوچ بچار کر کل پہاڑ کو اپنے سر پر اٹھا لیا اور وہاں سے کود کر پھر لنکا میں آپہنچا۔ پہاڑ کے لنکا میں پہنچتے ہی ان بوٹیوں کی خوشبو سے سب چنگے ہو گئے اور رام اور لکشمن بھی زندہ ہو گئے اور تمام بندر جے رام جے رام کا نعرہ مارنے لگے۔

لنکا کا دوبارہ پھونکا جانا

اس وقت سگریو نے رائے دی کہ اب راون کی طاقت بہت گھٹ گئی ہے آؤ ہم اندر داخل ہو دیں سو تمام بندر مشعلیں لیکر اور جے رام جے رام کہتے ہوئے شہر میں گھس گئے اور تمام لنکا میں آگ لگا دی۔ لنکا پھک گئی۔ راون کے باقی ماندہ سپہ سالار مقابلے کو نکلے اور ہلاک ہوئے۔ ان کے مارے جانے سے راون بہت غم کرنے اور دانت پیسنے لگا اور اندرجیت سے بولا کہ جا اور رام لکشمن کو قتل کر۔

مایا کی سیتا

اندرجیت جب تیسری مرتبہ لڑنے کو نکلا تو اس نے ایک چال کھیلی اس نے جادو سے ایک سیتا بنائی جو بہت ابتر حالت میں تھی میلے کچیلے لباس میں بہ سبب غم کے نہایت دبلی نظر آتی تھی۔ ہنومان سیتا کا یہ حال دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا پر نہ سمجھا کہ سیتا کو وہاں لانے میں اندرجیت کی کیا منشاء تھی۔ اندرجیت نے ہنومان کے سامنے سیتا کو قتل کر ڈالا۔ مایا کی سیتا نے اصلی سیتا کی آواز بنا کر ہائے رام ہائے رام کرتے ہوئے جان دی اس پر ہنومان بہت غصہ ہو کر اندرجیت سے بولا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ اندرجیت بولا کہ پہلے میں نے اُس پاپ کو جو تمام آفتوں کا سبب تھا ختم کیا۔ اب میں تجھ کو اور تمام بندروں کو اور رام لکشمن کو ختم کرتا ہوں یہ کہہ کر اندرجیت وہاں سے لوٹ گیا اور نکنبھلا نام ایک جگہ کے مقام میں اگنی کی پوجا کرنے کے لئے داخل ہوا۔ اتنے میں ہنومان نے روتے ہوئے رام سے جا کہا کہ اندرجیت نے سیتا مائی کو ہمارے سامنے مار ڈالا۔ یہ خبر سنتے ہی رام بیہوش ہو کر گر پڑا۔ بندروں نے فوراً اس کے منہ پر پانی چھڑکا تب اس کو ہوش آیا اور بہت رونے پیٹنے لگا۔ لکشمن نے بڑی مایوسی سے اس کو گلے لگا کر کہا کہ دنیا میں اب دھرم کو ماننا بیفائدہ ہے اگر دھرم کا کچھ پھل ہوتا تو رام اس قدر مصیبت نہ اٹھاتا اتنے میں بھبیشن وہاں آ پہنچا رام لکشمن اور تمام بندروں کو روتے دیکھ کر پوچھا کہ کیا ہوا اور جب تمام حال سُنا تو اس نے رام سے کہا کہ آپ کچھ اندیشہ نہ کیجئے۔ راون کبھی سیتا کو مارنے نہ دیگا یہ سب اندرجیت کی چالاکی ہے اس نے ضرور ایک مایا کی سیتا بنا کر اس کو قتل کیا ہے وہ اب نکنبھلا نام مقام میں اگنی دیوتا کی پوجا کر رہا ہے اگر اس پوجا کو اس نے کامل کیا تو پھر اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہوگا۔ سو اس پوجا کو ختم کرنے سے پہلے ہی اس کو ہلاک کرنا چاہئے بس آپ لکشمن کو میرے ساتھ کر دیجئے کہ ہم جا کر اس کو مار ڈالیں*

اندرجیت کا مارا جانا

نکنبھلا کا رستہ ہر ایک کو معلوم نہ تھا اگر لکشمن کے ساتھ بھبیشن نہ ہوتا تو اس کو رستہ نہ ملتا غرضیکہ دونوں نکنبھلا میں پہنچ گئے بھبیشن نے لکشمن کو اشارے سے بتایا کہ اندرجیت وہ ہے اندرجیت کی پوجا ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اندرجیت کی نگاہ جوان پر پڑی تو وہ سخت غصہ سے بھبیشن سے بولا کہ تو نہایت نالائق ہے اول تو تو خود راکشس اور پھر راون کا بھائی ہے تجھ پر لازم تھا کہ تو اپنی قوم کی طرف داری کرتا پر بجائے اس کے تو دشمن سے ملکر اپنے ہی گھر کا بیری ہوا ہے۔ بزرگوں کا قول ہے کہ اگر غیر نیکی سے بھرے ہوں اور اپنوں میں کچھ بھی نہ ہو تو بھی چاہیئے کہ اپنوں ہی کی حمایت کریں۔ اندرجیت کے جواب میں بھبیشن بولا کہ اگرچہ میں ذات سے راکشس ہوں مگر طینت سے نہیں۔ رشیوں کا قول ہے کہ چوربھبچاری اور سنتوں کے ستانیوالوں کو ایسا چھوڑدینا چاہیئے جیسے جلتے ہوئے گھر سے لوگ بھاگتے ہیں انہیں پاپوں کے سبب سے میں نے اپنے بھائی کو چھوڑدیا۔ لکشمن کے تیروں سے آج تو جم کے گھر جائیگا۔ یہ کہکر بھبیشن نے لکشمن کو اشارہ کیا۔ اور لکشمن نے اندرجیت کو تیر مارا۔ اندرجیت نے لکشمن کے تیروں کو روک کر کہا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو چھتری کا بیٹا ہو کے چپکے سے لڑنے آیا ہے۔ اگر تو آمنے سامنے میرا مقابلہ کرتا تو آج تجھکو میں زندہ نہ چھوڑتا۔ یہ کہکر اندرجیت نے اپنی پوجا پاٹ تمام چھوڑ کر لکشمن پر حملہ کیا دونوں میں سخت جنگ ہوا۔ اندرجیت کے تیروں سے لکشمن لہولہان ہو گیا لیکن چونکہ اس کی پوجا ختم نہ ہونے پائی تھی اور اس باعث وہ لڑنے کے لئے پورے طور سے تیار نہ تھا سو آخر کار وہ لکشمن کے تیروں سے مارا گیا۔

راون کی دوسری لڑائی

اندرجیت کے مارے جانے کی خبر راون کو پہنچی راون اپنے تخت پر سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ وہ

اب بے اولاد ہوا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ جنگ شروع ہوا تب سے اس کے ایک لاکھ بیٹے اور سوا لاکھ پوتے فنا ہوئے۔ راون کو جب ہوش آیا تو اندرجیت کیلئے سخت نالہ کیا اور کہنے لگا کہ تقدیر کا لکھا کیسا اُلٹا ہے اچا ہئے تھا کہ اندرجیت میرے انت میں میری کریہ کرتا پر اب مجھکو اسکی انت کریہ کرنی پڑیگی۔ راون مارے غم کے دیوانہ کی مانند ہوا جب تک اندرجیت کے لہو کا بدلہ نہ لے تب تک اسکو چین نہیں۔ سو اُس نے لڑائی کی تیاری کیلئے حکم دیا اور خود تلوار ہاتھ میں لیکر اشوک بن کی طرف چلا کہ پہلے سیتا کو قتل کرے۔ سیتا نے جب دور سے دیکھا کہ راون اسکو قتل کرنیکو آرہا ہے تب اس کو ہنومان کی بات یاد آئی اور وہ اپنے دل میں کہنے لگی کہ ہائے میں اسوقت کیوں ہنومان کیساتھ یہاں سے بھاگ گئی؟ راون جب قریب پہنچا تو اس کے صلاحکار اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے اور بولے کہ مہاراج آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ جس نے برہچاری کی زندگی بسر کی اور تمام وید اور شاستروں کو پڑھا ہے اب آپ ایک عورت ذات پر ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ناری ہتیا مہاپاپ ہے؟ آپ کو چاہئے کہ پہلے رام کو قتل کریں اور پھر سیتا کو اپنی بنا لیں ان بات کو سنکر راون سیتا کو قتل کرنیسے باز آیا اور رام سے جنگ کرنیکو نکلا۔ اب رام اور راون میں جنگ شروع ہوا۔ دونوں بڑے بہادر تھے دونوں نے ایک دوسرے کی بیشمار فوج قتل کی جنگ گاہ اس وقت مسان کی صورت تھی ہر طرف خون ہی خون بہہ رہا تھا، ہر طرف سے مرتے ہوؤں کے کراہنے اور ہائے ہائے کی آواز آرہی تھی۔ اسوقت لکشمن نے آگے بڑھ کر تیروں کی بوچھاڑ شروع کی راون تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح سے لکشمن نظر آجاوے تاکہ وہ اندرجیت کے خون کا بدلہ لے لکشمن کو دیکھ کر راون نے اپنے ہاتھ میں شکتی شیل نام ایک مشہور ہتھیار اٹھا لیا جس میں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے۔ یہ اس قسم کا ہتھیار تھا کہ اس کے آگے کوئی بچ نہیں

سکتا تھا راون نے اس ہتھیار کو لکشمن پر چلایا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا لکشمن کو مار کر
راون کا غصہ ذرا دھیما ہوا اور فوراً لنکا کو واپس چلا گیا۔ اب رام لکشمن کی لاش سینہ سے
لگا کر غم کرنے اور سو رو کر کہنے لگا کہ اب مجھے راج سے کیا کام ہے؟ اور سیتا کو ادھار
کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ میں نے یونہی سمندر کو باندھا اور راکشسوں کو ہلاک کیا۔ اب
تیرے بغیر کیونکر سمترا ماں کو منہ دکھاؤں گا؟ میں تیرے بغیر کس طرح جی سکتا ہوں؟ پیارے
بھائی اٹھ اٹھ! ذرا اپنی محبت بھری نگاہ سے میری طرف دیکھ اور پیار سے
مجھ سے بول۔ رام کی ایسی حالت دیکھ کر سُوسین جو بندروں کا طبیب تھا رام کو تسلی
دینے لگا کہ لکشمن مرا نہیں۔ آپ غم نہ کیجئے۔ سُوسین نے ہنومان سے کہا کہ پون
کے بیٹے ذرا ہمت کر اور پھر اس گندھمادن پہاڑ کو جا۔ اور وہاں سے انہیں
بوٹیوں کو لے آ۔ ہنومان پھر وہاں سے اڑا اور اس پرانی جگہ پر جا پہنچا لیکن اب
کے بھی وہ ان بوٹیوں کو پہچان نہ سکا اور پہلے کی طرح اس پہاڑ ہی کو اٹھا لے
چلا۔ پر اس مرتبہ ہنومان جی کے اس پہاڑ پر پہنچنے میں کچھ دیر ہو گئی تھی سو رات قریب
بیتنے پر تھی۔ جب اس نے پورب کی طرف نظر کی تو کچھ لال لال سا دکھائی دیا۔ سو
جب وہ اس کے قریب پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ سورج اپنی سنہری رتھ پر سوار ہو کر دنیا
میں طلوع ہونے کو آ رہا ہے اس نے سورج سے کہا کہ فوراً ٹھہر جا جب تک کہ میں
پہنچوں اور لکشمن جی شکتی شل سے جی اٹھیں۔ سورج بولا کہ بھائی میں لاچار ہوں۔
ایشور نے جو قانون میرے لئے ٹھہرا دیا ہے میں اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔
یہ بات سن کر ہنومان اس کی رتھ پر لپکا اور دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ آخر کار
ہنومان نے سورج کو پکڑ کر اسے بغل میں دبا لیا اور پھر روانہ ہوا۔ جب اجدھیا کے
قریب پہنچا تو اس نے چاہا کہ ذرا بھرت کا حال بھی دیکھتا چلوں۔ سو وہ نندی گرام کے
آیا اور اس کے اڑنے کی آواز سے بھرت اور شترگھن جاگ اٹھے اور جو

کی طرف نظر کی تو انہوں نے جانا کہ کوئی دیت یا دانو ہوگا۔ سو بھرت نے جو تیر چلایا تو ہنومان معہ پہاڑ اور سورج کے نیچے آگرا۔ اب ہنومان نے بھرت کو ملامت کر کے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ اب لنکا میں یہ پہاڑ کون اٹھا لیجائیگا اور لکشمن جی کو جو راون کی شکتی شیل سے پڑے ہیں کون جلائیگا؟ یہ بات سنتے ہی بھرت گھبرا کر بولا کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ تب ہنومان نے اس کو تمام قصہ کہہ سنایا۔ بھرت نے اس کو ایک تیر سے پھر اوپر اٹھا دیا اور وہ لنکا میں آپہنچا۔ سو جب طبیب نے پہاڑ سے بوٹیاں چن کر لکشمن کے زخموں پر لگا دیں اور وہ فوراً زندہ ہو گیا۔ رام کے کہنے سے ہنومان نے سورج کو اپنی بغل سے چھوڑ دیا۔ تب لوگوں نے دیکھا کہ بہت دن چڑھا ہے۔ لکشمن کے جینے سے بندر جے رام جے رام للکارنے لگے۔

راون کی آخری لڑائی اور موت

رام اور راون میں پھر لڑائی شروع ہوئی تمام دیوتا دیکھنے کیلئے آسمان پر بیٹھ گئے۔ دیوتاؤں نے دیکھا کہ راون تو رتھ پر ہے پر رام پیدل لڑ رہا ہے۔ (اب اندر جیت تو مارا ہی گیا تھا سو کس کا اندیشہ اور خوف تھا) اندر نے رام کی خاطر فوراً اپنی رتھ بھیج دی۔ رام اندر کی رتھ پر سوار ہو کر راون سے لڑنے لگا کئی دفعہ اس نے راون کے دسوں سر کاٹ ڈالے مگر پھر دسوں سر اگ آتے سو رام نہایت گھبرانے لگا کہ راون کو کس طرح ماریں۔ اسوقت بھبھیشن نے کہا کہ راون یوں نہ مارا جائیگا۔ ہم نے جب برہما سے بر حاصل کئے تھے تو برہما نے مجھ کو امر بنا دیا تھا اور راون کو ایک تیر دے کر کہا تھا کہ یہ تیری موت کا تیر ہے جب تک یہ تیر تیرے دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے کوئی تجھے مار نہ سکے گا۔ سو بلا اس تیر کے راون کبھی مارا نہ جائیگا۔ رام نے پوچھا کہ وہ تیر کہاں ہے؟ بھبھیشن بولا کہ وہ تیر راون

کی بڑی رانی مندودری کے پاس ہے وہ اس تیر کی ایسی حفاظت کرتی ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ اسے کہاں رکھتی ہے بھبھیشن کی اس بات سے رام کے سپہ سالار آپس میں مشورت کرنے لگے کہ وہ تیر کسی طرح ہاتھ لگ جائے اس وقت ہنومان بولا کہ کچھ فکر نہ کرو میں تیر لا دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر ہنومان جنگ گاہ سے باہر نکلا اور ایک جوتشی برہمن کے بھیس میں رانی مندودری کے محل میں جا داخل ہوا۔ جوتشی کو دیکھ کر رانی مندودری نے ماتھا ٹیک کر کہا کہ آپ مہاراج کی خبر بتایئے۔ تب جوتشی نے اپنی جنتری کھول کر بڑے فکرمند ہو کر کہا کہ اس کے مطابق میں مہاراج کا بڑا اشبھ دیکھتا ہوں۔ اس پر مندودری بولی کہ کیا کرنا چاہئیے؟ جوتشی بولا کہ آپ مہاراج کا وہ تیر جو برہما نے دیا تھا نکال لائیے۔ میں اس پر کچھ منتر پڑھ جاتا ہوں تاکہ آگے کو مہاراج کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے۔ رانی تیر نکال لینے میں بہت پس وپیش کرنے لگی آخر کار جوتشی کی باتوں میں آکر تیر نکال لائی۔ فوراً جوتشی جی اپنی اصلی حالت میں آ گئے اور رانی کے ہاتھ سے تیر کو جھپٹ کر لے بھاگے۔ رانی روتی پیٹتی رہ گئی۔ تب رام نے راون کی موت کا تیر اپنی دھنک میں چڑھا لیا۔ راون نے دیکھا کہ اب میری موت کا وقت آپہنچا ہے اس کو اپنے تمام گناہ یاد آئے۔ رام نے جونہی تیر چلایا راون نے اپنا سینہ آگے بڑھا دیا۔ تیر اس کے دل سے پار ہو گیا۔ اور وہ اپنی رتھ سے گر پڑا۔ رام کے لشکر میں جے رام جے رام کی للکار اٹھی آکاش سے دیوتا پھول برسانے لگے۔ رام کے تمام سپہ سالار خوشی کرنے لگے لیکن بھبھیشن اس خوشی میں رو پڑا۔ اگرچہ راون برا تھا تاہم اس کا بھائی تھا وہ کہنے لگا کہ ہائے وہ بہادر جس نے زمین پر بڑی بڑی فتح یابیاں حاصل کیں اب پڑا ہوا ہے اس کے قوی بازو اب سرد ہو گئے اس کا تاج گرد میں مل رہا ہے ہائے کاش کہ پہلے ہی وہ نیک صلاح کو منظور کرتا لیکن غرور نے اسکو نہ ماننے دیا وہ سورج

جو سب کو روشنی دیتا تھا اب تاریک ہو گیا۔ وہ بڑا شاہی درخت کٹ گیا اور اس کی شاخیں تتر بتر ہو گئی ہیں۔ بھیشن کو اس قدر روتے دیکھ کر رام اس کو تسلی دینے لگا کہ راون ایک بہادر تھا اور اس نے بہادری سے جان دی ہے اس کے لئے رونا مناسب نہیں ہے۔ اب اس کی انت کریہ کا بندوبست کرو۔ اس اثنا میں راون کی رانی مندودری معہ اور رانیوں کے محل سے نکل آئی اور راون کے پاؤں پر اپنا سر دھر کے رونے لگی اور کہنے لگی کہ کاش کہ وہ بھیشن کی نیک صلاح کو مانتا پر تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے۔ اس کے بعد راون کی انت کریہ کا انتظام ہوا۔ سمندر کے کنارے شاہی طور پر اس کی لاش لے گئے چونکہ اس کا کوئی بیٹا جیتا نہ تھا اب شاستر کے مطابق اس کی چتا میں آگ لگانا بھیشن کا فرض تھا۔ لیکن بھیشن اس بات سے پس و پیش میں تھا کہ راون ایسا شریر تھا اس کی انت کریہ کرنے میں کوئی اس پر الزام نہ لگا دے پر رام نے کہا کہ اگرچہ وہ شریر تھا پر اب وہ مر گیا ہے۔ مُردے کے ساتھ کیا دشمنی پس تم اس کی انت کریا کرو چنانچہ راون کی انت کریہ کی گئی +

سیتا کی آزمائش

راون کی انت کریہ کے بعد رام نے بھیشن کو لنکا میں تخت نشین کیا۔ اب سیتا کو لانے کے لئے ہنومان بھیجا گیا۔ سیتا اب تک ویسی ہی اُداس اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک درخت کے تلے بیٹھی ہوئی تھی اور راکشسنیاں اس کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے کھڑی تھیں۔ ہنومان دنڈوت کر کے سیتا کے آگے کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑ کر رام کی فتحیابی اور راون کی موت کی خبر سنائی۔ سیتا مارے خوشی کے پہلے جواب نہ دے سکی۔ اس کے بعد جب اس کی زبان کھلی تو بولی کہ اس خوشخبری کے لئے تجھے میں کیا دوں۔ اگر تین لوک کی دولت بھی دی جائے

تو بھی اس کے مقابلے میں بہت تھوڑی ہے لیکن میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میں تجھ کو صرف ایشر باد دیتی ہوں۔ ہنومان بولا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں راکششیوں کو جنہوں نے آپ کو بہت دکھ دیا ہے مار ڈالوں۔ سیتا بولی کہ ان کا کیا قصور ہے۔ میں تو اپنے پورب جنم کی کرنی بھگت رہی ہوں انہوں نے تو صرف راون کا کہنا کیا ہے۔ رشیوں کی کہاوت ہے کہ دشمن پر بھی دیا کرنی چاہیئے۔ سیتا کی ان باتوں سے ہنومان نے راکششیوں کو چھوڑ دیا۔ اب سیتا رام کے پاس لائی گئی۔ سیتا اس کے سامنے سر جھکا کر کھڑی ہوئی۔ تب رام نے یوں کہا کہ "مجھے جو کرنا تھا میں نے کیا۔ میں اپنی استری کے ہر لیجانے کا بدلہ لے چکا ہوں میرا نام مشہور ہو گیا ہے۔ میرا سنکلپ پورا ہو چکا۔ میری عزت پر جو بٹہ لگا تھا اب جاتا رہا۔ ہنومان کی محنت و مشقت۔ سگریو کی سپہ سالاری اور بھیشن کی صلاحیں کامیاب ہوئیں"۔ سیتا ان باتوں کو آنسو بھری آنکھوں سے سنتی رہی۔ رام بولتا رہا کہ تمہیں نے تم پر اپنا پیار ظاہر کرنے کی خاطر یہ سب تکلیفیں نہیں اٹھائیں بلکہ اس لئے کہ میرے بزرگ خاندان کی عزت قائم رہے اور یہ دھبہ میرے نام پر سے مٹ جائے مجھے تمہاری پاکدامنی پر شبہ ہے تم میرے لئے ایسی ہو جیسے دکھتی ہوئی آنکھوں کے لئے روشنی۔ سو جہاں چاہو چلی جاؤ۔ تم کو واپس لیکر میں کس طرح اپنے خاندان پر بدنامی لاؤں؟ راون اپنے ہاتھ تمہاری کمر میں ڈال کے تمکو ہر لے آیا۔ اور تم کو اپنے محل میں رکھا۔ بس اس کو اپنا فرض جان کر تم سے یہ بول رہا ہوں۔ جہاں چاہو چلی جاؤ"۔ سیتا جس نے کبھی ایسی سخت باتیں نہیں سنی تھیں زار زار رونے لگی اور اس بیل کی طرح رام کے آگے کانپنے لگی جیسے کوئی ہاتھی اپنی سونڈ سے مروڑ دے۔ ایسی ایک بڑی جماعت کے سامنے اس طرح کی سخت باتیں سنکر سیتا نہایت پشیمان ہوئی اور اپنے آنسو پونچھ کر اور نہایت رنجیدہ ہو کر

رام سے بولی کہ تم کس طرح ایک اچھے گھرانے کی بیٹی کو یوں نکال رہے ہو؟ میں کہہ سکتی ہوں کہ جیسی تم مجھے سمجھتے ہو ویسی میں نہیں ہوں۔ ایک لاچار عورت کیا کر سکتی تھی جب راون جیسے راکشس کے ہاتھ میں پڑی میرا دل تمہاری طرف سے کبھی نہیں بدلا۔ جب تم نے ہنومان کو سمندر میں لنکا گر میرے پاس بھیجا تھا تب ہی تم نے کیوں مجھے تیاگ نہ دیا کہ میں اپنی جان کھو دیتی اور تم کو اور تمہارے دوستوں کو یہ تکلیف نہ ہوتی کیا تم اس دن کو بھول گئے ہو جب میں نے تم کو اپنا ہاتھ دیا تھا؟ کیا تم میرے اس پیار کو جو سُکھ اور دکھ میں یکساں تھا بھول گئے ہو؟ بعد اس کے لکشمن کی طرف مخاطب ہو کر بولی کہ اے لکشمن میرے لئے ایک چتا تیار کرو۔ کیونکہ اس بے عزتی کا یہی چارہ ہے۔ جس حال کر سب کے سامنے رام نے مجھے تیاگ دیا تو اب میں جی نہیں سکتی۔ یہ سُنکر لکشمن رام کی طرف دیکھنے لگا۔ پر رام نے اپنی روتی ہوئی رانی پر ذرا بھی ترس نہ کھایا۔ بلکہ لکشمن کو حکم دیا کہ چتا تیار کرو۔ جب چتا تیار ہوئی تب رام کے چاروں طرف پرکرما کر کے اور دیوتاؤں کو متھا ٹیک کے سیتا آگ سے بولی کہ اے اگنی میں جیسے رام کے پیار میں سچی برتا رہی اب تو میری رکشا کر اور میری پاکدامنی پر گواہی دے۔ یہ کہکر سیتا آگ کے چاروں طرف پرکرما کر کے اس میں داخل ہوئی یہ دیکھ کر تمام جماعت رونے لگی ۔

سیتا کی بحالی

جب بندر اور راکشس سیتا کے غم میں رونے لگے تو رام کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے۔ اسوقت سورگ سے تمام دیوتا لنکا میں اتر آئے اور رام سے کہنے لگے کہ آپ نے جو اس دھرتری کے پالن ہار ہیں کس طرح سیتا جی کو آگ میں جانے دیا؟ آپ جو تین لوک کے سرجنہار ہیں کیا اب تک آپ اپنے اُس سورگی سبھاؤ کو بھولے ہوتے ہیں؟ رام بولا کہ میں

تو اپنے تئیں دشرتھ کا بیٹا محض ایک انسان خیال کرتا ہوں تب برہما بولا کہ آپ تو سنکھ۔ چکر۔ گدا۔ پدم دھاری نارائن ہیں۔ آپ ہی تمام ویدوں کے وید اور تمام سرشٹی کے رکشا کرنیوالے ہیں۔ سیتا خود لکشمی اور آپ خود وشنو ہیں۔ راون کے مارنے کے لئے آپ نے اوتار لیا۔ آپ کا کام ختم ہوا۔ اب سورگ میں واپس چلئے۔ جب برہما کہہ چکا تو اگنی دیوتا سیتا کو اپنی گود میں لے کر نکل آیا جو اس وقت زیورات سے آراستہ سورج کی طرح چمک رہی تھی۔ اس نے سیتا کو رام کے آگے کھڑی کر کے کہا کہ سیتا کبھی نہ تن سے نہ من سے اپنی پاکدامنی کو بٹہ دلی۔ راون نے اس کو جبراً ہر لا کے اشوک بن میں قید رکھا تھا۔ پر وہ وہاں ہر طرح سے پاکدامن رہی ہیں اس کو واپس لینے میں کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجئے۔ آخر کار رام نے سیتا کو واپس لے لیا۔ راجہ دشرتھ جو چودہ برس پیشتر فوت ہو چکا تھا اُس وقت سورگ سے اُتر آیا اور رام اور لکشمن کو گلے لگا کے اور سیتا کو آشیش دیکر بولا کہ اب چودہ برس کا بنباس ختم ہوا۔ اجودھیا میں واپس جاؤ اور خوشی سے راج کرو۔ یہ کہہ کر پھر سورگ کو لوٹ گیا۔ بعد اس کے اندر نے تمام بندروں کو جو لڑائی میں مارے گئے تھے پھر زندہ کیا +

اجودھیا کو واپس جانا

بعد اس کے رام بندروں اور راکشسوں کی فوج کو ساتھ لے کر راون کی پشپک نام رتھ پر سوار ہو کر اجودھیا کو روانہ ہوا اور بھردواج رشی کے آشرم میں ٹھہر کر ہنومان کو بھرت کے پاس بھیجدیا تاکہ اس کے آنے کی خبر دے۔ ہنومان نندی گرام کو گیا اور بھرت کو رام کے واپس آنے کی خبر سنائی وہ اس خبر کو سنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہو کر گر پڑا اور جب ہوش میں آیا تو اٹھ کر ہنومان کو گلے لگا لیا۔ بعد اس کے بھرت

بڑی دھوم دھام سے رام کو لانے کے لئے روانہ ہؤا چنانچہ رام اجودھیا میں آیا اور بڑی دھوم دھام سے تخت نشین ہوا +

اُترا کانڈ

سیتا کا بنباس

سیتا اپنی زندگی میں کبھی خوش نہ ہوئی۔ اسکی تقدیر راماٸن میں ایسی ہی ظاہر کی گئی ہے۔ اب سیتا میں علامتِ حمل دیکھ کر رام نے چاہا کہ ہر طرح سے سیتا کو خوش رکھے اور ایک روز اس سے پوچھا کہ تم اتنے دنوں میں کیا چاہتی ہو جس سے تمہارا دل خوش ہو؟ سیتا بولی کہ میں اور ایک مرتبہ رشیوں کے تپوبن دیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ جب جب میں اپنے پچھلے بنباس کے دنوں کو یاد کرتی ہوں تو رشیوں کی استری اور کنیا مجھے بہت یاد آتی ہیں۔ رام بولا کہ ایسا ہی ہوگا میں کل ہی تم کو تپوبن بھیجدونگا۔ یہ کہکر رام وہاں سے نکلا اور دوسرے کمرے میں داخل ہؤا۔ رام نے اپنی رعیت کا حال معلوم کرنے کے لئے اور کہ وہ اس کے راج کی نسبت کیا کہتے ہیں دریافت کرنے کے لئے درمکھ نام ایک شخص کو مقرر کیا تھا۔ اب اس نے درمکھ کو بلا بھیجا۔ درمکھ آیا اور ڈنڈوت کر اور ہاتھ جوڑ کے اس کے آگے کھڑا ہؤا۔ رام نے پوچھا تو نے آج کیا کچھ دیکھا اور سنا؟ درمکھ بولا کہ مہاراج آپ کے راج میں سب خوش ہیں اور سب رام راج کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ ذرا ٹھہر گیا۔ اور اس کے چہرے پر اداسی نظر آئی۔ رام نے یہ دیکھ کر کہا کہ میں نے تجھ کو صرف خوشخبری دینے کے لئے مقرر نہیں کیا بلکہ اگر تو نے میرے خلاف سنا ہے تو وہ بھی بیان کر۔ یہ سنکر

درمکھ بہت گھبرانے اور ہچکچانے لگا۔ رام نے کہا کہ مت ڈر۔ اگر تو نے کچھ سنا
ہے تو بیدھڑک بیان کر۔ درمکھ بولا کہ کاش کہ میں پیدا ہوتے ہی مرجاتا تو ایسی خبر
مہاراج کو سنانی نہ پڑتی۔ جب میں شہر میں گھوم رہا تھا اتفاق سے ایک دھوبی
کے ہاں جا پہنچا۔ دھوبی اور دھوبن میں سخت جھگڑا ہو رہا تھا۔ دھوبی بڑے
طعن سے کہہ رہا تھا کہ اب تو عورت کو بس میں رکھنا ہمارے لئے مشکل ہے
کیونکہ جس حال کہ ہمارے راجہ ہی نے بدنمونہ دکھایا کہ اپنی رانی کو جو راون کے
ساتھ بھاگ گئی تھی گھر میں لے آیا۔ یہ کہتے ہی درمکھ نے اپنے ہاتھوں سے
اپنا منہ چھپا لیا اور زار و زار رونے لگا۔ رام نے درمکھ کو رخصت کیا اور سخت
غم کرنے لگا کیونکہ اسی دن اس نے اپنے خاندانی گرو سے وعدہ کیا تھا کہ
اپنی رعیت کو خوش کرنے کیلئے اگر ضرورت ہو تو اپنی سیتا کو بھی ترک کر دینے
در یغ نہ کریگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے اپنے تینوں بھائیوں کو بلا بھیجا۔ جب
وہ آئے تو رام کو روتے دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ رام بولا کہ بھائیو! میں
جانتا ہوں کہ سیتا نہائت پاکدامن ہے لیکن تو بھی میں اسکو اب اپنے گھر میں
نہیں رکھ سکتا ہوں کیونکہ لوگ اس کی نسبت شک کرتے ہیں یہ کہکر اس نے
ان کو درمکھ کی خبر سنائی اور کہا کہ سیتا پھر رشیوں کا تپوبن دیکھنا چاہتی
ہے سو صبح کو لکشمن اس کو اس بہانے سے لیجائے اور بالمیکی رشی کے آشرم
پاس چھوڑ آئے۔ رام کی یہ بات سن کر تینوں بھائی سخت رنجیدہ ہوئے پر
ان کو جرأت نہ ہوئی کہ اس کے خلاف کچھ کہیں۔ دوسرے روز صبح کو لکشمن نے
سمنت سارتھی کو حکم دیا کہ ایک خوبصورت رتھ تیار کر کے لائے۔ بعد اس کے
وہ سیتا کے پاس جا کر بولا کہ رام نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں آپ کو تپوبن دکھانے
لیجاؤں۔ سیتا مارے خوشی کے فوراً جانے کے لئے تیار ہوئی اور بہت

زیورات اور کپڑے لکشمن کو دکھا کر بولی کہ میں یہ رشیوں کی استری اور کنیاؤں کیلئے لے چلی ہوں۔ اتنے میں سمنتر رتھ لے آیا اور دونوں سوار ہو کر اجودھیا سے روانہ ہوئے۔ رستہ میں بہت سے بدشگون نظر آئے جن کو دیکھ کر سیتا بولی کہ کاش کہ میں رام کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے نہ چلتی اور لکشمن سے کہنے لگی کہ آتے وقت رام سے ملاقات نہیں ہوئی کیا وہ اچھے تھے؟ لکشمن بولا کہ آپ نہ گھبرائیں وہ اچھے ہیں یہ کہکر وہ آگے چلے اور شام کو کسی رشی کے آشرم میں ٹک گئے اور دوسرے دن گنگا کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی لکشمن زور زور سے رونے لگا۔ سیتا لکشمن کو تسلی دیکر کہنے لگی کہ لکشمن تم کیوں روتے ہو ہم صرف ایک ہی دن رشیوں کے آشرم میں رہ کر اجودھیا کو لوٹ جائینگے یہ سنکر لکشمن نے اپنے آنسو پونچھے اور رتھ چھوڑ دونوں گنگا کے پار ہوئے۔ اب لکشمن بہت ہی رونے لگا اور کہنے لگا کہ کاشکہ میں اس خبر کو سنانے سے پیشتر ہی مر جاتا۔ سیتا نے گھبرا کر پوچھا کیا خبر ہے جلد سناؤ۔ لکشمن روتا ہوا بولا کہ آج سے رام نے آپکو تیاگ دیا اور مجھ کو حکم دیا کہ آپ کو بالمیکی کے تپوبن میں چھوڑ جاؤں یہ سنکر سیتا کٹتے ہوئے درخت کی طرح بیہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش آیا تب رو رو کے کہنے لگی کہ ہائے تقدیر۔ شاید پورب جنم میں میں نے کوئی پاپ کیا تھا جس کا اب میں پھل بھوگ رہی ہوں ہائے اب میں کہاں جاؤں۔ تپوبن کے رشیوں سے کیا کہوں گی وہ تو مجھ کو بدچلن سمجھیں گے اور کہیں گے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو رام مجھ کو کیوں تیاگ دیتا۔ میں گنگا میں ڈوب مرتی پر کیا کروں گربھ وتی ہوں اور رام کی اولاد کو کیونکر ہلاک کر دوں یہ کہکر سیتا زور زور سے رونے لگی۔ لکشمن بھی سیتا کیساتھ روتا رہا۔ آخرکار سیتا نے لکشمن کو کہا کہ تم اجودھیا میں لوٹ جاؤ اور رام سے جا کر کہو کہ مجھے اپنا افسوس نہیں کیونکہ اس نے صرف اپنی پرجا کو خوش کرنے کے لئے میرے ساتھ

ایسا کیا۔ پتی استری کا مالک و دیوتا ہے جو اس نے بھلا سمجھا سو ہی کیا۔ میں ان کیلئے مر جانے میں بھی خوش ہوں۔ جنم جنم رام ہی میرا پتی ہے۔ یہ کہکر سیتا نے لکشمن کو وداع کیا۔ لکشمن پھر دوبارہ گنگا پار ہوا اور جب تک ایک دوسرے کو نظر آتے دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے جب لکشمن نظر سے چھپ گیا تو سیتا دیوانے کی طرح رونے لگی۔ اس جنگل کی دوسری طرف رشیوں کے چند لڑکے لکڑیاں توڑ رہے تھے۔ جب انہوں نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی تو وہاں آ گئے اور سیتا کا حال دریافت کر کے بہت غمگین ہوئے اور فوراً اپنے گورو بالمیکی کو خبر دی۔ بالمیکی رشی یہ خبر سنتے ہی فوراً آموجود ہوئے اور تسلی دیکر بولے کہ بیٹی تو مت رو۔ میں جانتا ہوں کہ تو بالکل بےقصور ہے۔ اب میرے ساتھ میرے آشرم میں آ۔ میں تجھ کو اپنی بیٹی کی طرح رکھونگا۔ سیتا اس بات کو سنکر اس کے پاؤں پر گر پڑی۔ بالمیکی اس کو اپنے آشرم میں لے گئے اور رشی کنیاؤں سے بولے کہ بڑے پیار سے اسے رکھو۔

لکشمن اور رام

لکشمن بہت غمگین ہو کر اجدھیا میں واپس آیا اور سوچنے لگا کہ میں رام سے جا کے اب کیا کہوں۔ جب وہ محل میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رام رو رہا ہے۔ لکشمن نے اس کے آگے متھا ٹیک کر کہا کہ آپ کے حکم کے مطابق سیتا کو بالمیکی کے تپوبن میں چھوڑ آیا ہوں۔ رام کو روتے دیکھ کر لکشمن اس کو تسلی دینے لگا اور بولا کہ وقت کی بات ہے جہاں جنم ہے وہاں مرن ہے۔ جہاں میل ہے وہاں جدائی ہے۔ عقلمند غم نہیں کرتے استری۔ پتر دھن۔ متر کسی پر دل نہیں لگانا چاہئے کیونکہ ان سے جدائی ضروری ہے۔ لکشمن کی اس بات کو سنکر رام بولا کہ بھائی تو نے سچ کہا۔ تیری ان باتوں سے مجھے بڑی تسلی ہوئی۔

سیتا کے دو لڑکے

چونکہ سیتا اجودھیا سے گربھ وتی آئی تھی لہذا دن پورے ہونے پر ایک روز رات کو سیتا کے جوڑے لڑکے پیدا ہوئے۔ بالمیکی کے چیلوں نے ان کو اس بات کی خبر دی یہ سنکر وہ بہت خوش ہوئے اور ان کے نام کُش اور لب رکھے۔

شودر سنیاسی کا مارا جانا

ادھر رام اپنے راج کے کام میں مشغول ہوا اور سیتا کی جدائی کا غم ہلکا ہو گیا۔ ایک روز ایک برہمن نے آ کر نالش کی کہ میرا بیٹا چھٹپن میں کیوں مر گیا؟ ضرور مہاراج کے راج میں کوئی نقص ہے جس کا علاج ہونا چاہئے۔ رام اس بات سے بہت رنجیدہ ہوا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک تالاب پر جا نکلا۔ وہاں کیا دیکھتا ہے کہ ایک سنیاسی سر نیچے اور پاؤں اوپر کئے ہوئے ایک پیڑ سے لٹکا ہوا ہے۔ رام نے پوچھا تو کون ہے؟ اور کیوں یہ تپ کر رہا ہے؟ سنیاسی بولا میرا نام سنبک ہے اور میں ذات کا شودر ہوں۔ میں اس لئے یہ کٹھن تپ کر رہا ہوں کہ اس جسم ہی کے ساتھ سورگ میں اٹھایا جاؤں۔ یہ سُنکر رام سخت غصہ ہو کے بولا کہ اے پاپی تو شودر ہو کے دوِج برن کا کام کر رہا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنی تلوار سے اُس کا سر اڑا دیا۔ اس پر دیوتاؤں نے سورگ سے پھول برسائے۔

اشوامید کا جلسہ

رام نے چاہا کہ اپنے باپ دادوں کی ریت پر ایک اشوامید جگ کرے لیکن اس جگ میں رانی کا ہونا ضرور تھا۔ سیتا تو بنباس ہو چکی تھی رام نے سیتا کے عوض ایک سونے کی سیتا بنائی۔ تب اشوامید کا جلسہ فراہم ہوا۔ مختلف جگہوں سے راجہ اور رشی لوگ اکٹھے ہوئے۔ بالمیکی رشی بھی دعوت پا کر اپنے چیلوں کو لیکر حاضر ہوئے۔ انہوں نے پہلے ہی سے

رام کے بیٹے کُش اور لب کو رامائن کا قصہ گانا سکھایا تھا۔ سو وہ بین بجا کر جلسہ میں رام کے آگے رامائن کا گیت گانے لگے اور اپنی شیریں آواز سے سب کو موہ لیا۔ سب لوگ ان لڑکوں اور رام کے چہرے میں مشابہت دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ اگر فرق تھا تو یہ کہ رام اپنے راج پاٹ پر راج مکٹ پہنے ہوئے بیٹھا تھا جبکہ یہ دونوں لڑکے چھال اور کھال سے بنباسی کے بھیس میں کھڑے تھے۔ جب انہوں نے خوش الحانی سے گیت گائے تو لکشمن بول اٹھا کہ اُن کو اٹھارہ ہزار مُہریں انعام دینی چاہئیں۔ لڑکوں نے کہا کہ مہاراج ہم جنگل میں رہتے ہیں اور جنگل کے پھل مول کھا کر گذارہ کرتے ہیں۔ سونا ہمارے کس کام آئیگا۔ ہم اس کا استعمال نہیں جانتے۔ سو وہ مفت رامائن سناتے گئے رام کا دل خود بخود ان کی طرف مائل ہونے لگا۔ رامائن سناتے سناتے جب سیتا کے بنباس کے بیان تک پہنچے تو رام اپنے کو زیادہ ضبط نہ کر سکا فوراً جلسہ کے سامنے رو پڑا۔ آخر کار بالمیکی رشی جلسہ میں اٹھ کھڑے ہوئے اور بولے کہ مہاراج یہ دونوں لڑکے آپ کے ہی بیٹے ہیں جو میرے آشرم میں جوڑے پیدا ہوئے۔ یہ سنتے ہی رام نے تخت سے اتر کر دونوں بیٹوں کو گلے سے لگا لیا اور حکم دیا کہ جلد سیتا کو واپس لاؤ۔

سیتا کا پاتال میں داخل ہونا

دوسرے دن بالمیکی رشی نے سیتا کو رام کے آگے حاضر کیا اور کہا کہ مہاراج اگرچہ آپ نے اپنی پرجا کو خوش کرنے کے لئے سیتا جی کو تیاگ دیا تو بھی میں کہتا ہوں کہ وہ بالکل پاک اور بے قصور ہیں وہ ہمیشہ مہاراج ہی کو اپنا دیوتا کر کے مانتی رہیں اور آج اس پر گواہی دینے کو تیار ہیں رام بولا کہ میں آپ کی بات

مانتا ہوں کہ سیتا پاک ہے تو بھی چاہتا ہوں کہ وہ اپنی پاکدامنی ثابت کرے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دونوں لڑکے میرے ہی بیٹے ہیں تو بھی چاہتا ہوں کہ سب کے سامنے دوبارہ آزمائی جاوے۔ سیتا سر جھکائے سبھا میں رام کے آگے کھڑی تھی۔ لنکا میں ایک مرتبہ اسکی آزمائش آگ کے ذریعے سے ہو چکی تھی تو بھی رام اس کو قبول کرنیکو تیار نہیں ہے دوبارہ آزمائے جانے کے نام سے اس کا دل غم سے بھر آیا۔ اسکے رنج کا پیالہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ اور وہ اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر زمین کی طرف مخاطب ہوئی اور بولی کہ اے ماں دھرتی تو جانتی ہے کہ میں اپنے من میں صرف رام ہی کا دھیان دھرتی رہی ہوں۔ اب تو اس اپنی دکھی بیٹی کو اپنی گود میں آرام دے۔ سیتا کی یہ بات سنتے ہی زمین پھٹ گئی اور ایک نہایت خوبصورت تخت نکل آیا سیتا اس پر بیٹھ گئی اور سیتا کو لے کر فوراً زمین بند ہو گئی اس پر دیوتاؤں نے سورگ سے پھول برسائے۔ اب رام مارے غم کے دیوانہ سا ہو گیا اور بولا کہ اے زمین تو سیتا کو واپس کر نہیں تو میں تجھے ہلاک کر دونگا۔ اس پر آکاش سے برہما کی طرف سے ایک آواز آئی کہ اے رام اپنے تئیں سنبھالئے۔ اپنے جنم کو یاد کیجئے آپ تو جگت کے ایشور وشنو کے اوتار ہیں سیتا اب پاتال کو چلی گئی اور سورگ میں پھر آپ سے ملیگی۔ یہ بات سنکر رام کو ذرا تسلی ہوئی۔

آخری باتیں

بعد اس کے کوشلیا کیکئی وغیرہ بڑھیا رانیاں مر گئیں۔ جب بہت عرصہ گذرا اور رام پھر بھی اپنی الوہیت بھولا رہا تو ایک روز کال اُسے ملنے آیا اور بولا کہ میں برہما کے پاس سے آیا ہوں آپ سے ایک ضروری بات کہنی ہے جو نہایت پوشیدگی میں کہنا چاہتا ہوں۔ اگر اسوقت وہاں کوئی آجائے تو آپ اسکو ضرور قتل کریں رام نے اس شرط کو منظور کیا اور لکشمن کو دربانی پر مقرر کر کے آپ خود کال کے ساتھ خلوت خانہ میں داخل ہوا تب

کال نے کہا کہ راون کو مارنے اور زمین پر گیارہ ہزار برس تک راج کرنے کے لئے اوتار لیا تھا اب وہ وقت ختم ہونیپر ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنی اوتاری میعاد اور بڑھالیں نہیں تو سورگ میں واپس چلکر دیوتاؤں پر راج کریں۔ رام نے کہا کہ میں راون کو مار کر زمین کا بوجھ اتارنے آیا تھا۔ میرا کام ہو چکا۔ اب میں سورگ میں جاکر اپنی اصلی حالت کو اختیار کرونگا۔ جب کال اور رام کی اس طرح کی گفتگو ہو رہی تھی تو درباسا نام ایک رشی دروازہ پر آموجود ہوا اور لکشمن سے بولا کہ ابھی رام کو میرے آنیکی خبر دو۔ لکشمن نے کہا کہ آپ ذرا صبر کریں رام اس وقت ایک ضروری کام میں لگے ہیں درباسا یہ سنتے ہی غصہ سے بھر گیا اور لعنت کرنیکو تیار ہوا۔ رشی کی لعنت کو ٹالنے کیلئے لکشمن نے اپنی ہی جان دینا بہتر سمجھا اور اندر جاکر رام کو خبر دی کال کا بھی کام ہو چکا تھا سو وہ روانہ ہو گیا رام نے باہر نکل کر رشی سے پوچھا کہ آپ کیا مانگتے ہیں؟ رشی بولا کہ میں نے ایک ہزار برس کا ایک برت رکھا تھا جو آج پورا ہوا ہے۔ سو میں ہزار برس کا بھوکا ہوں مجھ کو پیٹ بھر کے بھوجن کراؤ۔ رام نے رشی کو پیٹ بھر بھوجن کرایا اور رشی وداع ہوا۔ اب لکشمن سے کیا سلوک کیا جائے انہوں نے کہا کہ رام کے قول کے مطابق تو قتل ہونیکے لائق ہے لیکن رام نے اس کو اپنے ہاتھ سے مارنا مناسب نہ سمجھا بہت رونے اور پیٹنے کے بعد اس کو تیاگ دیا جس پر لکشمن نے اپنے تئیں سرجو ندی میں ڈبو دیا۔ لکشمن کی موت سے رام نہایت غمگین اور بیدل ہوا اور راج کا کام اس کی اداس زندگی کے لئے بوجھ سا معلوم ہونے لگا۔ سو وہ کش اور لب دونوں بیٹوں کو راج دیکر خود اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ سرجو ندی میں داخل ہوا اور یوں تینوں ڈوب کر سورگ میں چلے گئے لکشمن تو پہلے ہی وہاں پہنچا ہوا تھا سو اب چاروں ملکر جیسا پہلے تھا ویسا پھر پورا وشنو بن گیا کہتے ہیں کہ

اس راماین کے قصہ میں سے اگر کوئی ایک شلوک بھی پڑھے تو جس کے ہاں بیٹا نہ ہو اس کے گھر بیٹا پیدا ہو گا اور جس کے پاس دولت نہ ہو اس کو دولت حاصل ہو گی اور جنم جنم کے پاپ مٹ جائیں گے +

رام کی نسبت چند باتیں

بالمیکی رشی نے رام کی کہانی کی جو شاعرانہ تصویر کھینچی ہے وہ نہایت دردانگیز اور دلکش ہے۔ سو اگر راماین کو محض ایک شاعرانہ تصنیف قرار دیں تو اس پر ہمارا کچھ اعتراض نہیں ہے لیکن اگر رام ایشور کا اوتار قرار دیا جائے تو اس پر ہم ضرور اعتراض کرینگے کیونکہ

۱۔ رام خود ہی آپ کو اوتار نہیں سمجھتا تھا۔ لنکا کی لڑائی کے بعد جب دیوتاؤں نے اس پر یہ بات ظاہر کی تو اس نے کہا کہ میں اپنے تئیں دشرتھ کا بیٹا محض ایک انسان خیال کرتا ہوں +

۲۔ اگر رام وشنو کا اوتار ہے تو ایک اوتار دوسرے اوتار کیساتھ لڑتا ہے ملک پور سے واپس آتے وقت رام اور پرشورام کا مقابلہ ہوا جس حال کہ پرشورام بھی اہل ہنود کا ایک بڑا اوتار ہے تو کہنا پڑیگا کہ ایک اوتار دوسرے اوتار سے لڑتا ہے یعنے وشنو خود وشنو سے +

۳۔ سرب گیانی ہونا یعنی عالم الغیب ایشور کی ایک بڑی صفت ہے جو اس کے اوتار میں ہونا لازمی ہے۔ رام میں یہ صفت مطلق موجود نہ تھی سیتا کو راون ہرنے آیا اور ماریچ اپنی صورت بدلکر ایک سونے کا ہرن بنا رام کو مطلق معلوم نہ ہوا۔ راون سیتا کو ہر لے گیا۔ رام کو خبر نہیں۔ رام اِدھر اُدھر اسے ڈھونڈھتا رہا۔ سگریو اور بالی دونوں بھائیوں کی لڑائی میں رام ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا اور یوں بعد میں سگریو کے گلے میں اپنی پہچان کے لئے ایک ہار ڈالا۔ اندرجیت نے ایک مایہ کی

سیتا بنا کر اس کو قتل کیا اور رام اس بھید کو جان نہ سکا اور مایہ کی سیتا کو حقیقی سیتا جان کر رونے پیٹنے لگا۔ وغیرہ وغیرہ بلرام اگر ایشور کا اوتار ہوتا تو ایشور کی طرح سرب گیانی بھی ہوتا۔

۴۔ رام اگر ایشور کا اوتار ہوتا تو جھوٹ نہ بولتا چاہیے مخول ہی میں بولو جھوٹ جھوٹ ہی ہے سوروپ نکھا سے مخول کرتے وقت رام نے لکشمن کو کنوارا قرار دیا حالانکہ لکشمن شادی شدہ تھا۔ پھر اپنی پیاری بیوی سیتا کو بنباس بھیجتے وقت اس کو جھوٹے بہانے سے بالمیکی کے تپو بن میں چھوڑ آنے کیلئے لکشمن کو حکم دیا۔ کیا یہ جھوٹ میں شامل نہیں ہے؟

۵۔ رام اگر ایشور کا اوتار ہوتا تو اپنے آپ کو پاپی قرار نہ دیتا۔ سیتا کے ہر لے جانے کے بعد وہ غمگین ہو کر کہتا ہے کہ ضرور میں نے پورب جنم میں بہت پاپ کئے ہیں جن کا پھل اب مجھ کو مل رہا ہے۔

۶۔ رام اگر ایشور کا اوتار ہوتا تو دھوکے سے چھپ کر بالی کو نہ مارتا جو کہ ایک عام چھتری کے لئے بھی روا نہ تھا۔ پھر ہندو شاستر کے مطابق عورت کسی حالت میں قتل نہیں ہو سکتی لیکن رام نے جو ان کے خیال میں ایشور کا اوتار تھا وشوامتر کے کہنے سے تاڑکا کو مار ڈالا۔ کیا یہ پاپ نہ تھا؟ اس امر میں رام کی نسبت راون قابل تعریف ہے وہ اپنے اندرجیت جیسے بہادر بیٹے کے غم سے سیتا کو مارنے کیلئے نکلا تھا۔ پر جب اس کے صلاحکاروں نے اس پر شاستر کا یہ حکم ظاہر کیا تو سیتا کے قتل سے باز آیا۔

ایشور کا اوتار ہونا تو درکنار رام میں قابل تعریف انسان ہونے کے لائق بھی بہت باتیں نہ تھیں۔

۱۔ ماں باپ کی فرمانبرداری اولاد پر فرض ہے لیکن یہ فرض اخلاقی قوانین سے

محدود ہے۔ اگر ماں باپ ایسا حکم دیں جس کے عمل میں لانے سے گناہ سرزد ہو یا ناحق شخصی خانگی یا قومی نقصان ہو تو اس کو عمل میں لانے کیلئے اولاد مجبور نہیں ہے۔ راجہ دشرتھ جو ایک طرح سے اپنی بیوی کیکئی کے بس میں تھا اس کے ناجائز اور خام خیال حکم کو پورا کرنے کیلئے رام کا چودہ برس کا بنباس جانا نہایت نامناسب تھا۔ اس امر میں اس نے اپنی ماں کوشلیا کی نافرمانی کی۔ اگرچہ دشرتھ کی نسبت کوشلیا کی فرمانبرداری میں زیادہ تر شخصی خانگی اور قومی بہتری تھی۔ رام نے اس وقت ان شخصوں کا نمونہ پیش کیا جن میں سے ایک نے باپ کے حکم سے گو ہتیا کی تھی اور دوسرے نے اپنی ماں کو قتل کیا تھا۔ سو باپ کے حکم سے رام اس وقت اگر ضرور ہوتا تو سخت گناہ کرنے پر بھی آمادہ تھا۔

۲۔ رام کی خود انکاری کی نسبت لکشمن اور بھرت کی خود انکاری قابل تعریف ہے۔ رام تو بنباس جانا ایک مجبوری امر سمجھتا تھا کیونکہ باپ کا حکم تھا۔ لیکن لکشمن بنباس جانے کے لئے مجبور نہ تھا اس نے رام کے ساتھ بنباسی ہو کر اپنی خالص برادرانہ محبت ظاہر کی۔ اسی طرح بھرت نے بھی اپنے بھائی کے لئے نہایت گہری محبت دکھائی۔ اگرچہ راجہ کے حکم کے مطابق وہ تخت کا وارث ہوا تاہم اس نے رام کے پیار میں اس حق کو چھوڑ دینا ہی مناسب سمجھا اور یوں رام کے کھڑاؤں کو تخت نشین کر کے آپ فقیرانہ لباس میں نیچے بیٹھ کر چودہ برس تک رام کی ریاست کا انتظام کرتا رہا۔ کیا رام نے کبھی اپنے بھائیوں کے لئے ایسا دکھ اُٹھایا؟ اگر دکھ اٹھایا ہے تو اسکے قول کے مطابق تقدیر کی خاطر اٹھایا جس کا اس نے بار بار ذکر کیا۔

۳۔ رام بہادری میں بہت بڑھیا نہ تھا۔ اگر گھر کا بھیدی بھبیشن اس کا حامی نہ بنتا اور ہنومان جیسا بہادر اس کو نہ ملتا اور بار بار معجزہ استعمال میں نہ آتا تو اندرجیت کے ہاتھ سے تو وہ قتل ہو ہی چکا تھا +

ہم۔ اس نے اپنی بیوی کیساتھ نہایت بدسلوکی کی۔ بالمیکی نے سیتا کی تصویر کھینچنے میں بڑی قابلیت دکھائی۔ سہنا کی طرح ملائم، پاک محبتی عورت دنیا میں شاید ہی نظر آتی ہے اس نے اپنے خاوند کے پیار میں آپ کو بالکل نثار کردیا۔ خاوند کے ساتھ بادشاہی محل کی نسبت جنگل کو ہی اپنے لئے منگل سمجھا۔ راون اس لاچار بیکس کو ہر لے گیا۔ وہاں اپنے خاوند کی خاطر اس نے ہر طرح کی مصیبت اٹھائی یہاں تک کہ اگر دو مہینے کے اندر رام نہ جا پہنچتا تو وہ راون کے جلادوں کے ہاتھ سے جاں بحق ہوتی لیکن اس مصیبت زدہ اور نہایت پیاری بیوی کے ساتھ رام نے کیا سلوک کیا۔ راون کے مارے جانے کے بعد سیتا جب اسکے آگے لائی گئی تو رام کی زبان پر اس دکھی عورت کیلئے ایک محبتانہ لفظ بھی نہ آیا برعکس اسکے اس نے اپنی بہادری کی تعریف کی اور سیتا کے چال چلن پر شک لایا اور اسے کہا کہ جہاں تیری مرضی ہو چلی جا۔ اس کے بعد لکشمن نے سیتا کیلئے چتا تیار کی سیتا چتا میں داخل ہوئی۔ یہ دیکھ کر بھی رام کے دل میں رحم نہ آیا اور اس کی آنکھوں سے ایک بوند آنسو بھی نہ ٹپکا جب بندر اور راکشس سیتا کیلئے رونے لگے تب رام ذرا رو پڑا۔ بعد اس آزمائش کے رام سیتا کو لیکر اجودھیا میں آیا۔ پھر یہاں بھی سیتا کو اپنے خاوند سے آرام نہ ملا۔ رام نے سیتا کو پاکدامن جانکر بھی محض اپنی رعیت کو خوش کرنیکی خاطر اسے تیاگ دیا طلاق دیا۔ رام کو چاہئے تھا کہ وہ کسی طرح ایسی جھوٹی افواہ کو بے بنیاد ثابت کرتا اور یوں سیتا کی عزت بڑھاتا پر برعکس اسکے اس نے سیتا کو گھر سے نکال کر اس جھوٹی افواہ کو سچ قرار دیا۔ جو ایسی بےقصور عورت کو ناحق جلاوطن کرتا ہے وہ نہ صرف بیرحم راجہ ہی ہے بلکہ نہایت نالائق شوہر بھی ہے ممکن ہے کہ رام میں چند ایک نیک اوصاف بھی ہوں اور کرشن اوتار کی طرح اپنے چال چلن میں وہ پلید نہ ہو تاہم مذکورہ بالا باتوں پر غور کرنے سے ہم اس کو انسان کے لئے نمونہ ہونے کے قابل نہیں سمجھتے ہیں۔

کرشن اوتار

ویدک کرشن

رگ وید میں کئی جگہ پر کرشن کا نام آیا ہے پر کہیں بھی اس کو وشنو کا اوتار نہیں کہا ہے مثلاً رگوید ۱: ۱۱۶: ۲۳ اور ۱: ۱۱۷: ۷ میں کرشن کو وشواکائے نام ایک رشی کا باپ کہا ہے۔ وشواکائے کا وشناپو نام ایک بیٹا تھا جو مر گیا تھا۔ وشواکائے نے ناستیہ نام دو ویدک دیوتاؤں کی ستائش کی اور ان کی قدرت سے وشناپو پھر زندہ ہوا۔ اس کہانی کے مطابق کرشن محض ایک رشی کا باپ تھا۔

رگوید کے آٹھویں منڈل کے ۹۶ ویں سکتہ کے چند رچوں کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن اناریہ یعنے غیر قوم تھا۔ اندر کے ساتھ اس کی لڑائی ہوئی وہ دس ہزار فوج لیکر انشومتی نام ایک ندی کے کنارے پر ٹھہرا ہوا تھا وہاں اندر نے اس کا مقابلہ کیا اور برہسپتی کی مدد سے اس کو اور اس کی فوج کو قتل کیا۔ دیکھو رچہ ۱۳-۱۴-۱۵۔ اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وشنو کا اوتار ہونا تو درکنار کرشن آریہ قوم سے بھی نہ تھا۔ اس کے نام سے بھی یہ گمان پختہ ہوتا ہے کیونکہ لفظ کرشن کے معنے کالا ہے۔ ویدک زمانہ میں ہماری طرح ہمارے آریہ اجداد کالے نہ تھے۔ ایک بڑی مدت تک اس ملک میں رہنے سے رفتہ رفتہ اس ملک کی وحشی قوموں کے ساتھ ملنے سے ہم جو ان کی اولاد ہیں بیشک کالے ہو گئے پر ہمارے اجداد ویدک رشی اپنے کو گورے اور اس ملک کی وحشی قوموں کو کالے کہتے تھے جیسا کہ زمانہ حال میں بھی انگریز لوگ آپ کو گورے اور ہم کو کالے کہتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہے تو کرشن جس

معنے کالے ہیں کیا وہ آریہ قوم سے ہو سکتا تھا؟ پھر ویدک زمانہ کے سب سے بڑے دیوتا اِندر نے اس کو ہلاک کیا۔ پس کرشن نہ صرف وحشی قوم میں سے ایک کالا آدمی ہی تھا بلکہ وہ آریہ رشیوں کا دشمن بھی تھا۔ اب یہ ایک بڑی تعجب کی بات ہے کہ انہی رشیوں کی اولاد ہو کر زمانہ حال کے ہنود اپنے اجداد کے دشمن وحشی کرشن کو وشنو کا اوتار تصور کر کے پوجتے ہیں۔ وید میں کرشن کے بیٹے وشواکائے کو رشی قرار دینے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ آریہ قوم کی دشمنی کو چھوڑ کر آریہ مرید بن گیا تھا اور یوں ناستیہ نام دو آریہ معبودوں کی پرستش کرنے سے رشی بھی کہلایا۔

اپنشد کا کرشن

چھاندوگیہ اپنشد ۳: ۱۷ میں لکھا ہے کہ انگرا رشی کی اولاد میں سے گھور رشی نام ایک شخص نے دیوکی کے بیٹے کرشن کو اپدیش کیا تھا جس سے وہ ترشنا رہت ہوا یعنے سنجات پائی۔ پس یہاں بھی اس کو وشنو کا اوتار قرار نہیں دیا وہ محض ایک انسان ہے۔ سنجات کی تمنا سے ایک رشی سے اپدیش لیتا ہے۔

اور بھی ایک آدھ اُپنشد میں کرشن کا ذکر پایا جاتا ہے پر وہ ہندوؤں کے مشہور دس اُپنشدوں میں شامل نہیں ہیں لہذا ان کا بیان نہ قدیم ہے اور نہ قابل اعتبار ہے۔

مہابھارت اور کرشن کی الوہیت

ویدک زمانہ کے بعد راماین اور مہابھارت قابل غور تصانیف ہیں۔ راماین میں رام کی اور مہابھارت میں کرشن کی الوہیت کا بیان پایا جاتا ہے لیکن تری مورتی نام رسالے میں ہم نے عالموں کی رائے سے ثابت کیا کہ ان کتابوں کے جن حصوں میں رام اور کرشن کی الوہیت کا بیان پایا جاتا ہے وہ اصلی راماین اور مہابھارت کے حصے نہیں ہیں بلکہ پیچھے سے ان میں

ڈال دیئے گئے۔اب ہم کرشن کی الوہیت کی نسبت مہا بھارت کے چند مقامات کا ذکر کرینگے ؛

(۱) بھگوت گیتا۔ یہ ایک اہل ہنود کی مشہور کتاب ہے جو اٹھارہ بابوں میں منقسم ہے اور جس میں سات سو کے قریب شلوک پائے جاتے ہیں۔ اہل ہنود اس بھگوت گیتا کو مہا بھارت کا ایک حصہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ کتاب اب موجودہ مہا بھارت کے بھیشم پرب میں مندرج ہے۔ چند وجوہات سے عنقریب تمام یورپین عالم اور چند تعلیم یافتہ ہندو علماء مثلاً بمبئی کا مشہور پنڈت کاشی ناتھ ترمبک تیلنگ اور بنگال کا بابو اکھے کمار دت وغیرہ اس کتاب کو مہا بھارت کا حصہ نہیں سمجھتے ہیں۔ بھگوت گیتا ایک فیلسوفانہ رسالہ ہے۔ کورو اور پانڈو کی لڑائی کی ابتدا میں جب دونوں کی فوج کے بیچ میں ارجن کی رتھ رکھی گئی تو اس وقت ارجن نے معلوم کیا کہ اس لڑائی کا انجام محض اپنے ہی خاندان اور رشتہ داروں کی ہلاکت ہے۔ پس اس نے نہایت غمگین ہو کر لڑائی سے باز آنا چاہا۔ لیکن کرشن نے جو اس کی رتھ کا سارتھی تھا اس کو بڑی طول طویل فیلسوفانہ نصیحتوں سے قایل کیا کہ جیو آتما غیر فانی ہے کسی کو مارنے سے آتما نہیں مرتا ہے پس اپنے رشتہ داروں کو ہلاک کرنے میں کچھ گناہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی فیلسوفانہ گفتگو کا نام بھگوت گیتا ہے۔ ایسے سخت میدان جنگ میں اس قسم کی فیلسوفانہ تقریر بے موزون ہے۔ علاوہ اس کے اس رسالہ کی تعلیم اور طرز کلام بہت کچھ اپنشدوں کی طرح ہے۔ لہذا بعض علماء کا گمان یہ ہے کہ اُپنشد کے زمانہ کے کسی رسالہ کو گھٹا بڑھا کر اس میں کرشن اور ارجن کے نام ڈال کے کسی نے اس کو مہا بھارت میں ڈال دیا ہے۔ اس رسالہ کی تعلیموں کی نسبت بحث کرنا یہاں پر بے موزون ہوگا۔ اگر زندگی بخیر رہی تو ہندو فیلسوفی کے

سلسلہ میں اس امر پر غور کرینگے بھگوت گیتا میں کرشن نے الوہیت کا دعویٰ کیا لیکن اگر بھگوت گیتا مہابھارت میں ڈال دی گئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کرشن کی الوہیت کا یہ دعویٰ اس رسالہ ہی کے ساتھ مہابھارت میں آگھسا ہے۔ گمان غالب ہے کہ بھگوت گیتا کی موجودہ صورت کے مصنف نے اُپنشدوں کی تعلیم والی اصلی گیتا میں کرشن کی الوہیت ڈالکر اس ترمیم شدہ گیتا کو پھر مہابھارت میں ڈال دیا۔ کیونکہ قدیم اُپنشدوں میں اور نہ اصلی مہابھارت میں کرشن کی الوہیت پائی جاتی ہے ٭

۲۔ شانتی پرب ۲۰۷واں باب۔ اس میں جو قصہ مندرج ہے اس میں محض وشنو ہی کی فوقیت بیان کی گئی لیکن اس بیان میں کئی جگہ کرشن کا نام آتا ہے اور آخری دو شلوکوں میں وشنو اور کرشن کو ایک قرار دیا۔ اگر اس آخری حصہ کو چھوڑ دیں تو اس قصہ میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے لہذا صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ پیچھے سے جوڑ دیا گیا ہے ٭

۳۔ شانتی پرب ۲۸۰واں باب۔ اس میں وشنو کی فوقیت کا بیان چل رہا ہے اور اس میں کہیں بھی کرشن کا ذکر نہیں آخر میں بغیر کسی مقصد یا ضرورت کے یُدھشٹر بھیشم سے سوال کرتا ہے کہ پتامہ (یعنے دادا جی) کیا یہ کرشن ہی وہ بھگوان نارائن ہے"؟ اس آخری حصہ کو چھوڑ دینے سے بھی اصل قصہ میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس کی نسبت بابو اکھے کمار دت فرماتے ہیں کہ اس قصہ کو شروع سے آخر تک پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن کو پورن برہم بھگوان ثابت کرنے کی غرض ہی سے گویا اس آخری حصہ کو پیچھے سے ڈال دیا گیا ہے ٭

۴۔ مہابھارت میں ایسی بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں لوگ کرشن کو ایشور کا اوتار نہیں مانتے تھے مثلاً دریودھن

دھشاشن۔ کرن اور شکونی نے کرشن کو باندھنے کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا (دیکھو
اُدیوگ پرب ۱۲۹۔ ۵ وغیرہ) اگر وہ کرشن کو ایشور کا اوتار جانتے تو ایسا ارادہ نہ کرتے
پھر کرن اور دریودھن نے کرشن کی نسبت نیک اوصاف اور بھلے [illegible] ی نہیں
شلیا کی زیادہ تعریف کی (دیکھو کرن پرب ۳۱: ۶۱-۴۶ اور ۳۲: ۶۱-۴۶) پھر
جدھشٹر کی راجسویہ سبھا میں کرشن کو ارگھیا دینے سے ششوپال نے جدھشٹر
کو سخت ملامت کی اور ساتھ ہی ساتھ کرشن کو کمینہ کہکر اس کی بھی بڑی توہین کی (دیکھو
سبھا پرب ۳۶)۔

۵۔ شِو سے لڑائی۔ مہابھارت درون پرب ۸۰۔ ۴۲ اور شانتی پرب ۴۳: ۴۳
۲۴-۲۹ میں کرشن شِو کی پرستش کر رہا ہے لیکن شانتی پرب ۳۴۴: ۸۵-۱۰۷
اور ہری بنش ۱۸۳-۱۷ وغیرہ میں شِو اور کرشن کی لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ
دونوں نقیض باتیں ایک ہی مصنف کی تصنیف نہیں ہو سکتی ہیں لہٰذا
پہلی بات کو کسی نے اور دوسری بات کو اور کسی نے مہابھارت میں ڈالدیا
ہے لیکن دونوں باتیں کرشن کی الوہیت کے خلاف پائی جاتی ہیں کیونکہ اگر
کرشن نے شِو کی پرستش کی تو وہ خود پورن برہم یا ایشور نہیں ہو سکتا ہے۔
اگر شِو سے لڑائی کی تو شِو اس کی الوہیت کو نہیں مانتا تھا۔ اس لڑائی کا حال
اس طرح ہے کہ نارائن (یعنے کرشن) نے شِو کا گلا پکڑ کر ایسا دبایا کہ اسی سے اس
کے گلے کا رنگ سیاہ پڑ گیا۔ اہل ہنود کا عام عقیدہ یہ ہے کہ سمندر
کے منتھن کے وقت زہر پینے سے شِو کے گلے کا رنگ نیلا ہوا۔ اب بتاؤ
کونسا بیان صحیح ہے۔ اسی شانتی پرب میں لکھا ہے کہ شِو نے نارائن کو ایسی
شولی ماری کہ اس کے سینہ پر ہمیشہ کے لئے ایک نشان پڑ گیا جس کو
شری تبش کہتے ہیں۔

پورن اوتار یا انش اوتار

زمانہ حال میں اہل ہنود کرشن کو وشنو کا پورن اوتار یعنے کامل اوتار کہتے ہیں چنانچہ بھاگوت اور برہم ویورت پرانوں میں بھی ایسا ہی بیان پایا جاتا ہے مثلاً بھاگوت ۱: ۳: ۲۸ میں لکھا ہے کہ کرشن ہی خود بھگوان ہے ٭

۱۔ لیکن وشنو پران ۵: ۱: ۴۹ میں لکھا ہے کہ کرشن وشنو کا محض انشانش یعنے جزو کا جزو ہے۔ اس بیان کے مطابق کرشن وشنو کا پورن اوتار ہونا تو درکنار وشنو کا انش یعنے جزوی اوتار بھی نہیں ٹھہرتا ہے بلکہ انشانش یعنے جزوی کا بھی جزو ہے ٭

۲۔ مہابھارت شانتی پرب ۲۸۱ : ۴۶ میں کرشن کو وشنو کا آٹھواں حصہ قرار دیا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مہابھارت میں اگرچہ کرشن کی الوہیت ڈال بھی دی گئی تو بھی اس کو یہاں پر کامل الوہیت نصیب نہ ہوئی ٭

۳۔ جس بھاگوت میں کرشن کو خود بھگوان کہا گیا اسی بھاگوت ۱۰: ۳۳: ۲۷ میں یوں لکھا ہے کہ دھرم کو قائم اور ادھرم کو ناش کرنے کی غرض سے بھگوان نے انش اوتار لیا ٭

۴۔ وشنو پران میں لکھا ہے کہ کرشن وشنو کا محض ایک بال ہے مثلاً بھگوان نے اپنا ایک سفید اور ایک سیاہ بال اکھاڑ لیا اور دیوتاؤں سے کہا کہ میرے یہ دونوں بال اوتار لیکر کنش کو ہلاک کرینگے دیکھو وشنو پران ۵: ۱: ۵۹-۶۴۔ ان دونوں بالوں میں سے ایک کرشن کا بھائی بلرام اور دوسرا کرشن خود ہے ٭

مذکورہ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے تو کرشن کو الوہیت ہی نصیب نہیں ہوئی تھی بعدازاں اگرچہ اسکو الوہیت نصیب بھی ہوئی تو بھی الوہیت کا کامل درجہ اس کو نہ ملا وہ وشنو کا محض ایک جزو سمجھا گیا زمانہ حال کے کرشن کے

پرستار اس کو کامل وشنو تصور کرتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے شاستروں سے واقف ہوتے تو ایسا کبھی نہ کرتے۔

رادھا کی الوہیت

جب کرشن ہی کی الوہیت پورے ثبوت تک نہیں پہنچتی تو رادھا کی الوہیت کا کیا ذکر وید تو درکنار وشنو کی فوقیت ظاہر کرنیوالی مشہور پرانوں میں بھی رادھا کا نام و نشان نہیں ملتا۔ چنانچہ شری موری نام رسالے میں وشنو کے عام بیان میں ہم نے اس امر کا ذکر بھی کیا۔ اور ثابت کیا کہ تیرھویں صدی عیسوی کے آخر کی تصنیف بھاگوت میں بھی رادھا کا نام نہیں ہے اور یہ بھی دکھایا کہ برہم ویورت پران جو پندرھویں صدی عیسوی سے پیشتر موجود نہ تھا اسی میں رادھا کی خاص فوقیت پائی جاتی ہے۔ لہذا محض چار یا پانچ صدیاں ہوئیں جب سے کرشن کے ساتھ رادھا جوڑدی گئی اور رادھا کرشن کی لیلا قائم ہوئی جس کا بیان بھی نہایت شرمناک ہے۔

اب ہم کرشن اوتار کا عام قصہ جو اہل ہنود میں مروج ہے مختصر طور پر ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

کنس کا ظلم

متھرا میں اگرسین نام ایک جدو بنسی راجہ تھا وہ نہایت دیندار اور نیک اوصاف تھا۔ اس کی ایک ہی رانی جس کا نام پون رکھا تھا بڑی حسین اور پاکدامن تھی ایک روز اپنے شوہر کی اجازت سے اپنی سکھی سہیلیوں کے ساتھ رتھ پر چڑھ کے ایک جنگل میں کھیلنے کو گئی۔ رانی رتھ پر سے اتر کے جب ادھر ادھر گھومنے لگی تو جنگل میں راہ بھول کر اپنی سہیلیوں سے جدا ہو گئی۔ اتنے میں وہاں اچانک درمیلک نام ایک راکشس آ پہنچا رانی کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس کے دل میں بری خواہش پیدا ہوئی اور جھٹ اگرسین کی صورت

اختیار کر کے رانی پاس آیا اس جنگل میں اپنے شوہر کو دیکھ کر رانی پیش دپیش کرنے لگی مگر راکشس نے دھوکے سے جو اس کے دل میں تھا سو کیا۔ بعد اس کے راکشس اپنی اصلی صورت میں ہو کر رخصت ہؤا۔ تب رانی بہت پچھتائی پر اب کیا بن سکتا تھا۔ خیر اس نے یہ بات اپنے ہی دل میں رکھی اور اپنے گھر واپس آئی دس مہینے کے بعد ایک لڑکا پیدا ہؤا جس کا نام کنس ہؤا۔ یہ کنس پہلے جنم میں کالینمی راکشس تھا۔ کنس چھوٹے پن سے ہی نہایت ظالم نکلا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو پکڑ لاتا اور پہاڑوں کے غاروں میں چھپ کے ان کے گلے گھونٹ کے مار ڈالتا تھا۔ لوگ کہنے لگے دشٹ یہ کنس اگرسین کا نہیں ہے بلکہ پاپی جنم لے آیا ہے جس نے سارے جگت کو ستایا ہے۔ ان باتوں کو سنکر راجہ اگرسین نے اس کو اپنے پاس بلا کر بہت سمجھایا پر کنس اپنی شرارت سے باز نہ آیا۔ کنس جب آٹھ برس کا ہؤا تب مگدھ دیس پر چڑھ گیا وہاں کا راجہ جراسندھ بڑا بہادر تھا۔ اس کے ساتھ کنس نے کشتی لڑی۔ جراسندھ نے کنس کی طاقت دیکھ کے ہار مان کر اپنی دو بیٹیاں اس سے بیاہ دیں۔ اس کے بعد کنس نے جب اور سیانا ہؤا تو اپنے باپ اگرسین کو تخت سے اتار دیا اور آپ تخت نشین ہو کر چاروں طرف ڈھنڈورا پھیرا کہ کوئی جگ۔ دان۔ دھرم تپ اور وشنو کا نام نہ لینے پائے۔ ایسا ادھرم بڑھا کہ گئو برہمن ہری کے بھگت دُکھ پانے لگے۔ کنس نے تمام راجاؤں کا راج چھین لیا اور زمین اس کے ظلم سے بھر گئی ؛

زمین کی نالش اور وشنو کا وعدہ

کنس کا ظلم جب برداشت سے بڑھ گیا تو دھرتری یعنی زمین گئو روپ دھر کے ایک روز میرو کے پہاڑ پر آئی اور وہاں دیوتاؤں کے پاس کنس کے

خلاف نالش کی۔ دیوتا زمین کو ہمراہ لیکر وشنو کے پاس آئے وشنو اس وقت دودھ کے سمندر پر لیٹا ہوا سو رہا تھا۔ دیوتاؤں نے ہاتھ جوڑ کے اس کی بڑی ستائش کی تب اس نے آنکھ کھول کر سبب دریافت کیا۔ دیوتاؤں نے وشنو کے آگے زمین کا تمام دکھ بیان کیا جس کو سُن کر وشنو نے اپنے سر سے ایک سفید اور ایک سیاہ بال اکھاڑ لیا اور دیوتاؤں سے کہا کہ میرے یہ دونوں بال زمین پر اوتار لیوینگے اور کنس جو کالینمی ہے اسکو مار کر اس کے ظلم سے زمین کو رہائی دینگے۔ یہ سنکر سب خوش ہو کے وہاں سے رخصت ہوئے۔

بسودیو اور دیوکی

اسی جدوبنس میں اگر سین کے رشتہ دار سُورسین کا بسودیو نام ایک بیٹا تھا۔ پھر اگر سین کے بھائی دیوک کی ایک بیٹی تھی۔ اب کنس کی اجازت سے بسودیو اور دیوکی کے بیاہ کا انتظام ہوا۔ بلکہ خود کنس نے بیاہ کے وقت کنیادان کی رسم ادا کی اور بے شمار اور بیش قیمت جہیز دیا۔ اور اپنی رتھ پر بٹھا کر دیوکی کو بسودیو کے گھر پہنچانے چلا اتنے میں آکاش بانی ہوئی کہ ارے کنس۔ جسے تو پہنچانے چلا ہے اسی کا آٹھواں لڑکا تیرا دشمن ہوگا جس کے ہاتھ سے تو مارا جائیگا۔ یہ سنتے ہی کنس ڈر کر کانپ اُٹھا اور غصے ہو کر دیوکی کے بال پکڑ کر رتھ سے نیچے کھینچ لایا اور تلوار ہاتھ میں لیکر دانت پیس پیس کر کہنے لگا کہ جب پیڑ کو جڑ ہی سے اکھاڑ لیے اس میں پھل پھول کاہے کو لگے۔ سو اسی کو ماروں اور بے خوف راج کروں یہ سن اور دیکھ کر بسودیو کنس کے آگے ہاتھ جوڑ بنتی کر کہنے لگا کہ مہاراج ایسے بہادر ہو کر ایک عورت پر ہاتھ اٹھانا آپ کے لائق نہیں اور شاستر کے مطابق ناری ہتیا پاپ بھی ہے سو آپ کرپا کر کے دیوکی کی جان رکھشا کیجیئے دیوکی کے جتنے لڑکے

ونگے ہیں انہیں آپ کو لا دونگا۔ اس بات پر کنس راضی ہؤا اور دیوکی کو چھوڑ دیا۔ سودیو نے ایک ایک کر کے دیوکی کے چھ لڑکے کنس کے حوالے کیئے اور کنس نے ن کو مروا ڈالا ؎

رام کی پیدائش

ساتویں مرتبہ جب دیوکی حاملہ ہوئی تو وشنو کے سفید بال نے اس کے حمل میں آکر جنم لیا پر وشنو کی یا سے دیوکی کے حمل سے بچہ روہنی کے حمل میں جو بسودیو کی دوسری بیوی ھی چلا گیا۔ اور یوں روہنی سے پیدا ہو کر کنس کے ہاتھ سے محفوظ رہا۔ اس کے کا نام بلرام یا بلدیو رکھا گیا ؎

شن کی پیدائش

اب دیوکی کے آٹھویں حمل میں کرشن نے جو وشنو کا سیاہ بال تھا آکر جنم لیا۔ کرشن کی پیدائش کے قت اس کے ماں باپ دونوں کنس کے قید خانہ میں سخت زنجیروں سے ندھے ہوئے پڑے تھے اور کنس کے حکم سے اس کے تمام پہریدار اُن کی خبر ری کرتے تھے۔ اب وشنو نے اپنی مایا جوگ نیدرا کو بھیجدیا جس کی تاثیر سے مام پہریدار سو گئے اور بسودیو اور دیوکی کے ہاتھ پاؤں سے تمام زنجیریں کھل گئیں۔ ن جیوں پیدا ہؤا جوگ نیدرا کے بتانے سے بسودیو اسی کو اٹھا کر متھرا سے روانہ برسات کا موسم اور اشٹمی کی تتھی تھی بارش ہو رہی تھی سانپوں کا راجہ شیش ناگ بسودیو کے پیچھے اپنی دُم پر کھڑا ہو گیا اور اپنے ہزار پھن کرشن کے سر پر پھیلا دیئے ہ وہ بھیگ نہ جائے۔ جوگ نیدرا کی تاثیر سے جمنا کا پانی بھی گھٹ گیا۔ سو بسودیو نی پار نکلا اور گوکل میں آپہنچا۔ جوگ نیدرا نے وہاں پر بھی اپنی کرامت دکھائی گوکل تمام لوگ بیہوش سو گئے نند گوپ یعنی گوالا کی بیوی جشودا نیند ہی میں ایک لڑکی اب جوگ نیدرا کے کہنے سے بسودیو کرشن کو جشودا پاس لٹا کر اس کی لڑکی کو لیکے

وہاں سے چلدیا اور متھرا میں واپس آکر اس لڑکی کو دیوکی کے پاس ڈالدیا جوگ نیدرا اب وشنو پاس واپس چلی گئی۔ بسودیو اور دیوکی پھر اپنی بیڑیوں میں پہلے کی طرح بندھے ہوئے پڑے رہے۔ تو پیدا لڑکی کے رونیکی آواز سے پہریدار جاگ اٹھا کنس کو خبر ہوئی۔ لڑکی کو لیکر کنس نے اس کی دونوں ٹانگیں پکڑے جیوں چاہا کہ ایک پتھر پر پٹاپ دے تیوں اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر لڑکی نے ایک آٹھ ہاتھوں والی ہیبت ناک شکل کی دیوی بن کے آسمان کو عروج کیا اور جاتے وقت بولی کہ ارے کنس میرے پٹکنے سے کیا ہوا۔ تیرا دشمن تو جنم لے چکا۔ اب تو جیتا نہ بچیگا۔ اس خبر سے کنس نہایت گھبرایا اور اہل دربار کو بلا کر حکم دیا کہ جہاں کہیں چھوٹے لڑکے ملیں ان کو قتل کرو اور بسودیو اور دیوکی سے کہا کہ میں نے تمہیں بیفایدہ قید رکھا اور دکھ دیا اور تمہارے بچوں کو قتل کیا کیونکہ میرے ہلاک کرنیوالا تو اور ہی کہیں پیدا ہوا ہے سو کنس نے ان کو چھوڑ دیا۔ بسودیو قید سے رہائی پاکر بلرام کو بھی گوکل میں لے آیا اور نند گوپ کے سپرد کیا تاکہ کرشن اور بلرام دونوں بھائی اکٹھے پرورش پاویں ؛

پُتنا کو مارنا

پُتنا نام ایک ڈائن یعنے راکشنی تھی۔ کنس نے اس کو بلا کر کہا کہ جا اور جدو بنشیوں کے جتنے لڑکے ملیں انہیں مار ڈال۔ پُتنا اپنے جی میں کہنے لگی کہ پہلے میں گوپی بن کے گوکل میں جاؤں سو وہ بہت بن ٹھن کے ایک خوبصورت عورت کی صورت میں اپنے دودھ میں زہر لگا کے نند کے ہاں آئی اور جشودا کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے بڑی دوستی لگا کے کرشن کو جشودا کے ہاتھ سے اپنی گود میں لیکر اس کے منہ میں زہر لگا ہوا دودھ ڈالدیا کرشن کو اس کی چالاکی معلوم ہوئی سو اس نے اس کی چھاتی میں ایسے زور سے کاٹ کھایا کہ وہ سخت چیخیں مارتی ہوئی اپنی اصلی صورت میں زمین پر گر پڑی اور یوں وہ ہلاک ہوئی کہتے ہیں کہ اس کی لاش دو کوس

تک پھیلی پڑی تھی۔ جسودا نے جھاڑ پھونک کرنیوالوں کو بلاکر کرشن کے لئے ٹونا ٹوٹکا کروایا ٭

شکٹ اُسر کو مارنا

شکٹ کے معنے چھکڑا یا گاڑی۔ کرشن جب ۲۷ دن کا تھا تو وہ دن کے وقت ایک بھاری چھکڑے کے نیچے سو رہا تھا جس پر دودھ دہی مکھن وغیرہ کی بہت سی ہانڈیاں تھیں۔ کرشن جب بھوکا ہو جاتا تو پاؤں کے انگوٹھے مُنہ میں دے کر رونے اور ہل ہل کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ اس عرصہ میں ایک راکشس اُڑتا ہؤا وہاں آنکلا اور کرشن کو اکیلا پاکر دل میں ٹھانا کہ آج میں اس سے پُتنا کا انتقام لونگا۔ سو وہ شکٹ پر جا بیٹھا اِسی سے اُس کا نام شکٹ اسر ہؤا۔ شکٹ اُسر کو دیکھ کر کرشن نے ایسی لات ماری کہ وہ مر گیا اور چھکڑا چکنا چُور ہو گیا اور تمام ہانڈیاں ٹوٹ پھوٹ کے دودھ دہی وغیرہ بہہ نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام گوپ گوپی حیران ہو گئے ٭

مکھن چوری

جب ذرا بڑا ہؤا تو کرشن نہایت نا فرمان لڑکا نکلا۔ اپنے اور دوسرے کے گھر کی چیزوں کو برباد کرنا۔ چوری کرنا۔ جھوٹ بولنا وغیرہ وغیرہ ہر فن میں ہوشیار ہؤا۔ گوالوں کے لڑکوں کے ساتھ گوپیوں کے گھروں میں گھس جانا چپ چاپ مکھن چرا لینا اور دودھ دہی وغیرہ گرا دینا تو اس کے خلاف روزمرہ کی شکایت تھی پر وہ ایسا چالاک تھا کہ کبھی پکڑا نہ جاتا تھا۔ ایک دن گوپیوں نے اس کو پکڑنے کی صلاح کی اور جان بوجھ کر اس کو گھر میں آنے دیا۔ جونہی دہی اور مکھن چُرا رہا تھا گوپیوں نے اسے جا کے پکڑ لیا اور بولیں کہ

دن دن آتے تھے نس بھور ۔ اب کہاں جاؤ گے مکھن چور۔

سو ایک گوپی اسے پکڑ کر جسودا کے پاس لیچلی پر کرشن ایسا سیانا تھا کہ وہ اسی وقت معجزانہ طور سے اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسی کے لڑکے کا ہاتھ اُسے

پکڑوا دیا۔ گوپی جسودا کے پاس جا کے بولی سندر رانی تم ہماری باتیں یقین نہیں کرتی ہو کہ تمہارا بیٹا روز روز ہمارے گھر سے مکھن ہی چرا کر کھاتا ہے سو آج میں تمہیں دکھانے کیلئے اسے پکڑ لاتی ہوں۔ جسودا بولی ارے تم کس کا لڑکا پکڑ لائیں میرا کانہو کل سے تو گھر سے باہر بھی نہیں نکلا۔ ایسا ہی سچ بولتی ہو؟ جسودا کی بات سنکر گوپی نے جو نظر کی تو دیکھا کہ اپنا ہی لڑکا ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ سو وہ بہت شرما کر چلی گئی ۔

منہ میں خلقت

ایک دن کھیلتے کھیلتے کرشن نے مٹی کھالی۔ ایک لڑکے نے جا کر جسودا پاس یہ بات لگائی۔ جسودا نے کرشن کو بلایا اور پوچھا کیوں رے تو نے مٹی کیوں کھائی؟ کرشن بولا ماں تجھے کس نے کہا ہے؟ وہ بولی اس لڑکے نے۔ کرشن نے اس لڑکے کو جھڑک کر کہا کیوں رے میں نے مٹی کب کھائی ہے؟ وہ لڑکا ڈر کر بولا بھیا میں تیری بات کچھ نہیں جانتا۔ خیر آخر کار جسودا نے کرشن سے کہا کہیں تیری الٹی بات نہیں سنتی جو تو سچا ہے تو اپنا منہ دکھا جو کرشن نے منہ کھولا تو اس میں تین لوک یعنے تمام خلقت نظر آئی۔ اب جسودا اپنے دل میں کہنے لگی کہ میں بڑی مورکھ ہوں جو تین لوک کے ناتھ کو اپنا بیٹا مانتی ہوں ۔

دو درخت گرانا

ایک روز کرشن سو کے اٹھا اور طرح طرح سے نٹ کھٹی کرنے اور جسودا کو دق کرنے لگا۔ جسودا آخر کار دہی مکھن اور روٹی نکال کر اسکو کھلانے کو بیٹھی اتنے میں ایک گوپی نے آ کر کہا کہ تم تو یہاں بیٹھی ہو وہاں چولھے پر سے سب دودھ ابل گیا۔ یہ سنتے ہی جھٹ کرشن کو گود سے اتار کے جسودا دودھ بچانیکو دوڑی۔ ادھر کانہو دودھ دہی وغیرہ کی ہانڈیوں کو توڑ پھوڑ بہت سا مکھن چرا کے گوالوں کے لڑکوں میں جا ملا اور ان کے ساتھ بیٹھ کے کھانے لگا۔ اتنے میں دودھ اتار کے جسودا آئی اور دیکھے

تو آنگن میں دودھ دہی چھاچھ وغیرہ سے کیچڑ ہو رہا ہے ہاتھ میں چھڑی لے کے نکلی اور ڈھونڈتی ڈھونڈتی وہاں آئی جہاں کرشن منڈلی بنائے مکھن کھا رہا تھا ماں نے جو پکڑ لیا تو کرشن پرورد کے کہنے لگا کہ ماں دودھ دہی وغیرہ کس نے لٹکایا میں نہیں جانتا مجھے چھوڑ دے جسودا اسے گھر میں لا کر ایک اوکھلی کے ساتھ باندھنے لگی تب کرشن نے ایسا کیا کہ جس رسی سے وہ باندھے وہی چھوٹی ہو جائے جسودا نے سارے گھر کی رسیاں منگوائیں تو بھی باندھا نہ گیا۔ آخرکار کرشن نے آپ ہی بندھوا لیا۔ نند رانی اپنے کام کو چلی گئی کرشن نے اوکھلی کو گھسیٹتے گھسیٹتے دو درختوں میں جا کر اڑا دیا۔ اور ایک ایسا جھٹکا دیا کہ دونوں درخت جڑ سے اکھڑ پڑے۔ ان درختوں میں سے دو شخص خوبصورت نکلے جو کبیر کے بیٹے تھے اور شراب خوری اور بدچلنی کے باعث نارد کی لعنت سے گوکل میں درخت بنے ہوئے تھے۔ اب کرشن کی کرپا سے ان کی مکتی ہو گئی ایسی ایسی حرکت دیکھ کر تمام گوپ گوکل چھوڑ برندابن میں آ بسے تاکہ وہاں راکشسوں سے دقتیں نہ اٹھانی پڑیں۔ برندابن کے بن میں کرشن اور بلرام نند کی گایوں کو چرانے لگے ۔

بچھڑا اور بگلا دو اسروں کو مارنا

اب کنس نے بچھڑا اسر کو برندابن بھیج دیا اسکو دیکھتے ہی تمام گائے اور بچھڑے ادھر ادھر دوڑنے اور بھاگنے لگے۔ رکھوالوں نے کرشن سے جا کر کہا۔ کرشن نے اسکے پچھلے پاؤں پکڑ کے ایسا ٹپکا کہ اس کی جان نکل گئی ۔

اس کے بعد بک اسر یا بگلا اسر آیا یہ پوتنا کا بھائی تھا۔ بگلا اسر نے کرشن کو اپنی چونچ میں اٹھا کے منہ میں ڈال لیا۔ تمام لوگ اور لڑکے یہ دیکھ کے رونے پیٹنے لگے۔ تب کرشن اس کے منہ میں ایسا بہت ہی گرم ہوا کہ وہ اسے منہ میں رکھ

نہ سکا جوں اس نے اسے اُگلا توں اس نے اس کی چونچ پکڑ کے اور ٹھونٹ پاؤں کے تلے دبا کے اسکو چیر ڈالا اس کے بعد کرشن نے اور بھی کئی اُسر مارے ؂

کالیا دمن

یعنے کالیا نام سانپ کو مغلوب کرنا۔ کہتے ہیں کہ کالیا نام ایک سخت زہریلا کالا سانپ تھا۔ اس کے ہزار پھن تھے اور وہ سانپوں کا راجہ کہلاتا تھا۔ گرڑ نام چڑیا کے ساتھ ہمیشہ سانپوں کی دشمنی رہتی تھی سو کالیا سانپ گرڑ کے کھانے کی چیزیں چرانے جایا کرتا تھا اس سبب سے ایک مرتبہ کالیا اور گرڑ کے درمیان بڑا جنگ ہوا اور کالیا نے شکست کھا کر کالیندی یعنی جمنا میں آکر ایک کنڈ میں پناہ لی بسبب کالیا کی سکونت گاہ ہونے کے اس کنڈ کا نام کالی دہ ہوا۔ گرڑ وہاں اس پر حملہ نہ کر سکا۔ سو وہ اس کنڈ کے کنارے بیٹھے بیٹھے بھوکا ہوا اور آخر کار اس نے کھانے کے لئے ایک مچھلی پکڑ ہی۔ گرڑ وشنو کا بڑا بھگت تھا پر کھانے پینے میں بہت پرہیز نہیں کرتا تھا چنانچہ اس نے ایک مرتبہ ایک گاؤں کے تمام لوگوں کو کھا ڈالا تھا۔ آخر کار جب اس سے بھی بھوک نہ مٹی تو ایک ہاتھی اور ایک کچھو کو بھی تناول کیا تھا۔ سو کالی دہ سے ایک مچھلی کا پکڑ لینا کونسی بڑی بات تھی؟ لیکن وہاں پر سوبھری نام ایک رشی تھا اس کو گرڑ کی یہ حرکت اچھی معلوم نہ ہوئی سو اس نے لعنت کی کہ آج سے تیرے لئے اس کنڈ کا پانی زہر بن جائیگا اور اگر تو اس پانی کو چھوئیگا تو فوراً مر جائیگا۔ گرڑ بیچارہ تو وہاں سے اُڑ کر اور کہیں چلا گیا پر رشی کی لعنت سے کالی کا پانی جو لعنتی تھا سو لعنتی ہی رہ گیا۔ ادھر کالی دہ میں کالیا ناگ نے ایک بڑی سلطنت قایم کی سو بیشمار کالے سانپوں کے بسنے اور زہر اگلنے سے کالی دہ کا زہریلا پانی اور بھی زہریلا ہو گیا۔ اب کالی دہ کے کنارے پر ایک چراگاہ تھی جہاں کرشن اور بلرام نند گوپ کی گائیوں کو چرانے لیجاتے تھے اور وہاں اور بھی بہت سے گوپوں کے لڑکے

اپنی اپنی گائیوں کے ساتھ اکٹھے ہوتے تھے۔ ایک روز یوں ہوا کہ تمام گایوں اور
ان کے چرواہوں نے سخت پیاسے ہو کر کالی دہ کا پانی پی لیا اور فوراً مر گئے کرشن
کو اس بات سے سخت رنج ہوا اور کالیا ناگ کو مارنے کی غرض سے ایک کدم کے
درخت پر چڑھ گیا اور وہاں سے کود کر کالی دہ کے اندر جا گرا کالیا ناگ اور اس کی
پلٹن نے کرشن کو گھیر لیا اور سخت جنگ شروع ہوا۔ ادھر تمام گوپ اور گوپیاں جمنا
کے کنارے پر آکھڑے ہوئے جسودا تو سخت رونے اور پیٹنے لگی پر کرشن کو سانپوں
سے کچھ ضرر نہ پہنچا کالیا ناگ اپنے ہزار پھن سے اور اس کے ساتھ تمام سانپ کرشن کو
کاٹنے لگے اسکے زہر سے آگ کے شعلے نکلتے تھے پر کرشن کو ذرا بھی تکلیف نہ ہوتی۔
آخر کار کرشن کود کر کالیا کے سر پر چڑھ کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں سے اسکے ہزار پھن کچل
ڈالے اور ان پھنوں پر ناچنے کودنے لگا۔ آخر کار کالیا ناگ کی ناگنیاں آکے کرشن
کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوئیں اور منتیں کرنے لگیں ان کی خاطر کرشن نے کالیا
کی جان بخشدی پر اس کو وہاں سے سمندر میں جلاوطن کیا۔ کہتے ہیں کہ سانپ کے
پھن پر جو نشانات پائے جاتے ہیں وہ کرشن کے پاؤں کے نشان ہیں تمام گائے
اور رکھوالے جی اٹھے۔ بھاگوت میں لکھا ہے کہ جو کوئی اس قصہ کو ہر روز صبح
شام سنتا رہے اس کو سانپوں کا خوف نہیں رہتا ؛

بستر ہرن یعنے گوپیوں کا لباس چرانا۔ اب برندابن کی گوپیوں کے ساتھ کرشن
جی کی لیلا شروع ہوتی ہے اس کا بیان کرنا نہایت ہی شرمناک
ہے۔ لیکن اس کے بغیر ہم اہل ہنود کے دیوچرتر کی سچی کیفیت بھی نہیں لکھ سکتے ہیں
ہم جانتے ہیں کہ دیوتا کوئی شئے نہیں اور ان کی لیلا بھی محض ان کے موجدوں
کی من گھڑت باتیں ہیں۔ پر ان لیلاؤں کی نسبت غور کرنیسے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ ان دیوتاؤں کے موجدوں نے دھرم کے نام سے کس قدر گندی

باتوں کو پھیلا دیا اور اپنی قوم کو کس قدر پلید کیا ہے حقیقتاً ان دیوتاؤں کی لیلا انکی اپنی ہی لیلا ہے۔ اپنے دل کی گندی خواہشوں کو پوری کرنے کے لئے انہوں نے اپنے دیوتاؤں کو بھی گندی شہوت میں ڈالدیا ہے۔ زمانہ حال کے مختلف سمپرداؤں کی حرکات سے اس امر کا پورا ثبوت ملتا ہے ؛

ایک روز برندابن کی نوجوان گوپیاں نہانے کو گئیں اور اپنے اپنے کپڑے اتار جمنا کے کنارے رکھ کر پانی میں گھسیں وہ آپس میں کھیلنے اور میٹھی میٹھی آواز سے گانے لگیں اس وقت کرشن ایک بڑے کے درخت کے سایہ میں بیٹھ کر نند کی گائیں چرا رہا تھا۔ اتفاقاً عورتوں کے گانے کی آواز سننے سے معلوم کیا کہ اب وہ جمنا میں نہا رہی کھیل رہی ہیں۔ سو چپ چاپ چلا آیا اور چھپ کر ان عورتوں کو دیکھنے لگا۔ آخر کار دیکھتے دیکھتے جو اس کے دل میں آیا تو ان کے تمام کپڑے چرا کر ایک کدم کے درخت پر چڑھ بیٹھا اور ایک گٹھڑی باندھ کر آگے دھر لی۔ جب نہانے کے بعد پہننے کے لئے گوپیوں نے کپڑے ڈھونڈے تو ایک بھی نہ ملا۔ تب وہ گھبرا کر آپس میں کہنے لگیں کہ ابھی تو یہاں ایک چڑیا بھی نہیں آئی کپڑے کس نے چرا لئے ؟ اتنے میں جو ایک گوپی کی نظر کدم کے درخت پر پڑی تو کیا دیکھتی ہے کہ کرشن مہاراج ان کے تمام کپڑے لئے گٹھڑی بنائے کدم کے درخت پر چھپے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کرشن کو دیکھ کر تمام عورتیں شرما کر پھر پانی میں جا چھپیں اور نیچے سر جھکا کے کہنے لگیں کہ ہے دین دیال دکھ ہرن پیارے، ہمارے کپڑے دیجئے کرشن بولا کہ ایسے تو نہ دونگا پر جو تم ایک ایک کر کے باہر نکل آؤ گی تو کپڑے پاؤ گی۔ گوپیاں غصے میں آکر بولیں کہ یہ تم بھلی باتیں سیکھے ہو جو ہم سے کہتے ہو کہ اس حالت میں باہر آؤ۔ اگر ہم اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو جا کے یہ بات کہہ دیں تو وہ تمہاری خوب خبر لینگے اس بات سے کرشن کہنے

لگا کپڑے تب ہی پاؤ گی جب ان کو بھی لیکر آؤ گی نہیں تو نہیں۔ اب گوپیاں اور بھی پریشانی میں پھنسیں کیونکہ اس حالت میں وہ کب اپنے لوگوں کو بلانے جا سکتی تھیں۔ سو بہت بنتی کر کے انہوں نے پھر اس سے کپڑے مانگے کرشن بولا کہ لاج اور کپٹ تج کے آؤ اور اپنے کپڑے لو۔ اب عورتیں لاچار ہو دونوں ہاتھ سامنے رکھ پانی سے باہر نکل آئیں اور زمین کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو گئیں۔ تب کرشن ہنسکر بولنے لگا کہ یوں نہ ہوگا۔ اب تم ہاتھ جوڑ جوڑ کے آگے آؤ تو میں تمہیں کپڑے دونگا۔ گوپیوں نے جب دیکھا کہ اب ان کا بس نہیں چلتا تو آخر کار اسی طریق سے ان کو کپڑے حاصل کرنے پڑے۔ اب کرشن درخت پر سے اتر مسکرا کر کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں اس بات کا کچھ برا نہ مانو کیونکہ یہ میں نے تمہاری نصیحت کے لئے کیا اس لئے کہ پانی کا دیوتا ورن ہے۔ جو کوئی اس طرح بے ستر ہو کر پانی میں نہانے کو جاتی ہے اس کی صحبت اس سے ہوتی ہے۔ پس تم آگے کو کبھی ایسا نہ کرنا بلکہ کارتک کے مہینے میں میرے پاس آؤ اور راس لیلا کرو۔ (راس لیلا کا بیان آگے ہوگا) +

گوبردھن دھارن

برندابن کے گوپ لوگ اندر دیوتا کی پوجا کیا کرتے تھے یہ سمجھ کر کہ اندر دیوتا بارش برساتا ہے اور جس سے ان کی اور ان کی گائیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ مگر کرشن نے ان کو کہا کہ گوبردھن پہاڑ ان کی پرورش کا باعث ہے جس کی نباتات سے گائیوں کو خوراک حاصل ہوتی ہے پس اندر کی پوجا چھوڑ کر گوبردھن پہاڑ ہی کی پوجا کرو۔ کرشن کے کہنے سے گوپ لوگ گوبردھن کی پوجا کرنے لگے اندر نے اس بات سے ناراض ہو کر برندابن کے گوپ اور ان کی گائیوں کو ہلاک کرنے کے لئے بارش کو حکم دیا۔ چنانچہ سخت بارش شروع ہوئی۔ کرشن نے اس وقت گوبردھن پہاڑ کو ایک انگلی پر اٹھا لیا اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ

اپنی گایوں سمیت اس پہاڑ کے نیچے آکر پناہ لو چنانچہ سبھوں نے اس پر عمل کیا اور بارش کی آفت سے بچ گئے۔ اندر نے آخر کار شکست کھا کر بارش کو بند کر دیا +

راس لیلا

بندابن کے ایک طرف ایک نہایت خوشنما جنگل تھا جہاں جگہ بجگہ بیلوں سے گھرے ہوئے درختوں کے جھنڈ موجود تھے جنہیں کنج کہتے تھے۔ اکثر ان ہی کنجوں میں کرشن یا کنہیا جی کی لیلا بندابن کی گوپیوں کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ کرشن بانسلی بجانے میں نہایت ماہر تھا اسی کی بانسلی کو موہن بنسی یعنے موہ لینے والی بانسلی کہتے ہیں۔ بانسلی کی آواز جب گوپیوں کے کان میں پہنچتی تھی تو ان سے گھر میں رہا نہ جاتا تھا۔ وہ اپنے سے بے بس ہو کے ہر طرح کی شرم بھرم چھوڑ کے کرشن کے پاس بھاگی آتی تھیں۔ اس لئے وہ گوپیوں کا منچورا یعنے دل کا چرانے والا کہلاتا تھا۔ گوپیوں کے بستر ہران کے موقعہ پر کرشن نے ان سے کہا تھا کہ کاتک کے مہینے میں آنا اور میرے ساتھ راس لیلا کرنا سو ایک مرتبہ کاتک کے مہینے میں پورن ماسی یعنی پورے چاند کی رات کو کرشن نے کنج بن میں آکر اپنی بانسلی بجائی۔ بانسلی کی آواز سنتی ہی تمام نوجوان گوپیاں ناپاک خواہش سے بھری ہوئی اپنے اپنے شوہر اور گھر کے کام چھوڑ چھاڑ کے الٹا پلٹا سنگار کر کرشن سے ملنے کے لئے دوڑیں وہ جب وہاں پہنچیں تو کرشن مسکرا کے بولا کہو رات کے سمے۔ بھوت۔ پریت کا ڈر۔ جنگلی راستہ طے کر کے الٹا پلٹا سنگار کی ہوئی اپنے گھر بار چھوڑ اس مہابن میں تم کیسی آئیں + استری کو کہا ہے کہ کور۔ کپٹی۔ کروپ۔ کوڑھی۔ کانا۔ اندھا۔ لولا۔ لنگڑا کیسا ہی پتی ہو اس کی سیوا کرنی چاہئے اسی میں اس کی بھلائی ہے اور جگت میں بڑائی ہے۔ کلونتی کا دھرم ہے کہ پتی کو چھن بھر نہ چھوڑے اور جو استری اپنے پتی کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس جاتی ہے وہ جنم جنم نرک باس پاتی ہے سو اب گھر جا کے اور من

لگا کے پتی کی سیوا کرو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ کرشن کی یہ بات سُن کر گوپیاں
رونے اور کہنے لگیں کہ تم بڑے ٹھگ ہو پہلے بانسری بجائی اچانک ہمارا گیان دھیان
من۔ دھن ہر لیا۔ اب نرٹے ہو گئے کپٹ کر کٹھور بچن کہہ پران لیا چاہتے ہو اتنی
بات سنتے ہی کرشن نے مسکرا کے سب گوپیوں کو اپنے پاس بلا کر کہا۔ جو تم
چاہتی ہو من رنگ ٭ دکھیلو راس ہمارے سنگ ٭ سو گوپیاں خوش ہو گئیں اور
راس لیلا شروع ہوئی۔ کرشن کے حکم سے اس کی مایا نے جمنا کے کنارے پر
ایک سونے کا بڑا گول چبوترا بنایا۔ قسم قسم کے جواہرات اور پھول پتی بیل بوٹوں
سے آراستہ کیا۔ چاروں طرف چاندنی پھیل رہی تھی۔ سامنے جمنا کے پانی پر
سے میٹھی میٹھی ہوا آ رہی تھی اور آس پاس کے ہرے بھرے جنگل اجیالی رات میں
بہت خوشنما معلوم ہوتے تھے۔ اب گوپیوں کو لیکر گوبند جی وہاں پر راس لیلا کرنے کو
آئے۔ گوپیاں ہر طرح کے پس و پیش چھوڑ کر کرشن کے ساتھ مل کے بجانے گانے
اور ناچنے لگیں اور کرشن جی کو اپنا پتی ماننے لگیں۔ اتنے میں کرشن ان کا پیار آزمانے
کے لئے معجزانہ طور پر ان کے بیچ میں سے غائب ہو گیا۔ اب کرشن کی جدائی سے
گوپیاں رو رو کے تمام جنگلوں میں اسے ڈھونڈنے لگیں ہر بیل بوٹے۔ درخت۔
پتھر چرند پرند سے کرشن کی بات پوچھنے لگیں۔ جب کہیں کرشن نہ ملا تو جمنا
کے کنارے اسی راس کی جگہ پر لوٹ آئیں اور سب کی سب کرشن کے لئے مرنے پر
تیار ہوئیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر کرشن واپس آیا اور پھر راس لیلا شروع کی اور ہر
ایک گوپی کی خواہش کے مطابق جتنی گوپیاں تھیں کرشن نے اپنی مایا سے اپنے
کو اتنے ہی کرشن بنایا اور ہر گوپی کے ساتھ ایک ایک کرشن ناچنے اور کھیلنے
لگا۔ بیچ بیچ میں گوپیوں کو لیکر کرشن جمنا کے پانی میں گھس کے جل کیلی کرتا رہا۔
تمام دیوتا معہ اپنی دیویوں کے آسمان پر بیٹھ کے راس لیلا دیکھنے لگے دیویاں

دل میں کہنے لگیں کہ کاشکہ ہم بھی برندابن میں جنم لیکے گوپیاں بنتیں تو کرشن کیساتھ راس لیلا کا آنند پاتیں راس لیلا دیکھتے دیکھتے چاند بھی اپنی چال بھول کر ٹھہر گیا یوں چھ مہینے تک وہ ایک ہی رات نہ بیتنے پائی۔ آخرکار چار گھڑی رات رہتے کرشن نے گوپیوں کو رخصت کیا جو نہایت اداس ہو کر اپنے وطن کو واپس آئیں۔ ان کے گھر والوں میں سے کسی نے نہ جانا کہ وہ وہاں نہیں تھیں کیونکہ کرشن کی مایا سے وہ سمجھتے تھے کہ ان کی بیویاں ان کے پاس ہی ہیں۔ آفرین ٭

کرشن اور رادھا

رادھا کی نسبت پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ وہ کہاں تک نو ایجاد ہے۔ رادھا برش بانو کی بیٹی تھی اور جشودا کے بھائی آیان گوپ سے بیاہی گئی تھی۔ سورشتہ میں رادھا کرشن کی نامی تھی لیکن کرشن ساری گوپیوں میں رادھا کو سب سے زیادہ پیار کرتا تھا۔ اس لئے رادھا کا ایک نام پیاری پڑ گیا تھا۔ رادھا کو رادھیکا، رائی کشوری، سری متی وغیرہ بھی کہتے ہیں۔ رادھا کے ساتھ رمن یا لیلا کرنیکے سبب سے کرشن کو رادھا رمن رادھا بلبھ، رادھا کانت وغیرہ مختلف لقب ملے ہیں رادھا اور کرشن کے بارے میں وشنو شاعروں نے بیشمار گیت یعنے شعر لکھے ہیں رادھا کی نو خاص سکھی یعنی سہیلیاں تھیں محبت جب گہری ہوتی ہے تو کبھی کبھی آپس میں ناراضگی بھی ہوتی ہے سو کبھی کبھی اگر کرشن کنج میں آنے میں دیر کرتا تھا تو رادھا اس پر ناراض ہو کر منہ پھلا لیتی تھی اسکو راضی کرنے کے لئے کرشن اس کی بڑی منت سماجت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاؤں کو بھی اپنے سینے پر اٹھا لیتا تھا ٭

کرشن کالی

جٹیلا اور کٹیلا نامی رادھا کی دو نندیں تھیں ان کو معلوم ہوا کہ کرشن کو ملنے کے لئے رادھا ہر روز کنج بن میں جایا کرتی ہے سو ایک روز رادھا جب گھر سے نکل گئی تو دونوں بہنوں نے آیان کو جا کے خبر دی کنج بن

میں کرشن اور رادھا کی لیلا ہو رہی تھی۔ اتنے میں رادھا نے جیوں نظر کی تو کیا دیکھتی ہے کہ آیان اس کو قتل کرنے کے لئے آ رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس کے ہوش اڑ گئے اور کرشن کے قدموں پر گر کے بولی کہ اب تو مجھے بچا لے کرشن بولا کہ تو مت ڈر یہ کہتے ہی وہ فوراً کالی بن گیا تب رادھا کنج بن کے پھولوں سے جنہیں کرشن کو اپنے پیار کا تحفہ دینے کے لئے اٹھا لائی تھی اب اس نئی کالی مائی کی پوجا کرنے لگی آیان جب وہاں پہنچا تو رادھا کو کالی مائی کی پوجا کرتے دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور اپنے گھر میں واپس آ کر رادھا پر جھوٹے الزام لگانے کے سبب سے اپنی بہنوں پر سخت غصہ ہوا۔ ادھر آیان کے رخصت ہوتے ہی کالی مائی پھر کرشن بن گئی اور پھر کرشن اور رادھا کی لیلا شروع ہو گئی۔

کرشن لیلا کی روحانی تشریح

بعض وشنو کرشن اور رادھا کی روحانی تشریح کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں کرشن رادھا اور گوپیاں تواریخی اشخاص نہ تھے ان کی شخصیت بطور چند روحانی باتوں کی علامت کے تصور کی گئی۔ ان کے خیال کے مطابق کرشن سے پرم آتما اور رادھا سے جیو آتما مراد ہے۔ نو سہیلیوں سے نو قسم کی چیت برتی یعنی دلی حالت مراد ہیں۔ کرشن کی بانسلی الہام یا الٰہی بلاہٹ۔ آیان گوپ سے دنیا یا گناہ مراد ہے۔ جیو آتما کی پہلی شادی آیان گوپ یعنے دنیا سے ہوئی جس طرح سے رادھا آیان گوپ کو چھوڑ کر کرشن سے جا ملی اسی طرح جیو آتما کو دنیا کو ترک کر کے پرم آتما سے جا ملنا چاہئے۔ کرشن نے گوپیوں کے کپڑے چرا لئے اور ان کو اپنے سامنے ننگی کھڑی کر لی تھیں۔ کہتے ہیں کہ پرم آتما کے آگے تمام خلقت لاچار اور ننگی ہے رادھا کرشن کے وصل کو مہا بھاؤ کہتے ہیں جس کو آتما اور پرم آتما کا آخری وصل سمجھنا

چاہیئے وغیرہ وغیرہ اسی طرح کرشن اور اس کی لیلا محض ایک روحانی علامت یا تمثیل قرار دی گئی ہے اس کی نسبت ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ

۱- اگر کرشن رادھا وغیرہ حقیقی اشخاص نہیں تھے تو جن کتابوں میں ان کا قصہ پایا جاتا ہے ان کو محض خیالی تصانیف قرار دینا چاہیئے بیشمار ہندو جو ان کتابوں پر اعتقاد رکھتے ہیں ان کو سمجھا دیجئے کہ تمہارے اعتقاد کی کوئی تواریخی بنیاد نہیں ہے تم محض چند پورانک مصنفوں کی خیالی باتوں کی پیروی کر رہے ہو:

۲- برندابن وغیرہ تیرتھوں کو توڑ دیجئے کیونکہ نہ کرشن نامی کوئی شخص تھا اور نہ اس شخص نے ان جگہوں میں کوئی لیلا ہی کھائی:

۳- اوتار کی تعلیم کو ترک کر دیجئے کیونکہ کرشن کا معاملہ اگر محض ایک علامت یا تمثیل ہے اور محض ایک مجازی بات ہے تو اوتار کیوں مانتے ہیں۔ اوتار تو مجازی نہیں ہوتا ہے۔ اوتار ایک حقیقی تواریخی واقعہ ہے:

۴- عام ہندو کرشن کی لیلا کو مجازی نہیں مانتے ہیں ان کے خیال میں کرشن۔ رادھا۔ گوپیاں۔ برندابن۔ جمنا وغیرہ تمام حقیقی ہیں سو اگر وہ ان باتوں کو حقیقی مانتے ہیں تو زناکاری یا ناروا محبت کو اپنے مذہب کی بنیاد قرار دینے سے ان کی روحانی حالت نہایت پلید ہو گئی:

۵- اگر ان باتوں کو محض مجازی بھی مانیں تو بھی زناکاری کو روحانی باتوں کی علامت تصور کرنا ایک طرح کی روحانی زناکاری ہے۔ خدا پاک ہے پاک خدا کے لئے پاک علامت ہونی چاہیئے۔ ایک ناپاک علامت کو وہ کس طرح منظور کر سکتا ہے۔ سو رادھا کرشن کی کیسی ہی روحانی تشریح کیوں نہ کرو اس کو اخلاق کے قانون کے مطابق کسی طرح سدھار نہیں سکتے:

ارشٹ کو مارنا

بلی نام اُسر کا ارشٹ نامی ایک بیٹا تھا کنس نے کرشن کو مارنے کے لئے ارشٹ کو برندابن میں بھیجدیا ایک روز کرشن گوپیوں کیساتھ لیلا میں مشغول تھا اتنے میں ارشٹ اُسر ایک بڑے ڈراؤنے سانڈ کی صورت میں وہاں آپہنچا۔ سانڈ کو دیکھتے ہی تمام گوپیاں ڈرگئیں اور کرشن سے ہائی مانگی کرشن فوراً کھیل تماشہ چھوڑ کر نکل آیا۔ سانڈ نے اس پر حملہ کیا۔ کرشن نے اس کے سینگ پکڑ لئے اور اس کا ایک سینگ توڑ کر اس سے اس کو ایسا مارا کہ وہ مرگیا۔

کیشی کو مارنا

کنس راجہ کا کیشی نام ایک پہلوان اُسر تھا کنس نے کرشن کو مارنے کیلئے اس کو بھی برندابن میں بھیجدیا کیشی اُسر ایک نہایت زور آور گھوڑے کی صورت میں جمنا کے کنارے پھرنے لگا اور کرشن پر حملہ کرنے کا موقعہ ڈھونڈتا رہا۔ گوپیوں نے جاکر کرشن کو اس ظالم گھوڑے کی خبر دی کرشن اس کے مقابلہ کے لئے نکل آیا۔ گھوڑے نے کرشن کو نگلنے کے لئے جیوں اپنا منہ کھولا کرشن نے تیوں ہی اپنا ہاتھ اس کے منہ میں گھسا دیا اور اس کے گلے کا سوراخ ایسا دبا کے بند کیا کہ دم گھٹ کر وہ مرگیا۔ کیشی کو مارنے کے سبب کرشن کا ایک نام کیشی سودن ہوا بعض کہتے ہیں کہ اس لئے اس کا ایک نام کیشب بھی ہوا۔

اکرور سرار

بلرام نے بھی کنس کے ایک دو اُسروں کو ہلاک کیا اب کنس نے جب دیکھا کہ اس کے کئی اُسر یوں ہی مارے گئے تو اس نے چاہا کہ کسی طرح کرشن کو متھرا میں بلاکر اس کو قتل کرے اس غرض سے اس نے متھرا میں ایک پہلوانی کھیل کا انتظام کیا اور کرشن کو لینے کے لئے اکرور بھیجدیا۔ اکرور ایک دیندار شخص تھا اور کرشن کو

اپنا دیوتا سمجھتا تھا۔ سو گوکل میں آکر اس نے کرشن کے آگے مٹھائی ٹیکا اور اس کو کنس کا پیغام سنایا۔ کرشن نے کہا کہ میں تین دن کے اندر کنس کو مار ڈالونگا۔ سو وہ بلرام کو ساتھ لیکر اکرور کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اس قصہ کو اکرور ہرن کہتے ہیں اس لئے کہ اکرور برج دھام یعنے گوکل سے کرشن اور بلرام کو ہر لے گیا۔ برندابن کی تمام گوپیاں کرشن کی جدائی سے سخت غمگین ہوئیں اور کہنے لگیں کہ متھرا کی خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر کرشن ہم کو بھول جائیگا اور پھر کبھی ہمارے پاس واپس نہ آئیگا۔

کنس کے دھوبی کو مارنا

متھرا بادشاہی شہر تھا اور وہاں کے لوگ تہذیب یافتہ تھے۔ کرشن اور بلرام جب متھرا میں پہنچے تو وہ وہاں نہایت گنوار معلوم دینے لگے۔ سو وہ چاہتے تھے کہ کہیں سے ان کو کچھ اچھے کپڑے ہاتھ لگ جائیں تاکہ پہن کے کنس کی سبھا میں جا سکیں۔ چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ ایک دھوبی کپڑوں میں کلف چڑھا رہا ہے۔ سو اس دھوبی سے کچھ کپڑے مانگے۔ دھوبی بولا میں کنس مہاراج کا دھوبی ہوں میں کیونکر تمہیں ان کپڑوں میں سے دے سکتا ہوں؟ یوں دھوبی نے جو کپڑے دینے سے انکار کیا تو کرشن نے اس کو مار ڈالا اور کنس کے کپڑے چرا کر دونوں بھائی وہاں سے بھاگ گئے۔

کُبجا کو چنگا کرنا

ایک پھول والے کی دوکان سے کچھ پھول مانگ کر انہوں نے پہن لئے۔ پھر کچھ دور جانے ہی ایک نوجوان کُبجا یعنے کُبڑی عورت ملی جو بہت خوشبودار عطر لے کر کنس کے محل کی طرف جا رہی تھی۔ کرشن نے اس عورت سے کچھ عطر مانگ لیا اور اس کے عوض میں

اس کو اپنے سامنے کھڑی کر کے اس کے دونوں پاؤں پر اپنے دونوں پاؤں رکھ کے کھڑا ہوا اور اس کا سر پکڑ کر ایسا ایک جھٹکا مارا کہ فوراً وہ کبڑی سیدھی ہو گئی اور نہایت خوبصورت معلوم ہونے لگی اس کبڑی کو کنس کے مارے جانے کے بعد کرشن نے اپنی بی بی بنا لیا تھا۔

کنس کا مارا جانا

اب کنس کی سبھا فراہم ہوئی۔ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے سبھا کے دروازے پر کنس نے ایک ہاتھی کو اس غرض سے رکھا کہ کرشن کو وہاں آتے ہی پامال کر ڈالے لیکن نتیجہ اسکے برعکس ہوا۔ کرشن نے ہاتھی کی دُم پکڑ کے اسکو ایسا جھٹکا دیا کہ ہاتھی چکر کھاتا ہوا زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ اب کرشن اور بلرام سبھا میں داخل ہوئے۔ کنس کے چانور اور مشتک نامی دو مشہور اسُر پہلوان تھے جن کو اس نے کرشن اور بلرام کو مارنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اب سبھا میں چانور کے ساتھ کرشن کی اور مشتک کیساتھ بلرام کی کشتی شروع ہوئی اور دونوں بھائیوں نے دونوں پہلوانوں کو مار ڈالا۔ یہ دیکھکر کنس چلایا کہ ان دونوں لڑکوں کو باہر نکالدو کنس کا اتنا کہنا ہی تھا کہ کرشن نے تخت کے پاس آ کر اس کے بال پکڑ لئے اور اس کو گھسیٹ کے نیچے گرا کر ایسا دبایا کہ اس کا دم نکل گیا۔ دیوتوں نے مارے خوشی کے آسمان پر سے پھول برسائے۔ کنس کو مار کے کرشن نے اپنے اصلی ماں باپ بسودیو اور دیوکی کو پیار سے گلے لگا لیا اور اگرسین کو دوبارہ تخت نشین کیا۔

گرو دکشنا

جیسا بیان ہوا کرشن اور بلرام اب تک نہایت گنوار تھے۔ نند کی گائے چرانے کے سوا انہوں نے چھتریوں کا علم کچھ نہ سیکھا تھا سو وہ اونتی نگر میں جا کر ساندیپنی نامی ایک رشی کے چیلے بنے اور چونسٹھ دن کے

اندر تمام جنگی علم سیکھ لیا جب علم سیکھ چکے تو انہوں نے گرو سے پوچھا کہ آپ کا دکشنا ہم کیا دیں۔ گرو نے کہا کہ پربھاس کے قریب سمندر میں میرا بیٹا ڈوب مرا ہے تم اس کو لادو۔ دونوں بھائی تیر و دھنش لیکر سمندر سے ڈھنگو نکلے وہاں پہنچکر ان کو خبر ہوئی کہ وہ لڑکا مرا نہیں بلکہ پنچ جن نام ایک اسر جو ایک سنکھ کی صورت میں رہتا ہے اسکو چرا لے گیا اور سمندر کی تہ میں اپنے پاس رکھا ہے یہ بات سنکر کرشن نے سمندر میں غوطہ لگایا اور پنچ جن کو مار کے لڑکے کو نکال لایا اور ساتھ ہی اس اسر کی ہڈی یعنے اس سنکھ کو بھی اٹھا لایا گرو کو اس کا بیٹا دیا اور آپ پنچ جن سنکھ کو لیا ؛

دوارکا کو بنانا

مگدھ کا راجہ جراسندھ کنس کا سسر تھا۔ جراسندھ کو کنس کے مارے جانیکی خبر ملی تو اس نے چودہ لاکھ سوار اور پچیس لاکھ پیادے لیکر متھرا پر حملہ کیا پر کرشن اور بلرام نے ان سب کو شکست دی۔ اسی طرح جراسندھ اٹھارہ دفعہ متھرا پر چڑھا پر ہر دفعہ شکست کھاتا رہا جراسندھ کے بعد کال یون نام ملیچھوں کا بادشاہ بھی بیشمار ملیچھ فوج لیکر متھرا پر حملہ کرنیکو نکلا کرشن نے جدو بنسیوں کو زیادہ محفوظ کرنیکے لئے سمندر سے تھوڑی سی زمین مانگ لی اور وہاں دوارکا نامی ایک نہایت مضبوط قلعہ دار شہر بنایا اور تمام جدو بنسیوں کو وہاں بسایا اور اگر سین جی کو دوارکا کا راجہ قرار دیا پر حقیقتاً کرشن خود ہی راج کرتا رہا ؛

کال یون کا ہلاک ہونا

کال یون نے متھرا کا محاصرہ کیا پر وہاں کے لوگ تو پیشتر ہی دوارکا میں بھاگ گئے تھے۔ خیر کال یون کو ہلاک کرنے کے لئے کرشن نے یہ ترکیب کی کہ وہ بغیر ہتھیار پہنے اس کے آگے ظاہر ہوا اور پھر بھاگا۔ کال یون اس کا پیچھا کرتا ہوا ایک

غار میں جا گھسا وہاں پر موچوکند نامے ایک رشی سو رہا تھا موچوکند نے دیوتوں سے یہہ بر حاصل کیا تھا کہ وہ جب تک چاہے سوتا رہے۔ پر جو کوئی اس کو جگا دے سو بھسم ہو جائیگا۔ اب کال یون موچوکند کو کرشن سمجھ کے جیوں اسے ایک لات ماری تیوں ہی وہ جاگ اٹھا اور اس سبب سے کال یون بھسم ہو گیا۔

رکمینی ہرن

بدربھ کے راجہ بھیشمک کی رکمینی نام ایک نہایت حسین لڑکی تھی۔ کرشن اس کی خوبصورتی کی خبر سنکر اس پر عاشق ہو گیا رکمینی بھی اگرچہ اس نے کرشن کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا تو بھی اپنے دل میں اسے پیار کرنے لگی۔ لیکن رکمینی کے رکمن وغیرہ پانچ بھائی تھے جو کرشن سے سخت نفرت رکھتے تھے انہوں نے چیدی کے راجہ داموں گھوش کے بیٹے ششوپال کے ساتھ اپنی بہن رکمینی کی منگنی کردی۔ رکمینی نے اب لاچار ہو کے چپکے سے ایک شخص کے ہاتھ کرشن کو اس بات کی خبر بھیجدی۔ جس رات ششوپال سے رکمینی کی شادی ہونے والی تھی عین اسی رات کرشن رکمینی کو اڑا لے چلا۔ جراسندھ وغیرہ راجوں نے جو شادی میں آئے تھے کرشن کا مقابلہ کیا پر کرشن نے ان سب کو شکست دی۔ رکمینی کا بھائی رکمن بھی کرشن سے لڑنے کو آیا۔ کرشن نے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن رکمینی کے کہنے سے باز رہا ہندوؤں میں آٹھ قسم کے بیاہ روا ہیں جن میں سے ایک کو راکشس بیاہ کہتے ہیں۔ خاصکر چھتریوں کے لئے اس قسم کا بیاہ جائز رکھا گیا جس میں لڑکی جبراً اس کے والدین کے گھر سے اڑا لی جاتی ہے۔ پس اس راکشس طریقہ سے رکمینی کے ساتھ کرشن کی شادی ہوئی رکمینی کو وشنو لوگ لکشمن کا اوتار کہتے ہیں۔

رکمینی سے کرشن کا پردمن نامے ایک مشہور بیٹا پیدا ہوا۔ کرشن نے ششوپال کو ایک دوسرے موقع پر مار ڈالا تھا اور ایک موقعہ پر بلرام نے رکمینی کے بھائی رکمن کو

قتل کیا تھا۔ رکمینی کے علاوہ کرشن نے اور بھی بیبیاں کیں جن میں سے سات مشہور تھیں۔ یعنے کالندی۔ متّرابرندا۔ نگن جیتی۔ جنبو وتی۔ روہنی۔ مادری اور ستیا بھامہ۔ ان کے علاوہ اس نے اور بھی سولہ ہزار بیبیاں کیں اب برندابن کی گوپیوں کو تو بالکل بھول گیا۔

نرک اُسر کو مارنا اور پاریجات کا فساد

نرک نامے ایک اُسر نے بڑا ستم مچا رکھا تھا یہاں تک کہ دیوتاؤں کی بیٹیوں کو بھی اڑا لے جاتا تھا اور ایک مرتبہ سرگ کے راجہ اندر کی ماں ادیتی کے کان کی بالیاں بھی چرا لے گیا تھا۔ سو اندر دیوتا آخرکار اپنے ایراوت ہاتھی پر سوار ہو کر دوارکا میں آیا اور کرشن کی مدد مانگی۔ کرشن نے فوراً حکم دیا اور گرڑ موجود ہو گیا۔ اپنی پیاری بی بی ستیا بھامہ کو ساتھ لیکر گرڑ پر سوار ہو کے کرشن روانہ ہوا۔ نرک اور اس کی فوج کو ہلاک کیا۔ وہاں سے آتے وقت سرگ میں اتر کر ادیتی کو اس کی بالیاں دیں اندر نے کرشن اور ستیا بھامہ کی بڑی خاطرداری سے مہمان نوازی کی۔ اب کرشن اور ستیا بھامہ اندر کے نندن نام باغ میں سیر کرنے کو گئے۔ وہاں پاریجات نامے ایک درخت تھا جس کا پھول نہایت خوشنما اور خوشبودار تھا۔ چھال سونے کی تھی اور میوہ جو مانگو وہی اس درخت سے مل سکتا تھا اس آسمانی درخت کو دیکھ کر ستیا بھامہ کے دل میں بڑا لالچ پیدا ہوا اور اس نے کرشن سے کہا کہ اس درخت کو میرے لئے دوارکا میں لے چلو۔ میں اس کو اپنے باغ میں لگاؤنگی اور اس کے پھول اپنے بالوں میں پہنوں گی۔ کرشن نے ستیا بھامہ کی دلجوئی کے لئے فوراً اس درخت کو اکھاڑ کے گرڑ پر دھر دیا۔ باغ کے مالیوں نے کرشن کو پاریجات چراتے دیکھ کر جلد جا کے اندر کو خبر دی۔ کرشن اور اندر میں سخت

جنگ ہؤا۔ آخرکار اندر ہار گیا اور پھر دونوں میں میل ہو گیا۔ اندر نے کرشن سے کہا کہ آپ پاریجات لیجائیے اور دوارکا میں لگوائیے پر یہ درخت تب تک ہی ہاں رہے گا جب تک دنیا میں آپ اوتار رہینگے۔ سو کرشن پاریجات کو لے آیا۔ اس کے بعد اس نے نرک اسر کی تمام دولت اپنے خزانہ میں ڈلوا دی اور ان لڑکیوں کو جنہیں نرک ہر لے گیا تھا اپنی جورو بنا لیا۔ اب کرشن کی جوروؤں کا شمار ۱۶۱۰۰ ہؤا۔ کہتے ہیں کہ کرشن ایسا جادو جانتا تھا کہ ان ۱۶۱۰۰ جوروؤں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ہی وقت مختلف محلوں میں رہتا تھا۔ ان جوروؤں سے کرشن کے ایک لاکھ اسّی ہزار بیٹے پیدا ہوئے ❊

بان راجہ کے ساتھ لڑائی

کرشن کے بیٹے پردمن کا ایک بیٹا انیرودھ تھا۔ ادھر بان نامی ایک اسر راجہ کی ایک بیٹی بنام اوشا تھی۔ اوشا ایک شوہر کی خواہش میں تھی۔ ایک دفعہ پاربتی دیوی نے اسے کہا کہ تیرا شوہر تجھے خواب میں دکھائی دیگا۔ سو ایک رات سچ مچ خواب میں اسکو ایک نہایت خوبصورت جوان نظر آیا۔ وہ اس پر عاشق ہو گئی اس نے اپنی سہیلی چتر لکھا سے خواب بیان کیا۔ چتر لکھا نے تمام دیوتا اسر اور بہادروں کی تصویر کھینچ کر اس کو دکھائی۔ اوشا نے ان تصویروں کو ایک ایک کر کے دیکھا اور آخر میں جب انیرودھ کی طرف نظر پڑی تو مارے خوشی کے چلا اٹھی کہ وہ جوان یہی ہے۔ وہ یہی ہے۔ چتر لکھا جادو کے علم میں بڑی ہشیار تھی۔ سو جادو کے زور سے دوارکا میں آئی اور انیرودھ کو ساتھ لیکر اوشا پاس واپس گئی۔ سو اوشا کو حسب خواہش خاوند ملا پر بان راجہ کے دربانوں نے دونوں کو پکڑ لیا۔ بان راجہ کو خبر دی گئی۔ انیرودھ بھی بہادر تھا سو بڑا جنگ ہؤا آخرکار بان راجہ نے اسے ناگپاش سے باندھ لیا اور قید میں ڈال دیا۔ کسی نے کرشن کو جا کر اس بات

کی خبر دی۔ کرشن بلرام اور پردمن کو ساتھ لے کر گرڑ پر سوار ہو کے بان راجہ کے ہاں آپہنچا۔ دونوں میں جنگ ہوا۔ بان راجہ شِو کا پرستار تھا سو اپنے پرستار کی خاطر شِو خود کرشن سے لڑنے کو آیا پر وہ بھی ہار گیا۔ بان راجہ کے ایک ہزار بازو تھے کرشن نے اپنے وشنو چکر سے انہیں کاٹ ڈالا۔ آخر کار اسے بھی ہلاک کرنے کو چکر اٹھا لیا۔ اتنے میں شِو خود آکر کرشن کی منت کرنے لگا۔ تب کرشن نے بان راجہ کو رہائی دی۔ بان راجہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا انیرودھ اور اوشا کی شادی ہوئی جھگڑا تمام ہوا۔

کرشن اور کورو پانڈو

مہابھارت میں کورو پانڈو کا ایک طول طویل قصہ ہے جس میں کرشن بار بار شریک ہوا ہے۔ ان تمام باتوں کے بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔ دھرت راشٹر اور پانڈو نامے دو کورو بنسی بھائی تھے۔ پانڈو کی بڑی رانی کنتی کرشن کے باپ بسودیو کی بہن تھی۔ سو کرشن کے ساتھ پانڈو کے گھرانے کا رشتہ تھا۔ پانڈو کی دو رانیوں سے یدھشٹر، بھیم، ارجن، نکل اور سہدیو پیدا ہوئے جو پانچ پانڈو کہلاتے تھے۔ دھرت راشٹر سے دریودھن، دوشاشن وغیرہ سو بیٹے پیدا ہوئے۔ جو اپنے اصل گھرانے کے مطابق کورو کہلاتے تھے۔ پانڈو راجہ پیشتر ہی فوت ہو چکا تھا۔ سو اس کے پانچوں بیٹے یتیم رہ گئے تھے (اگرچہ ان بیٹوں میں سے ایک بھی اس کا اصلی بیٹا نہ تھا کیونکہ اس کی دونوں رانیوں کے دیوتوں سے یہ بیٹے پیدا ہوئے تھے) ان پانچوں بھائیوں نے دروپد راجہ کی بیٹی دروپدی سے شادی کر لی تھی۔ سو دروپدی اکیلی پانچ شوہروں کی بی بی تھی۔ علاوہ اس کے دروپدی کرشن کو بھی اپنا خاوند تصور کرتی تھی جس کے سبب سے اس کا ایک نام کرشنا ہوا۔ ہستناپور اس خاندان کا دار الخلافہ تھا۔ پانچ پانڈو اور سو کورو دونوں تخت کے وارث تھے دھرت راشٹر نے آخر کار جھگڑا دفع کرنے کے لیے راج کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

اور یوں پانڈوؤں کا دار الخلافہ اندرپرست اور کوروؤں کا دار الخلافہ ہستناپور ہوا۔ کورو بڑے شریر تھے۔ انہوں نے پاسہ کے کھیل میں دھوکے سے پانڈوؤں کو ہرا دیا اور ان کا راج اور رانی دروپدی کو بھی چھین لیا۔ آخرکار دروپدی واپس کی گئی اور یہ فیصلہ ہوا کہ پانڈو بارہ برس کیلئے بنباس جاویں اور اس کے بعد ایک سال تک نہ اپنے آپ کو اس طرح سے چھپا رکھیں کہ کسی طرح [illegible] اگر [illegible] شرط کو پورا کرینگے تو ان کو راج بھی واپس دیا جائیگا لیکن اگر اس تیرھویں سال میں ان کا کسی طرح سے پتہ لگ جائیگا تو راج واپس نہ کیا جائیگا بلکہ پھر دوبارہ بارہ برس بنباس اور ایک برس پوشیدہ رہنا ہوگا۔ خیر پانڈو بنباس چلے گئے اور بارہ برس کے بعد ایک سال براٹ راجہ کے ہاں اپنا بھیس بدلکر پوشیدہ بھی رہے۔ اب انہوں نے کوروؤں سے اپنا راج واپس مانگا۔ کورو شریر تھے انہوں نے کہا کہ بغیر لڑائی کے سوئی کی نوک میں جتنی زمین آتی ہے اتنی بھی نہ دینگے۔ سو کوروؤں اور پانڈوؤں کے درمیان جنگ ہوا۔ تمام چھتری راجہ اور بہادر کوروؤں اور پانڈوؤں کیلئے لڑنے کو آئے۔ کرکشیتر میں ۱۸ دن تک لڑائی ہوتی رہی جس میں دونوں طرف کی اٹھارہ اکشوہنی فوج قتل ہوئی [illegible] کا شمار امر کوش نام لغات کے مطابق [illegible] ہاتھی اور ۲۱۸۷۰ رتھ کل ۲۱۸۷۰۰ ہیں) تمام کورو مارے گئے۔ محض پانچ پانڈو رہ گئے۔ اس لڑائی میں کرشن نے پانڈوؤں کی بڑی مدد کی۔ خود ارجن کی رتھ کا سارتھی بنا چونکہ یہ لڑائی آپس کی تھی سو ارجن اپنے رشتہ داروں کو مار کر راج حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت کرشن نے اسکو بڑی ترغیب دی کہ چھتریوں کا دھرم ہے کہ لڑائی کریں اور آتما تو کبھی ہلاک نہیں ہوتی۔ پس نہ کوئی مرتا ہے اور نہ کوئی مارتا ہے سو لڑائی کرو اور کوروؤں کو مار کے ان سے راج لو۔ کرشن کی اس قسم کی جو ایک طویل طویل فیلسوفانہ نصیحت ہے اس کو بھگوت گیتا کہتے ہیں اس کی نسبت علماء کی

رائے پیشتر اقتباس کی گئی۔ اس لڑائی میں اشوتھما کے مارے جانیکی نسبت کرشن نے جدھشٹر سے ایک جھوٹ کہلایا تھا جس کے باعث جدھشٹر کو پیچھے نرک دیکھنا پڑا۔ دریودھن مارتے وقت کرشن نے بھیم کی طرف اشارہ کر کے دکھایا کہ اسکی ران میں گدا مار چنانچہ لڑائی کے قانون کے مطابق کمر سے نیچے گدا مارنا روانہ تھا وغیرہ اور بھی بہت طرح سے کرشن نے پانڈوؤں کی مدد کی ؞

جدو بنس دھونس

بل کرشن کی ترغیب اور مدد سے کورو بنس دھونس یعنے ہلاک ہوا۔ اب جدو بنس یعنے اس کا اپنا خاندان باقی رہا اب اس کی ہلاکت کا بھی وقت آپہنچا۔ ایک روز بشوامتر کنوا اور نارد رشی دوارکا میں آئے جدو بنس کے چند نوجوان لڑکوں نے چاہا کہ وہ ان رشیوں سے ٹھٹھہ کریں۔ سو انہوں نے کرشن کے ایک بیٹے بنام سانب کو ایک عورت کا لباس پہنا کر ان کے سامنے لاکھڑا کیا اور کہنے لگے کہ یہ لڑکی حاملہ ہے آپ بتائیں کہ اس سے کیا پیدا ہوگا۔ رشیوں نے اس سے غصہ ہو کر لعنت دی کہ اس سے ایک موصل یعنے لوہے کا ڈنڈا پیدا ہوگا جس سے جدو بنس دھونس ہوگا۔ کہنا ہی تھا کہ دوسرے دن سانب سے ایک لوہے کا موصل پیدا ہوا۔ اگرسین نے اپنے خاندان کو بربادی سے بچانے کے لیئے اس موصل کو تڑوا کر باریک باریک ذرے بنوائے پر ایک ٹکڑا اس کا کسی طرح سے نہ ٹوٹا۔ پھر اس نے اس ٹکڑے اور ان ذروں کو سمندر میں پھینکوا دیا۔ لیکن رشیوں کی بات کب ٹل سکتی تھی موصل کے ذرے سمندر کے کنارے پر آ کر جم گئے جن سے بہت سے جھاڑ جھنکاڑ پیدا ہوئے اور موصل کا وہ ٹکڑا جو ٹوٹا نہ تھا ایک مچھلی نگل گئی۔ مچھلی ایک شکاری کے ہاتھ آئی جس نے اس کے پیٹ میں سے لوہے کا ٹکڑا نکال لیا اور اس سے ایک تیر بنایا۔ اب کرشن تمام جدو بنسیوں کو ایک روز اسی سمندر کے کنارے پر ایک مقام بنام پربھاس میں لے گیا۔ اگرسین

نے ان کو منع کیا تھا کہ کوئی شراب نہ پیوے پر پربھاس میں جب انہوں نے کھانا پینا شروع کیا تو کسی نے بھی اگر سین کا حکم نہ مانا سب کے سب شراب پی کے متوالا ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ جھگڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کو مارنے اور قتل کرنے لگے اسی طرح سے بہت سے جدو بنسی ہلاک ہو گئے۔ اب کرشن سمندر کے کنارے سے بہت جھاڑ جھنکاڑ اکھاڑ لایا جو اس کے ہاتھ میں آتے ہی ایک سخت موصل بن گیا اس موصل سے اس نے باقی ماندہ جدو بنسیوں کو بھی ہلاک کیا۔ اس کے بعد اس نے بلرام کو دیکھا کہ وہ ایک جگہ بیٹھا ہے اور اس کے منہ سے ایک ہزار پھن والا سانپ نکل رہا ہے وہ سانپ نکل کر سمندر میں چلا گیا۔ اس کے بعد کرشن خود ایک درخت میں جا بیٹھا۔ درختوں کی آڑ کے سبب سے اس کا بدن دکھائی نہیں دیتا تھا۔ صرف اس کے پاؤں کا تلوا دکھائی دے رہا تھا۔ اتفاقاً وہی شکاری جس نے موصل کے باقی ٹکڑے سے تیر بنایا تھا وہاں آ پہنچا اور یہ سمجھ کے کہ کوئی ہرن درختوں میں چھپا ہو گا کرشن کے پاؤں کے تلوے کا نشانہ لے کر تیر مارا۔ یوں کرشن بھی مارا گیا اور کرشن اوتار کا تمام کام ختم ہوا۔ پاریجات کا درخت اندرپوری میں اٹھایا گیا۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت سے کلجگ بھی شروع ہوا۔

کرشن اور مسیح بعض کرشن اور مسیح کی مطابقت دکھانے کے لئے بڑی کوشش کرتے ہیں مثلاً:۔

۱۔ مسیح بیت اللحم کی ایک سرائے میں پیدا ہوا۔ کرشن متھرا کے قید خانے میں پیدا ہوا۔

۲۔ پیدا ہونے کے بعد یوسف مسیح کو مصر میں لے گیا۔ بسودیو کرشن کو لیکر گوکل میں گیا۔

۳۔ ہیرودیس نے لڑکوں کو مروایا۔ کنس نے لڑکوں کو قتل کروایا۔
۴۔ مسیح نے سانپ کا سر کچلا۔ کرشن نے کالیا نام سانپ کا سر کچلا
۵۔ مسیح نے طرح طرح کے معجزے دکھائے کرشن نے بھی طرح طرح کے معجزے دکھائے۔

۶۔ مسیح کی موت صلیب پر ہوئی اور اس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں کرشن کی موت بھی ایک درخت کے نیچ میں ہوئی اور لوہے کے تیر سے پاؤں چھید اگیا۔ اس طرح سے مسیح اور کرشن میں مطابقت دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے جس حال کہ کرشن کے یہ قصے نہایت نئی کتابوں میں پائے جاتے ہیں تو ممکن ہے کہ پہلے زمانہ کے مسیحی مبشروں سے مسیح کے احوال کی مذکورہ باں چند باتوں کو سیکھ کر کرشن کے پرستاروں نے توڑ موڑ کے اس کے قصے میں زائد کی ہوں۔ سوان چند باتوں کی بنیاد پر مسیح اور کرشن کی مطابقت قائم کرنے کی کوشش نہایت ناجائز ہے کیونکہ کرشن کی کہانی اور مسیح کی زندگی میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔ مثلاً

۱۔ مسیح چھٹپن میں ماں باپ کے تابع رہا۔ کرشن سخت نافرماں بردار اور گھر کی چیزوں کا برباد کرنے والا اور چور بھی تھا جس کے سبب سے جسشودا نے اسے رسّی سے باندھا تھا۔

۲۔ مسیح پاک تھا کرشن نہائت بدچلن تھا یہاں تک کہ اپنی مامی رادھا سے بھی زناکاری کی۔ ہندوؤں کے خیال کے مطابق مامی اپنی ماں کے برابر ہے۔ گو پیوں کے کپڑے چرانے کا معاملہ ایسا گھونا ہے کہ سخت سے سخت زناکار بھی ایسے کام سے شرماتے ہیں ۱۶۱۰۰ عورتیں رکھنا بھی شہوت پرست ہونیکا نشان ہے۔

۳۔ مسیح سچ بولتا تھا کرشن نے نہ صرف جھوٹ بولا بلکہ جھوٹا بنا مثلاً

ایمان کو دھوکہ دینے کے لئے وہ کالی بنا۔ جدھشٹر سے اس نے جھوٹ بلوایا (دیکھو ورون پرب) اور اس نے تعلیم دی کہ پانچ موقعہ پر جھوٹ بولنا روا ہے ۔

(۱) شادی میں (۲) کسی عورت سے ملنے میں (۳) جان کے خطرے میں (۴) مال کے خطرے میں (۵) برہمن کی خاطر (دیکھو مہابھارت کرن پرب) ۔

۴۔ مسیح لالچی نہ تھا۔ مکھن وغیرہ چرانا تو گوکل میں کرشن کی روزمرہ کی کارروائی تھی۔ اندر نے بڑی خاطر سے اس کی مہمان داری کی پر اس نے اس کے باغ سے پاریجات کا درخت چرا کر جھٹ گرڑ پر رکھ لیا وغیرہ ۔

۵۔ مسیح حلیم اور خاکسار تھا۔ کرشن غصہ ور تھا۔ کنس کے دھوبی نے جب اس کو کنس کے کپڑے دینے سے انکار کیا تو اس پر غصہ ہو کر اسے جان سے مار ڈالا۔ پربھاس میں بیشمار جدو بنسیوں کو جو اس کے اپنے ہی رشتہ دار تھے اس نے ہلاک کیا ۔

۶۔ مسیح کے معجزے سب کے سب روحانی معنے رکھتے ہیں کرشن کے نام پر جو معجزے تصور کئے جاتے ہیں سب کے سب خود غرضی۔ شہوت۔ خونریزی وغیرہ ظاہر کرتے ہیں ۔

۷۔ مسیح سلامتی کا شہزادہ تھا۔ کرشن کے سبب سے کرکشتر کی لڑائی میں تمام کوروبنس اور بے شمار چھتری ہلاک ہوئے ۔

۸۔ مسیح نے اپنی جان دیکر دنیا کو نجات بخشی کرشن نے اوروں کی جان مار کر محض خود غرضی اور لالچ دکھایا۔ گنہگاروں کو ہلاک کرنے کی نسبت گنہگاروں کو بچانے میں زیادہ فوقیت ہے ۔

۹۔ مسیح کی زندگی قابل تقلید ہے مسیح کے نمونہ پر چلنے سے پاکیزگی۔ حلیمی۔ خود انکاری۔ خودنثاری۔ خیرخواہی۔ ایمانداری۔ خداترسی وغیرہ انسان کے لئے

جتنے نیک اوصاف کی ضرورت ہے تمام حاصل ہو سکتے ہیں مگر کرشن کے نمونہ پر چلنے سے نیک اوصاف تو ایک بھی حاصل نہیں ہوتا۔ برعکس اس کے شہوت پرستی۔ ناپاکی۔ چوری۔ لالچ جھوٹ۔ فریب خونریزی وغیرہ سیکھ سکتے ہیں۔

پس مسیح اور کرشن میں کچھ بھی موافقت نہیں ہے مسیح کی طرح الٰہی اوتار ہونا تو درکنار ایک نیک انسان ہونے کے لئے جو اوصاف چاہئیں کرشن میں وہ بھی پائے نہیں جاتے ہیں۔ برعکس اس کے کرشن کا نمونہ نہایت بدنمونہ ہے اور اسی لئے اس کے پرستاروں میں حد درجہ کی ناپاکی اور ناجائز حرکتیں نظر آتی ہیں۔ کب اہل ہنود اس بات کو محسوس کرینگے!

بُدھ اوتار

بُدھ اوتار کی غرض

اہل ہنود کے عام عقیدہ کے مطابق بدعتی تعلیم دیکر پاپیوں کو وید مارگ سے بھرشٹ کرنے کے لئے وشنو نے بُدھ کا اوتار لیا۔ کہتے ہیں کہ بدھ کی تعلیم سے پاپی لوگ جب ناستک بن گئے اور ویدک دھرم کو چھوڑ دیا تو وہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ اس تعلیم کے مطابق اہل ہنود کا ایشور ناستک مت کا بانی اور گمراہ کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ بُدھ وید اور برہمنیا دھرم کا سخت مخالف تھا۔ ویدک رسومات اور ذات پات کا بندھن اس نے عنقریب توڑ ڈالا تھا۔ ہر قوم اور ہر ذات کے لوگ اس کے شاگرد بن سکتے تھے۔ یوں بدھ کے پیرو اس قدر بڑھ گئے تھے کہ بُدھ مذہب نہ صرف ہندوستان ہی کا بلکہ ہندوستان کے باہر بھی عنقریب تمام ملکوں کا قومی مذہب بن گیا تھا۔ لیکن ہندوستان میں رفتہ رفتہ جب بُدھ کے

عمل اور عقیدہ میں فرق پڑا اور ان کا چال چلن نہایت خراب اور خستہ ہوگیا تو ڈانواں ڈول پاکر برہمنیا دھرم نے دوبارہ اپنا سر اٹھایا اس وقت بودھوں کو اپنے مذہب میں ملا لینے کی غرض سے برہمنوں نے یہ حکمت عملی کی کہ بدھ کی بہت سی تعلیمی باتیں جو باسانی ان کی فیلسوفی میں مل سکتی تھیں ملا لیں اور بدھ کو اپنے سب سے بڑے معبود وشنو کا اوتار قرار دیا۔ لیکن وشنو کے اور اوتار اور بدھ کی زندگی میں آسمان اور زمین کا فرق ہے۔ وشنو کے اور اوتار وید اور برن آشرم دھرم (یعنے ذات پات وغیرہ) کی رکشا کرنے والے تھے لیکن بدھ وید اور برن آشرم دھرم کا سخت مخالف تھا۔ پھر وشنو کے اور اوتاروں نے تو ہتھیار کے زور سے پاپیوں کا ناش کیا پر بدھ نے تو کسی جیو کی ہتیا کرنے یا دکھ دینے کی سخت ممانعت کی اور خود کبھی کسی کو نہیں مارا اب ان نقیض باتوں کو ملانے کے لئے براہمنوں نے بدھ اوتار کی ایک عجیب تشریح کی کہ پاپیوں کو کسی نہ کسی طرح ناش ہی کرنا وشنو کے اوتار لینے کی غرض ہے۔ سو بدھ اوتار میں اگرچہ اس نے جیو ہتیا کی ممانعت کی اور خود کبھی کسی پر ہتھیار نہیں اٹھایا تاہم اپنا ناستک مت سکھا کر پاپیوں کو وید مارگ سے بھرشٹ کیا اور یوں ان کو گمراہی کی مار سے مارا اور اوتار لینے کی غرض کو پورا کیا۔

بدھ کون تھا؟

بدھ کے پیروؤں نے بدھ کی نسبت بے شمار من گھڑت کہانیاں گھڑ لی ہیں جو نہ تو قابل یقین ہیں اور نہ یہاں ان کا کامل بیان ہی ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کروڑہا اور ہزارہا کلپوں تک کروڑہا اور ہزارہا مرتبہ وہ پیدا ہوتا رہا اور یوں آخرکار اس نے بودھی ستو کا رتبہ حاصل کیا۔ جو بدھ کے رتبہ سے ایک درجہ گھٹ کر تھا۔ بودھی ستو توشت نام سورگ میں رہ کر بیشمار بودھی ستوؤں کو جو آگے بدھ بنیں گے تعلیم دیتا رہا۔

ان بدھی ستوؤں کے علاوہ شکرہ (یعنے اندر) برہما۔ مہیشور وغیرہ دیوتوں اور ناگ۔ گندرب۔ یکش۔ اسر وغیرہ بیشمار خلقت کو سکھاتا رہا۔ اب ایک مرتبہ زمین پر جسم لینا اُس کے لئے لازم تھا تاکہ وہ بدھ کا رتبہ حاصل کر کے نجات کو پہنچے اس غرض سے کپل بستو کے راجہ شدھودن کے گھر پیدا ہُوا +

بدھ کی پیدائش

زمانہ حال کے بعض عالم بدھ کو ہندوؤں کے دیوتاؤں اور پرانک بہادروں کی طرح محض ایک خیالی شخص سمجھتے ہیں لیکن زیادہ تر عالم اس کو ایک تواریخی شخص مانتے ہیں یہ کب موجود تھا ٹھیک معلوم نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک تحقیقات ہوئی اس لئے گمان کیا جاتا ہے کہ قریب پانچسو ساٹھ قبل از مسیح وہ پیدا ہُوا تھا۔ اس وقت شمالی ہندوستان کئی ریاستوں میں منقسم تھا جن میں سے ایک بنام مگدھ نہائت مشہور تھی۔ مگدھ کا دار سلطنت راج گریہ گنگا کے جنوب میں واقع تھا۔ گنگا کے شمال میں بیشالی لچھویوں کا دارالخلافہ تھا۔ شمال مغرب میں قدیم ریاست کوشل واقعہ تھی جس کا دارالسلطنت اجودھیا سے اٹھکر شراوستی میں آگیا تھا۔ کوشل کے مشرق میں شاکیہ اور کولی نامے دو ہم نسل قومیں روہنی نام ایک چھوٹی سی ندی کے آر پار آباد تھیں۔ شاکیوں کا دارالسلطنت کپل وستو تھا جو بنارس یعنی کاشی سے قریب سو میل شمال مشرق میں واقعہ تھا۔ کپل وستو کے راجہ شدھودن نے کولی کے راجہ کی دو بیٹیوں سے شادی کی تھی بڑی کا نام مایہ اور چھوٹی کا نام پرجاپتی تھا۔ یہ دونوں بہنیں شدھودن کے رشتہ میں تھیں۔ بلکہ اس کی اپنی پھوپھی کی بیٹیاں تھیں شاکیہ قوم کے دستور کے مطابق کسی کی دو شادیاں روا نہ تھیں لیکن شدھودن نے ایسی کچھ بہادری دکھائی تھی کہ جس کے سبب سے اس کو دو بیبیاں رکھنے کی

اجازت ملی تھی۔ سینتالیس برس کی عمر تک بڑی رانی مایہ یا مہامایہ سے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ آخر کار آنے والا بدھ اس کے حمل میں آموجود ہوا۔ اس وقت رانی نے چار خواب دیکھے (۱) اس نے دیکھا کہ ایک چھ سونڈوں والا سفید ہاتھی اس کے رحم میں داخل ہو رہا ہے (۲) وہ آسمان پر سیر کر رہی ہے، (۳) وہ ایک بڑے اونچے پہاڑ پر چڑھ گئی (۴) ایک بڑی بھیڑ اس کے آگے سجدہ کر رہی ہے۔ نجومیوں نے اس کے خوابوں کی تعبیر کی اور بولے کہ اس سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوگا کہ جس میں مہاتماؤں کی بتیس نشانیاں ہونگی۔ اگر وہ لڑکا گھر میں رہیگا تو ایک چکرورتی راجہ یعنے شہنشاہ بادشاہ ہوگا لیکن اگر گھر چھوڑ کر فقیر بن جائیگا تو ایک تتھاگت یا ارہت یا کامل بدھ ہوگا۔ رانی کا وقت جب قریب پورا ہونے کو تھا تو اپنا بچہ جننے کیلئے اپنے باپ کے گھر جا رہی تھی۔ راستہ میں لمبنی نام ایک باغ میں جا اتری وہیں ایک اشوک کے درخت کے نیچے بغیر درد کے اپنا ہونیوالا بیٹا جنی اس وقت شت کیتو یعنے اندر نے ایک بڑھیا عورت کے بھیس میں آکر نوپیدا بچہ کو گود میں اٹھانا چاہا پر بچہ آپ ہی کھڑا ہو گیا اور ہر سمت سات قدم چلا۔ اس نے مشرق کی طرف نظر کر کے کہا کہ میں سب سے اعلےٰ نروان حاصل کرونگا۔ جنوب کی طرف نظر کر کے کہا کہ میں تمام خلقت کا اوّل ہونگا۔ مغرب کی طرف نظر کر کے کہا کہ یہی جنم میرا آخری جنم ہوگا اور شمال کی طرف نظر کر کے کہا کہ میں ہستی کا سمندر عبور کرونگا۔ جیسا کہ ہر ایک بدھ کی پیدائش پر ہوا کرتا ہے۔ دو چشمے یعنے ایک ٹھنڈے اور دوسرا گرم پانی سے پھوٹ نکلے اور آپ ہی دو دھاروں کے ذریعہ بدھ کا غسل ہوا۔ رانی کے لئے بھی ایک چشمہ نکلا جس میں اس کو بھی غسل ملا۔ اس کے بعد چار دِگپال

یعنے چاروں سمت پر حکومت کرنیوالے دیوتے آئے اور انہوں نے خود کہار بنکر بدھ اور اس کی ماں کو ایک پالکی میں اٹھا کر کپل وستو کے محل میں پہنچا دیا۔

بدھ کے نام

راجہ شدھودن نے اپنے بیٹے کا نام سرب ارتھ سدھ رکھا جسکے معنے ہر تمنا کا پورا ہونا ہے اس سرب ارتھ سدھ لفظ کو اختصار کر کے اس کا نام سدھارتھ ہوا۔ ریز ڈیوڈ صاحب گمان کرتے ہیں کہ یہ نام اس کا اصل نام نہیں ہے بلکہ محض ایک لقب ہے جو پیچھے سے اس کے لئے ایجاد کیا گیا۔ ان کے مطابق سدھارتھ کے معنے وہ جس نے اپنی تمنا پوری کی ہے۔ صاحب موصوف کے خیال کے مطابق اس کا اصل خاندانی نام گوتم تھا۔

(Rhys David's Buddhism P. 27.)

اس کے چند مشہور لقب یہ ہیں۔ بُدھ۔ شاکیہ سنگھ۔ شاکیہ منی۔ سوگت (یعنی خوش) ستھا (اوستاد) جن (جیتنے والا) بھگوا (بھگوان) لوک ناتھ۔ سرب گیا۔ دھرم راج۔ تتھاگت (آواگون والا)۔

یکش کا سجدہ کرنا

شاکیوں کا دستور تھا کہ ہر ایک نوپیدا بچہ ایک یکش کے مندر میں لایا جاتا تھا تا کہ بچہ سے یکش کو سجدہ کرا دیں۔ اس دستور کے مطابق راجہ شدھودن سدھارتھ کو یکش کے مندر میں لے آیا لیکن بجائے اسکے کہ سدھارتھ اسکے آگے سجدہ کرے خود یکش نے اپنے تئیں جھکا کر سدھارتھ کے قدموں پر سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر راجہ نے اپنے بیٹے کو دیواتی دیو یعنی دیوتاؤں کا دیوتا لقب دیا۔

اشت کی پیشینگوئی

ان دنوں میں اشت نامے ایک نہایت ضعیف رشی تھا جو آنیوالے بدھ کی راہ تاک رہا تھا۔ سو جب بدھ پیدا ہوا تو وہ فوراً آموجود ہوا اور لڑکے کو اپنی گود میں لیکر پیشینگوئی کی کہ یہ لڑکا انتیس برس کی عمر میں گھر سے نکل جائیگا اور چھ برس کی تپسیہ کے بعد موت سے رہائی

حاصل کرے گا یعنے بُدھ بن جائیگا۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی ماں کی نسبت پیشنگوئی کی کہ وہ سات دن کے اندر فوت ہو جائیگی چنانچہ بدھ کی پیدائش کے ساتویں دن رانی مایہ انتقال کر گئی ۔

بدھ کا لڑکپن اور جوانی

مایہ کی موت کے بعد شدھودن کی دوسری رانی پرجاپتی نے سدھارتھا کو پالا جب بڑا ہؤا تو اس کی تعلیم کیلئے بشوامتر رشی مقرر ہوئے۔ لیکن بشوامتر رشی جب اس کو پڑھانے بیٹھے تو دیکھا کہ بغیر پڑھے وہ تمام علم جانتا ہے۔ سو بشوامتر رشی نے اس کے قدموں پر گر کر کہا کہ مہاراج تم گروؤں کے گرو ہو میں تم کو کیا سکھاؤں! تم ہی میرے استاد ہو۔ خیر ظاہراً چیلے بن کر بدھ نے بشوامتر سے علم حاصل کیا۔ چونکہ وہ چھتری کا بیٹا تھا اس لئے اس کو جنگی علم سیکھنا بھی لازم تھا۔ سو وہ ہتھیار چلانے میں بھی ماہر ہؤا یہاں تک کہ شاکیہ شاہزادوں میں سے کوئی بھی اس کے برابر نہ نکلا اور اس نے ایسے بڑے بڑے بہادری کے کام کئے کہ تمام لوگ حیران ہو گئے ۔

اگرچہ وہ بہادری اور جنگی علم میں نہایت ہوشیار تھا تاہم کسی جاندار پر کبھی تیر نہ چلاتا تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ اس کے چچا کے بیٹے دیودت نے ایک ہنس کو تیر مارا۔ تیر کھاتے ہی ہنس گر پڑا جھٹ سدھارتھ نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا اور نہایت پیار سے اس کا تیر نکال دیا یوں ہنس بچ گیا۔ دیودت نے اس بات پر بڑی تکرار کی۔ آخر کار ایک شاہی جلسہ میں فیصلہ ہؤا کہ جاندار اُسی کو ملے جو جان کا بچانیوالا ہے نہ کہ اس کو جو جان کا ہلاک کرنے والا ہے ۔

ایک روز راجہ شدھودن اپنے بیٹے کا دل بہلانیکے لئے اسے

ایک گاؤں میں لیگیا اور وہاں سے اسے کسانوں کی کھیتی باڑی دیکھنے کو بھیج
دیا۔ سدھارتھ نے دیکھا کہ کسان لوگ کیسی محنت مشقت اٹھا رہے ہیں۔ مٹی اور
گرد سے بھرے ہوئے پسینے سے تر ہو رہے ہیں ان کے بیل ہل کے بوجھ
کے تلے دب رہے ہیں اور پینے کی کیل کی چوٹوں سے لہو لہان ہو رہے ہیں۔
ان کے زخموں پر مکھیاں بھنک رہی ہیں وغیرہ یہ دیکھکر بجائے دل بہلانے کے
سدھارتھ نہایت غمگین ہوا اور کسانوں سے پوچھا کہ تم کس کے نوکر ہو؟ انہوں
نے جواب دیا کہ ہم مہاراج کے غلام ہیں سدھارتھ بولا کہ آج سے تم کسی کے غلام
نہیں جہاں جی چاہے چلے جاؤ اور آرام سے زندگی بسر کرو۔ یہ کہکر اس نے
ان کے بیلوں کو بھی کھول دیا اور کہا کہ تم بھی جاؤ اور آزادگی سے جنگل کی گھاس
کھاؤ اور پانی پیو۔ اس کے بعد وہ ایک نیمبو کے پیڑ کے نیچے جا بیٹھا اور دنیا
کے رنج و غم کی نسبت سوچنے لگا اور سوچتے سوچتے بالکل اپنے دھیان میں
لولین ہو گیا۔ آخرکار اسکو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے راجہ بھی وہاں آپہنچا اور دیکھا کہ
اگرچہ دن بہت چڑھ گیا تھا تاہم اس درخت کا سایہ اس کے بیٹے کے سر پر جیسے کا
تیسا ٹھہرا ہوا ہے۔

بدھ کی شادی

بیٹے کا یہ حال دیکھ کر راجہ شدھودن بہت فکرمند ہوا اس کے
صلاحکاروں نے صلاح دی کہ اگر سدھارتھ کی شادی کر
دیجائے تو گھر میں اس کا دل لگ جائیگا اور یوں اس کے فقیر ہونیکا اندیشہ نہ رہیگا
سو ایک روز راجہ نے بڑا جلسہ کیا جس میں شاکیہ خاندان کی تمام حسین لڑکیاں بلائی
گئیں جن میں سے سدھارتھ نے کولی کے راجہ سوپر بدھ کی بیٹی جشودھرا کو پسند
کیا جو اسکی پھوپھی کی بیٹی تھی لیکن جشودھرا سے اور بھی کئی شاہزادے شادی کرنا
چاہتے تھے سو ایک عام جلسہ میں ان سب کی بہادری آزمائی گئی پران میں سے

کوئی بھی سدہارتھ کی برابری نہ کرسکا۔ سو آخر کار بڑی دھوم دھام سے اٹھارہ برس کی عمر میں سدھارتھ اور جشودھرا کی شادی ہوئی +

بدھ کی شادی کی نسبت عالموں میں بڑی بحث ہے بعضوں کے خیال کے مطابق بدھ نے صرف ایک ہی شادی کی لیکن بعضوں کا گمان ہے کہ اسکی شادی کا شمار بہت تھا چنانچہ اس کی جوروؤں کے نام جشودھرا۔ گوپا۔ اتپلبرنا۔ مرگجا وغیرہ تھے۔ جو اس کی ایک شادی مانتے ہیں انکے خیال کے مطابق اس کی ایک ہی بیوی کے یہ مختلف نام ہیں۔ جس حال کہ شاکیہ خاندان کے قاعدہ کے مطابق ایک سے زیادہ بیوی رکھنا عام دستور نہ تھا۔ سو ہم بھی اس اخیری گمان کی تائید کرسکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ بدھ کے پیروؤں نے جس طرح اس کی نسبت بیشمار قصے کہانیاں ایجاد کیں اسی طرح اس کی جوروؤں کا شمار بھی بڑھالیا ہو چنانچہ تبت کی بدھ کتابوں کے مطابق ان جوروؤں کے علاوہ اسکے پاس ساٹھ ہزار خواص بھی تھیں +

Rockhill's Life of the Buddha. Trubner, P. 24/7

بدھ کا اپنے گھر کو چھوڑنا

شادی کے بعد راجہ شدھودن نے اپنے بیٹے اور بہو کو معہ ان کی بیشمار سہیلیوں کے ایک نہایت خوبصورت محل میں رکھا تاکہ ان کا تمام وقت محض ناچ گیت ہنسی کھیل اور طرح طرح کے عیش و عشرت میں کٹ جائے۔ راجہ نے حکم دیا کہ اس محل کی چار دیواری کے اندر کوئی دکھ بیماری رنج و غم اور موت کا نام بھی نہ لے۔ محض وہاں خوشی ہی خوشی ہوتی رہے۔ سو سدھارتھ انتیس برس کی عمر تک اس خوشنما محل میں اپنی بی بی اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ خوشی اور خورمی میں مشغول رہا لیکن عیش اور عشرت کی بھی حد ہے۔ سو اپنا دل بہلانیکے لئے ایک دن اس نے چاہا کہ باہر کی دنیا کو بھی دیکھے چنانچہ دنیا کو دیکھنے کے لئے اپنے سارتھی چھندک

یا چھنا گیا تھا اس محل سے نکلا۔ کہتے ہیں کہ ایک دیوتا اس کے دل میں غم پیدا کرنے کیلئے چار موقعوں پر چار صورتوں میں اس کو دکھائی دیا۔ پہلے اس نے ایک نہایت ضعیف آدمی کو دیکھا جو بہ سبب بڑھاپے کے کبڑا ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں دھندلا گئی تھیں۔ مشکل سے قدم اٹھا کر دربدر بھیک مانگ رہا تھا۔ سدھارتھ نے چھنا سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ چھنا بولا کہ یہ ایک ضعیف آدمی ہے۔ اسی برس سے اوپر اس کی عمر ہو گئی ہے کسی دن وہ بھی اوروں کی طرح جوان اور خوشنما تھا۔ سدھارتھ نے پوچھا کہ کیا ہر ایک پر ایسی ضعیفی آجاتی ہے؟ چھنا بولا کہ ہاں مہاراج جو کوئی ایسی عمر تک جیتا رہتا ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ سدھارتھ نے پوچھا اگر میں یا میری پیاری جلشودھرا یا جالینی ہستا۔ گوتمی۔ گنگا وغیرہ اس عمر تک پہنچیں گے تو کیا ہمارا بھی یہی حال ہوگا؟ چھنا بولا کہ ہاں مہاراج تب سدھارتھ نے کہا کہ بس جو میرے خیال میں تھا سو ہی آج میں نے دیکھا۔ مجھے میرے محل میں واپس لے چلو۔

اسی طرح دوسرے موقعہ پر اس نے ایک مریض کو دیکھا جو راستہ میں پڑا ہوا اور سخت عذاب میں مبتلا ہو کر چلا رہا تھا کہ ہائے مجھ پر دیا کرو۔ ہائے میری مدد کرو۔ سدھارتھ نے چھنا سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کیوں زمین پر پڑا ہوا ہے؟ کیوں اٹھ نہیں سکتا؟ کیوں چلا رہا ہے؟ چھنا نے اس کے جواب میں شہزادہ کو سمجھایا کہ یہ ایک مریض ہے۔ ہر بشر کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا آہیں بھرتا اور آخر کار مرجاتا ہے۔ سدھارتھ نے پوچھا موت کیا شے ہے؟ اتنے میں چند لوگ ایک مردہ کو لئے ہوئے اسی سڑک پر آ پہنچے جو اسے پھونکنے کو لیجا رہے تھے چھنا نے اس مردہ کی طرف اشارہ کر کے شہزادے سے کہا کہ یہ موت ہے۔ سدھارتھ نے پوچھا کہ کیا ہر ایک کا یہی انجام ہے؟ چھنا بولا کہ ہاں مہاراج۔ تب سدھارتھ

نہائت غمگین ہو کر آہیں بھرنے اور کہنے لگا کہ غم آلودہ جہان ہائے میرے بھی بھن شرب کے سب اس موت اور غم کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں یہ کہکر وہ اپنے محل میں واپس آیا +

ایک اور مرتبہ سدھارتھ جب باہر نکلا تو اس نے ایک فقیر کو دیکھا جس کے چہرے پر غم کے آثار تک نہ تھے اور جو نہایت خوبصورت نظر آرہا تھا۔ اب سدھارتھ کے دل میں بڑی بےچینی پیدا ہوئی۔ دنیا کے غم اور موت کے بندھن سے چھٹکارہ پانے کے لئے اس نے ارادہ کیا کہ میں بھی گھر چھوڑ فقیر بنجاؤنگا

وہ شام کے وقت ایک باغ میں بیٹھ کر اسی طرح سوچ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص دوڑ کر آیا اور اسے خبر دی کہ مہاراج آپ کی رانی جسشودھرا جی سے ابھی ایک بیٹا پیدا ہوا ہے۔ سدھارتھ اس خبر سے بجائے خوش ہونیکے رنجیدہ ہوا کیونکہ اس کو دنیا میں باندھ رکھنے کے لئے یہ اور ایک نیا بندھن موجود ہوا۔ اب وہ اپنے محل کو واپس آیا۔ چاروں طرف لوگ خوشی منا رہے تھے۔ سدھارتھ نے مصمم ارادہ کیا کہ اسی رات گھر سے چلا جائیگا تاکہ اور زیادہ دنیا داری میں نہ پھنسے۔ سو اس نے آدھی رات کو اپنے سارتھی چھنا کو حکم دیا کہ اس کے کنٹک نام گھوڑے کو لا دے۔ جب سارتھی گھوڑا لانے کو گیا تو وہ اپنی بی بی کے کمرے کے دروازے پر آ کھڑا ہوا۔ جسشودھرا اس وقت سو رہی تھی جس کے چاروں طرف پھول بکھرے ہوئے تھے۔ اس کا ایک ہاتھ نوزائیدہ بچے کے سر پر تھا۔ چراغ کی دھیمی دھیمی روشنی سے ماں اور بچہ نہائت خوبصورت نظر آرہے تھے۔ بچہ کو دیکھ کر سدھارتھ کے دل میں محبت نے جوش مارا۔ اس کے دل میں آیا کہ میں دنیا کو چھوڑنے سے پیشتر بچے کو ایک دفعہ گود میں اٹھا لوں لیکن ماں کو جگائے بغیر یہ کرنا محال تھا۔ سو اس نے اپنے دل کو سخت کر لیا اور اپنی آنکھ پھیر لی۔ اتنے میں چھنا گھوڑا لے آیا شہزادہ سدھارتھ

چھنا کو ساتھ لیکر اپنے باپ کا گھر دنیا کی شان و شوکت جوان بی بی اور اکلوتے بیٹے کو چھوڑ کر نکل پڑا راجہ شدھودن نے پیشتر نجومیوں سے معلوم کر لیا تھا کہ سدھارتھ اسی رات گھر سے نکل جائیگا سو وہ خود اپنے چار بھائیوں کے ساتھ شہر کے پھاٹکوں کی نگہبانی کر رہا تھا۔ چھ رات تو راجہ جاگتا رہا پر ساتویں رات عین اسی وقت جب سدھارتھ نکل رہا تھا راجہ کی آنکھوں میں نیند چھا گئی سدھارتھ جب مشرقی پھاٹک پر پہنچا تو راجہ کو سوتے دیکھ کر کہنے لگا کہ اے باپ اگرچہ آپ کو پیار کرتا ہوں تو بھی میں نہیں رہ سکتا کیونکہ مجھے موت اور غم کے بندھن سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے یہ کہکر وہ وہاں سے چلدیا راستہ میں اس کو ایک سخت دشمن ملا یعنی مار جسے ہم بودھ مذہب کا شیطان کہہ سکتے ہیں۔ مار نے اسے کہا کہ تو ٹھہر جا۔ اگر تو اپنے اس ارادے کو چھوڑ دے تو میں تجھے سات دن کے اندر تمام جہان کی سلطنت دونگا بدھ نے مار کی ان باتوں کی پروا نہ کی اور آگے چلا۔ مار بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ ہو لیا یہ سوچکر کہ اب نہ ہو تو کبھی میں اسکو اپنے پنجے میں لاؤنگا۔ سدھارتھ رات بھر سیر کرتا ہوا صبح کو انوما نام ایک ندی کے کنارے پہنچا جو کولیوں کی ریاست کی دوسری طرف بہتی تھی۔ وہاں پر اس نے اپنے زیور اور گھوڑے کو چھنا کے حوالے کر کے اسکو رخصت کیا جاتے وقت چھنا اس کی منت کرنے لگا کہ مجھکو بھی اپنے ساتھ لے چلئے تا کہ فقیری میں بھی میں آپ کی سیوا کروں۔ سدھارتھ بولا کہ نہیں تم واپس جاؤ اور میرا حال میرے باپ سے بیان کرو۔ سو چھنا رخصت ہوا۔ سدھارتھ نے اپنی تلوار سے اپنے خوبصورت بالوں کو کاٹ کر پھینکدیا جنہیں اندر دیوتا اٹھا کر تینتیسویں سورگ میں لے گیا۔ بال کاٹنے کے بعد اسکو میلا کچیلا لباس پہنے ہوئے ایک شکاری ملا کہتے ہیں کہ اندر دیوتا اس شکاری کے بھیس میں وہاں ظاہر ہوا تھا۔

سدھارتھ نے اپنی شاہی پوشاک شکاری کو دی اور شکاری کا میلا کچیلا لباس آپ پہن لیا۔ اندر دیوتا نے سدھارتھ کا لباس لیکر تینتیسویں سورگ میں پہنچا دیا

نروان حاصل کرنا

اس کے بعد سدھارتھ نے کسی درخت کے پتوں سے بھیک مانگنے کے لئے ایک ڈونا بنالیا اور آگے چلکر گنگا پار ہؤا اور مگدھ کی دارالسلطنت راج گریہ (موجودہ راج گر) میں آ پہنچا۔ بمبی سار یہاں کا راجہ تھا۔ کہتے ہیں کہ بمبی سار نے اپنے محل کی کسی کھڑکی سے نظر کی تو اس نوجوان سادھو کا اشراف چہرہ دیکھ کر نہایت تعجب کیا اور خود آکر اس سے بولا کہ تم یہاں ٹھہرو۔ میں تم کو بہت دولت عورتیں اور ہر طرح کے آرام کی چیزیں دونگا تاکہ تم خوشی سے زندگی بسر کرسکو۔ اس کے جواب میں سدھارتھ بولا کہ مہاراج میں سورج بنسی شاکیہ خاندان سے ہوں۔ میں اس جہان کی دولت کی پروا نہیں کرتا کیونکہ دولت سے دلی شانتی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ پھر جسمانی خواہشیں تمام خوف وغم اور مایوسی کی جڑ ہیں میں ان خواہشوں کی پیروی کرنا نہیں چاہتا بلکہ ان کو گشتہ کر کے ان کو جیت لینا چاہتا ہوں۔ وہی شخص خوشی اور غم سے بالکل آزاد ہے جس نے جسمانی خواہشوں کو بالکل ترک کیا ہے میں جس دولت کو ڈھونڈھ رہا ہوں سو وہ گیان ہے جس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ سدھارتھ کی ان باتوں کو سن کر راجہ بمبی سار نہایت پریشان ہؤا۔ اور بولا کہ مہاراج آپ جب اس گیان کو حاصل کرینگے تو مجھ کو بھی اس کا اپدیش کیجیو۔

راج گریہ ایک وادی میں واقع تھا جس کے آس پاس پانچ خوبصورت پہاڑ تھے۔ ان پہاڑوں کے گوفاؤں میں بیشمار سادھو سنیاسی بستے تھے اور ایکانت میں تپ جپ میں مشغول رہتے تھے سدھارتھ بھی ان سادھوؤں میں جا ملا

اور پہلے الار اور پھر اودرک نام دو برہمن سادھوؤں کا چیلا بنا۔ ان ہی برہمنوں سے اس نے ہندو فیلسوفی کی گہری اور پیچیدہ باتوں کو سیکھا* پر فیلسوفی میں وہ قدرت نہ تھی جس سے اس کے دل میں حقیقی شانتی پیدا ہو۔ سو برہمنوں کو چھوڑ کے وہ نرنجنا ندی کے کنارے پر (موجودہ بدھ گیا مندر کے قریب) ارو بلوہ یا اُدربیل نام جنگل میں جا بسا۔ سدھارتھ کی خدمت کے لئے راجہ شدھودن نے تین سو اور سپربدھ نے دو سو آدمیوں کو بھیجا پر سدھارتھ نے ان میں سے کل پانچ شخصوں کو رکھا جو اس کے چیلے بنے۔ اردبیل میں سدھارتھ چھ برس تک کٹھن تپسیا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنی خوراک ایک مٹر کے دانے کی برابر کر ڈالی جس سے اسکی شہرت چاروں طرف بہت پھیل گئی۔ پر ایسی سخت تپسیا سے بھی اس کو معرفت حاصل نہ ہوئی۔ اس کا جسم بالکل کمزور اور دل نہایت بے چین ہوا۔ ایک روز آہستہ آہستہ ٹہل رہا تھا اور اپنے دل میں ناکامیابی کے بارہ میں سوچ رہا تھا۔ وہ ڈگمگا کے مردہ سا ہو کے گر پڑا۔ اس کے چیلوں نے سمجھا کہ وہ مر گیا ہے۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ جسم کو دکھ دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ سو وہ پھر کھانے پینے لگا۔ اس کو کھاتے پیتے دیکھ کر اس کے چیلوں نے

نوٹ* موجودہ ہندو فیلسوفی اور بدھ مت کی تعلیم میں بہت اتفاق پایا جاتا ہے لہذا بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ بدھ کی تعلیم ہندو فیلسوفی کی بنیاد ہے لیکن جس حال کہ بدھ نے خود برہمنوں سے تعلیم حاصل کی سو برعکس اس کے ہمارا گمان یہ ہے کہ بدھ کی تعلیمی باتوں کی بنیاد ہندو فیلسوفی ہوگی۔ بلاشبہ زمانہ حال میں ہندو فیلسوفی اس کی اصلی قدیم صورت میں موجود نہیں ہے اور اس لئے گمان کیا جا سکتا ہے کہ بدھ کی نئی تعلیمی باتیں جو ہندو فیلسوفی میں پہلے موجود نہ تھیں اب اس میں ملا لی گئیں ۔

سمجھا کہ گرو جی کا دھرم بھرشٹ ہو گیا۔ سو وہ اس کو چھوڑ کر بنارس کو بھاگ گئے اب سدھارتھ کی تنہائی کا ساتھی کوئی نہ رہا۔ اب اس کو اکیلے اپنے دکھ اور آزمائش کا مقابلہ کرنا پڑا۔

کہتے ہیں کہ اس وقت مار یعنے شیطان نے بڑے زور سے سدھارتھ پر حملہ کیا۔ اگرچہ حقیقتاً یہ اس کی اندرونی آزمائشیں تھیں تاہم بدھ مذہب کی کتابوں میں اس کا ایک ظاہرا جنگ کی صورت میں بیان کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب مار نے اپنی ہزارہا پلٹن لے کر سدھارتھ پر حملہ کیا تو آسمان پر گہری گھٹا چھا گئی زمین تاریکی میں ڈوب گئی چاروں طرف بیشمار ستارے گرنے لگے ایسے سخت زلزلے آئے کہ بڑے بڑے پہاڑ گر گئے سمندر کا پانی الٹ پلٹ ہونے لگا ندیاں الٹی بہنے لگیں سورج تاریک ہو گیا چاروں طرف ہولناک شور کی آواز آنے لگی وغیرہ وغیرہ لیکن آخرکار سدھارتھ غالب آیا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ سدھارتھ کے شاگرد جب چلے گئے تو وہ نرنجنا ندی کے کنارے پر بہت سوچ اور فکر اور سخت روحانی آزمائشوں میں اپنا وقت کاٹتا رہا کیونکہ اس نے دیکھا کہ نہ برہمنوں کے شاگرد بن کر اور نہ فیلسوفی کی تعلیم حاصل کرنے سے اور نہ اپنے کو دکھ دیکر جسم کو سکھا ڈالنے سے دلی تسلی حاصل ہوئی۔ ایسی حالت میں شاید اس کو اپنا گھر بی بی بچہ اور دنیاوی آرام یاد آتے ہوں گے جن کو یہاں بطور مار کی لڑائی کے بیان کیا۔ خیر نزدیک ایک گاؤں تھا جہاں وہ بھیک مانگنے گیا۔ وہاں نندک نام ایک مالدار شخص تھا جس کی سجاتا نام ایک بیٹی تھی۔ سجاتا نے منت مانی تھی کہ وہ ایک سادھو کو بھوجن کرا وے گی سو اس نے بڑے جتن سے کھیر پکا کے ایک سونے کے برتن میں رکھی تھی جب سدھارتھ

وہاں پہنچا تو اس نے وہ کھیر اس کو دیدی کھیر لیکر سدھارتھ پھر نرنجنا کے کنارے پر آیا اور نہانے کے لئے نرنجنا کے پانی میں اترا لیکن وہ ایسا تھکا ہوا اور کمزور تھا کہ پانی سے نکلنا اب اس کے لئے دشوار ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت ایک دیوتا نے کنارے کے ایک درخت کی شاخ اس کی طرف جھکا دی جسکو پکڑ کے وہ پانی سے نکل آیا۔ اب وہ اپنے کپڑے بدل کر ایک درخت کے نیچے تھوڑی سی گھاس بچھا کے بیٹھ گیا اور سجاتا کی دی ہوئی کھیر کھانے لگا۔ کھیر کھاتے ہی اس کے جسم میں طاقت آگئی اور فوراً اس کے دل میں بھی ایک عجیب خوشی حاصل ہوئی۔ بعض قصہ کے مطابق اس وقت اس کے دل میں ایک نئی قوت داخل ہوئی جسکو بودھی سمبودھی کہتے ہیں یہ قوت حاصل ہوتے ہی اس کے دل کا غم اور مایوسی جاتی رہی اب وہ بُدھ ہو گیا اسی کو اس کا نروان حاصل ہونا کہتے ہیں ؏

بعض قصہ کے مطابق اس نروان حاصل کرنیکے وقت مار نے اس پر حملہ کیا اور کہا کہ دیودت نے کپل وستو کا راج چھین لیا ہے اس نے تمام شاکیوں کو ہلاک کیا ہے تو یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ جا اور اس سے لڑ۔ جب اس آزمائش میں کامیاب نہ ہوا۔ تو مار نے مایا سے جشودھرا اور اس کی سہیلیوں کی صورت بنا کر سدھارتھ کے آگے حاضر کیا اور بولا کہ تو کیوں بیفائدہ نروان حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟ نروان کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ لے اپنی بیبیوں کو۔ سدھارتھ اس آزمائش میں بھی کامیاب نکلا۔ اب مار اپنی تین بیٹیوں کو لے آیا جن کے نام رتی۔ ارتی اور ترشنا تھے۔ رتی کے معنے رغبت۔ ارتی کے معنے نفرت اور ترشنا کے معنے خواہش ہیں۔ ان تینوں بہنوں نے سدھارتھ کو بہت ستایا پر سدھارتھ نے ان تینوں کو شکست دی ؏

اب نہ کسی چیز کی طرف رغبت رہی اور نہ کسی چیز سے نفرت اور نہ کسی چیز کی خواہش ہی موجود رہی۔ اب نہ اس کو رنج ہے اور نہ غم ہے نہ دکھ نہ سکھ ہے۔ نہ جنم ہے نہ مرن ہے۔ اسی حالت کو نروان کہتے ہیں ٭ سو جب سدھارتھ اس نروان کی حالت کو پہنچا تو دیوتاؤں نے سورگ سے پھول برسائے۔ اب وہ بدھ بن گیا۔ جس درخت کے نیچے بیٹھ کر اس کو یہ رتبہ حاصل ہوا اس درخت کو بودھی ورم یعنی بودھی کا پیڑ کہتے ہیں ٭

بدھ کی منادی

نروان حاصل کرنیکے بعد بدھ قریب پینتالیس برس تک منادی کرتا رہا جس کا پورا بیان کرنے کی گنجائش یہاں پر نہ ہوگی لہٰذا ہم اس کی نسبت مختصر طور پر کچھ بیان کرتے ہیں۔ بدھ نے نروان تو حاصل کیا پر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھا کہ ویدک کریا کرم فضول ہیں ویدک رسومات کی پیروی میں جانوروں کی قربانی ناحق ہے جب رسومات ہی بیکار ہیں تو ان کو ادا کرنے کے لئے برہمن یا پروہتوں کی بھی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ یوں وید مذہب کو بدھ نے ناقص سمجھا۔ ادھر گیان مارگیوں کی پیروی میں طرح طرح کی تپسیا سے جسم کو سکھا ڈالنے سے بھی کچھ فائدہ نہیں۔ سو بدھ کے مطابق بغیر رسومی اعمال کے اور بغیر جسم کو دکھ دینے کے نروان حاصل ہو سکتا تھا۔ بدھ اب اپنے اس نئے تجربہ کی منادی کرنے کے لئے بودھی درخت کے نیچے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پہلے اس نے اپنے گروؤں کی تلاش کی جن سے اس نے ہندو فیلسوفی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ جب اس نے سنا کہ وہ فوت

٭ ہندو فیلسوفی کے مطابق بھی کسی چیز کی طرف رغبت کسی چیز سے نفرت اور کسی چیز کی خواہش نہ رکھنا ہی مکتی ہے۔ سو بدھ کا نروان بہت کچھ ہندو فیلسوفی کی مکتی کی مانند ہے۔

ہو گئے۔ تو اپنے پانچوں چیلوں کی تلاش میں نکلا اور بنارس میں آکر مرگدآب (Deer Park) نام ایک مقام پر ان کو ملا۔ انہوں نے پہلے اپنے اس کھاؤ پیو گرد کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ پھر آخر کار پانچوں کے پانچوں اس کے اپدیش سے قائل ہو گئے۔ اس وقت بدھ نے جو وعظ سنایا اس کو دھرم چکر پرورتن سُتر کہتے ہیں۔ بیشمار دیوتے بھی آسمان پر بیٹھ کر اس کی نصیحت سُن رہے تھے اور اس نصیحت سے ان میں سے بھی بہتیروں کے دل کی تبدیلی ہو گئی تھی۔ بدھ کے دو قسم کے شاگرد ہوتے تھے ایک فقیر اور دوسرے گھر بار والے۔ فقیروں کو شرامن اور گھر بار والوں کو اوپاسک کہتے تھے بنارس میں جبشا نام ایک شخص اپنے خاندان سمیت بدھ کا شاگرد ہوا۔ جبشا کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت اس نے بُدھ پاس آنا چاہا۔ پر بُدھ دریا کی دوسری طرف تھا۔ سو اس نے چلّا کر کہا کہ گرو جی میں رنجیدہ ہوں اور میں دکھ میں مبتلا ہوں۔ بدھ بولا تُو میرے پاس آ تو تیرا دکھ اور غم جاتا رہیگا۔ جبشا فوراً پانی پر چلکر بدھ پاس چلا گیا۔ جبشا کے بعد بُدھ نے کئی اور شخصوں کو بھی شاگرد کیا۔ جن میں سے ساٹھ شاگرد شرامن بنے۔ بنارس سے بُدھ نے اپنے ساٹھ شاگردوں کو دو دو کر کے بھیجا کہ تمام اطراف میں جا کر اس کی تعلیم کی منادی کریں اس کے بعد بُدھ بنارس سے چلکر مگدھ کے علاقہ میں واپس آیا وہاں اس نے اور ساٹھ جوانوں کو اور اس لڑکی کو جس نے اس کو کھیر کھلائی تھی شاگرد کیا۔ وہاں کاشیاب نام ایک نہایت ضعیف رشی تھا وہ بھی معہ اپنے شاگردوں کے اس کا شاگرد بنا۔ اس کے بعد مگدھ کا راجہ بمبی سار بھی اوپاسک بنا راجہ نے اس کو بیلوبن نام ایک باغ دیا جہاں بدھ نے ایک بہار (یعنے فقیروں کی رہائش گاہ) قائم

کیا۔ اس کے بعد شاری پتر اور موگل پتر نام دو ساد ھو اپنے بیشمار چیلوں کے ساتھ
بدھ کے شاگرد بنے۔ اس کے بعد اشیت کا بھتیجا نلد ابدھ کا پیرو ہوا۔ اسی طرح
مگدھ میں بدھ کے بہت سے شاگرد ہو گئے۔ اس کے بعد سودت نام ایک بڑا دولتمند
شخص اوپاسک بنا جو کوشل کے دارالخلافہ شہر بستی کا رہنے والا تھا۔ سودت نے
شہر بستی میں بدھ فقیروں کے لئے ایک بڑا قیمتی بہار بنا دیا جو جیت بن بہار
نام سے مشہور ہوا۔ اس کے بعد کوشل کا راجہ پرسین جیت بدھ کا شاگرد بنا۔
پرسین جیت نے کپل وستو میں راجہ شدھودن پاس پیغام بھیجا کہ اے راجہ
خوشی کیجئے کہ آپ کے بیٹے نے امرت حاصل کیا ہے جس کے پینے سے انسان
کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس خبر کو سنکر راجہ شدھودن نے اپنے بیٹے کو کپل
وستو میں بلانے کے لئے اس کے پاس بہت سے لوگ بھیجے پر ان میں سے
ایک بھی واپس نہ آیا۔ سب کے سب بدھ کے شاگرد بنے اس کے بعد راجہ نے
ادوئی نام ایک شخص کو بھیجا۔ اس نے وعدہ کیا۔ اگرچہ میں اس کا چیلا بھی بنجاؤں
تو بھی میں واپس تو ضرور آؤنگا۔ اور ایسا ہی ہوا یعنے ادوئی بھی بدھ کا چیلا بن
گیا۔ بدھ نے ادوئی سے کہا کہ تو واپس جا پر شہر میں داخل مت ہونا اور راجہ
سے کہنا کہ میں اس شرط پر کپل وستو میں واپس جاؤنگا۔ کہ میں شہر سے باہر
کسی بہار میں رہوں ادوئی سے یہ خبر سنکر راجہ نے اپنے بیٹے کے لئے شہر
سے باہر ایک بہت بڑا بہار بنایا۔ اس کے بعد بدھ کپل وستو میں آیا۔ باپ اور
بیٹے کی دوبارہ ملاقات ہوئی۔ باپ نے بیٹے کے قدموں پر گر کر سجدہ کیا کیونکہ
بیٹا اس وقت بیٹا نہ تھا بلکہ کامل بدھ تھا۔ بدھ کے تینوں چاچا یعنے شکلودن
دھونودن اور امرتودن بے شمار شاکیوں کے ساتھ بدھ کے شاگرد بنے بدھ نے
اپنے باپ کو بھی شاگرد بنانے کی کوشش کی پر وہ مدت تک کامیاب نہ ہوا۔

آخر کار راجہ نے جو ایک دن دیکھا کہ تمام دیوتے بدھ کے گرد بیٹھ کر اپدیش حاصل کر رہے ہیں تو اس کے دل پر بھی تاثیر ہوئی اور وہ بھی بدھ کا شاگرد بنا۔ اس کے بعد تمام شاکیوں نے فیصلہ کیا کہ ہر خاندان کا کم سے کم ایک شخص بدھ کا شاگرد بنے۔ اگرچہ بدھ اس بات پر راضی ہؤا تاہم بعد ازاں ایسے شاگرد بنانے کے سبب بدھ کو بہت دقتیں اٹھانی پڑیں +

بدھ کی بی بی جشودھرا نے چاہا کہ کسی طرح بدھ کو دوبارہ گھر میں لے سو اس نے ایک جادوگر کو بلا کر کچھ ٹونا ٹوٹکا کیا۔ اور اس ٹونے کی چیز اپنے بیٹے راہل کے ہاتھ بدھ کے پاس بھیجدی بُدھ نے ٹونا پہچان لیا اور اسی ٹونے کے ذریعہ سے اپنے بیٹے راہل کو بھی اگرچہ وہ بہت چھوٹا لڑکا تھا۔ اپنے شاگردوں میں ملا لیا۔ دوسرے قصہ کے مطابق جشودھرا نے راہل کو عمدہ پوشاک پہنا کر بُدھ کے پاس بھیج دیا۔ کہ وہ اس سے اپنی میراث مانگ لے۔ سو راہل بدھ کے پاس جا کر بولا کہ ہے پتا آپ راجہ ہیں۔ آپ مجھکو میراث دیجئے۔ بدھ نے کہا کہ میرا راج اس جہان کا نہیں سو میرا جو راج ہے سو تجھ کو دیتا ہوں۔ یہ کہکر اس نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ سر منڈا کر راہل کو فقیر بنا لیں۔ جشودھرا نے جب دیکھا کہ اس کا خاوند اور بیٹا دونوں ہاتھ سے جاتے رہے تو آپ بھی محل سے نکل آئی اور اپنی ساٹھ ہزار سہیلیوں کے ساتھ بدھ کی شاگرد بنی۔ اس کے بعد امرتودن کا بیٹا آنند بُدھ کا شاگرد ہؤا جو بُدھ کے مرنے تک نہایت وفاداری سے بدھ کی خدمت کرتا رہا وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح بُدھ کے شاگرد بہت ہی بڑھ گئے اور جگہ بجگہ بہار قائم ہوئے بدھ برسات کے چار مہینے ان بہاروں میں ٹک کر اپنے شاگردوں کو نصیحت کرتا تھا اور باقی آٹھ مہینے ادھر اودھر منادی کرتا تھا +

بدھ کی موت

بیلوگاؤں نام ایک جگہ پر بدھ نے اپنی پینتالیسویں برسات کاٹی۔ اس وقت اس کی عمر اسی برس کی تھی اس برسات کے ایام میں وہ بہت سخت بیمار رہا۔ برسات کے بعد جب ذرا آرام ہوا تو وہ بیشالی کے علاقہ میں منادی کرتا رہا اور اپنے شاگردوں سے کہتا رہا کہ میں تین مہینے کے اندر گذر جاؤنگا۔ وہ سفر کرتے کرتے پاوا میں (موجودہ پڈرونا جو گورکھپور ضلع میں واقع ہے) پہنچا۔ وہاں پر چنڈا نام ایک شخص نے جو ذلیل قوم سے تھا بدھ کو اپنے گھر میں اتارا۔ اس نے اس کی خاطر تواضع کے لئے کچھ چاول اور سور کا گوشت پکایا بدھ مذہب کی تعلیم کے مطابق جیوہتیا نارواتھی لیکن کھانے کے لئے جو کچھ ان کے آگے رکھا جاتا وہ بلاشک وشبہ اسے کھا لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ سور کا گوشت کھاتے ہی بدھ کو خون کے دست لگ گئے۔ اسی حالت میں وہ کوشی نگر (موجودہ کاسیا) کو روانہ ہوا۔ بیچ رستہ میں ایک ندی ملی بدھ اس کے کنارے پر ذرا ٹھہرا۔ آنند اس کے لئے ندی سے پانی لایا جس کو پی کر وہ ذرا ٹھنڈا ہوا پھر وہ اس ندی میں نہایا اور آہستہ آہستہ چلکر شام کے وقت کوشی نگر کے باہر ایک باغ میں پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا۔ اب اس کی موت کا وقت آ پہنچا تھا وہ سال کے دو درختوں کے درمیان لیٹ کر اپنے شاگردوں کو مختلف باتوں کے بارہ میں نصیحت کرنے لگا جب گفتگو ختم ہوئی آنند رو پڑا اور کہنے لگا کہ میں نے اب تک کمالیت کو حاصل نہیں کیا اور میرے گرو جو مجھ پر ایسے مہربان تھے اب مجھے چھوڑ چلے۔ بدھ نے آنند کو تسلی دیکر کہا کہ تو مت رو۔ کیا میں نے تجھے نہ کہا تھا کہ ہمیں ہر ایک چیز سے جس کو ہم بہت پیار کرتے ہیں جدا ہونا ہے۔ مدت تک آنند تو میرے ساتھ رہا اور تو نے اپنے تن من دھن سے میری سیوا کی۔ تو نے اچھا کیا صبر کر تو بھی زندگی کی خواہش سے اور اس گیان کے بندھن سے آزاد ہو جائیگا۔ شاید تم لوگ

سمجھو گے کہ ہمارا گرو تو گذر گیا اب ہمیں کون سکھلا دیگا۔ پر ایسا مت سمجھو میری موت کے بعد دھرم اور بنائے ہوئے شرع اور قوانین) تمہارے استاد ہونگے یہ کہکر بدھ نے چند اور نصیحتیں کیں اور آخر کار اپنے شاگردوں سے کہا کہ اے بھکشو لوگو تمام اشیا جو موجود ہیں ضرور فنا شدہ ہونگی۔ پس کوشش سے اپنی مکتی کے کام کئے جاؤ۔ یہ کہکر بدھ نے اپنا دم دیدیا۔

بدھ اور مسیح

بعضوں کے خیال میں بدھ اور مسیح میں چند باتوں کی مشابہت پائی جاتی ہے مثلاً (۱) مسیح ایک سرائے میں پیدا ہوا۔ بدھ جب اسکی ماں سفر کر رہی تھی ایک باغ میں پیدا ہوا (۲) مسیح بچپن میں ہیکل میں لایا گیا۔ بدھ بچپن میں مندر میں لایا گیا (۳) شمعون نام ایک بڈھے نے مسیح کو گود میں لیا اور اس کی اور اس کی ماں کی بابت پیشینگوئی کی اشیت نام ایک بڈھے نے بدھ کو گود میں لیا اور اسکی اور اسکی ماں کی نسبت پیشینگوئی کی۔ (۴) مسیح بیابان میں آزمایا گیا۔ بدھ بھی آزمایا گیا (۵) مسیح کی تین آزمائشوں کا خاص ذکر ہے بدھ کی بھی تین آزمائشوں کا خاص ذکر ہے (۶) مسیح کی نسبت لوگ کھاؤ پیو کا الزام لگاتے تھے بدھ کی نسبت بھی شاید پیچھے سے یہی الزام لگایا گیا (۷) مسیح کے کہنے سے پطرس پانی پر چلا۔ بدھ کے کہنے سے جبشا پانی پر چلا (۸) مسیح نے دو دو کر کے ستر شاگرد بھیجے بدھ نے دو دو کر کے ساٹھ شاگرد بھیجے وغیرہ وغیرہ۔ ان مشابہات کی نسبت اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ان میں سے بعض باتیں شاید اتفاق سے ایک دوسرے کی مشابہ ہو گئیں اور بعض باتیں بدھ کے پیرووں نے پیچھے مسیح کے پیرووں سے سیکھ کر اپنے گرو کی زیادہ فوقیت ظاہر کرنے کی غرض سے اس کی سوانحعمری میں جوڑ دی ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اپنی بری خواہشوں کو کشتہ کرنے کے لئے بدھ نے بڑی جانفشانی کی اور اپنے شاگردوں کو بھی اس امر کی نصیحتیں دیں۔ لیکن تاہم بدھ مسیح کی طرح انسان کے لئے نمونہ بن نہیں سکتا کیونکہ (۱) بدھ کی تعلیم میں خدا کا نام و نشان نہیں اس لئے اہل ہنود کے بزرگوں نے اس کو ناستک لقب سے ملقب کیا جس دین میں خدا

نہیں اِس دین کی پیروی کرنے سے انسان کو کیا فائدہ ہے؟ برعکس اس کے نہ صرف مسیح کی تعلیم ہی میں خدا کا اظہار ہے بلکہ مسیح میں خدا خود انسان پر ظاہر ہوتا ہے ۔

(۲) بدھ کی جوانی عورتوں میں اور مختلف کھیل تماشوں میں کٹی پر مسیح بچپن سے لیکر آخر تک پاک اور بے عیب رہا ۔

(۳) بدھ اپنے باپ اور بیوی بچہ کو چھوڑ کر ان کی مرضی کے خلاف چپکے سے گھر سے نکل بھاگا۔ مسیح نے ایسا نہیں کیا وہ اپنی ماں کی ہمیشہ خبر گیری کرتا رہا یہانتک کہ اپنے مصلوب ہونیکے وقت اس کو اپنے ایک پیارے شاگرد کے سپرد کیا ۔

(۴) بدھ ہمیشہ عورتوں سے ڈرتا تھا اور ان کو شاگرد بنا کر فقیری میں لینے میں ہمیشہ جھجکتا تھا اس سے اسکی چال چلن کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے شاید اس امر میں اس کو اپنی پہلی عمر کا ناپاک تجربہ یاد آتا ہوگا اور اسی سبب سے وہ گھبراتا تھا کہ دوبارہ ان عورتوں کے باعث وہ گر نہ جاوے ۔ اس امر میں مسیح کو دیکھو عورتیں بلا روک ٹوک اس کے پاس آتی تھیں وہ کیسی ملایمی اور پاکیزگی کے ساتھ ان سے پیش آتا تھا اور انکو نصیحت کرتا تھا ۔

(۵) بدھ کا نروان جسمانی خواہشوں پر غالب آنا ہے۔ مسیح کی دی ہوئی نجات گناہ اور اس کے نتائج (یعنی دوزخ) سے چھٹکارا ہے ۔

(۶) بدھ کا نروان اپنے وجود کو نیست کرنا ہے۔ مسیح کی دی ہوئی نجات ہمیشہ کی زندگی اور ابدی خوشی ہے ۔

(۷) بدھ نے اپنے شاگردوں کی خاطر اپنے تئیں بلدان نہیں کیا۔ مسیح نے گنہگاروں کے لئے دکھ اٹھایا اور اپنی جان دی ۔

(۸) بدھ نے موت پر غلبہ نہیں پایا۔ وہ مر گیا اور اس کے شاگردوں نے اسکی لاش پھونک دی۔ مسیح مارا گیا اور گاڑا گیا پر تیسرے دن جی اٹھا اور چالیس دن کے بعد آسمان پر گیا

(۹) بدھ نے الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا وہ تو خدا کے وجود ہی کا قائل نہ تھا۔ مسیح نے الوہیت کا دعویٰ کیا

(۱۰) بدھ نے نروان حاصل کرنیکے لئے لوگونکو نصیحت کی پر آپنے خود کسی کو نروان نہیں دیا مسیح نے نہ صرف نصیحت کی بلکہ گنہگار کو کہا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے حقیقتاً جو کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے وہ اس معافی کو اپنی زندگی میں محسوس کرتا ہے اور پاکیزگی اور تمام روحانی باتوں میں روز بروز بڑھتا جاتا ہے ؎

کلکی اوتار

یہ اوتار اب تک نہیں ہوا ہندوؤں کے عام عقیدوں کے مطابق کلکی اوتار کلجگ کے آخر ہوگا۔ اکثر ہندو کلکی کو وشنو کا دسواں اوتار مانتے ہیں لیکن بھاگوت والے اس کو بائیسواں اوتار قرار دیتے ہیں کلجگ کے آخر میں شمبھل نام ایک گاؤں کے رہنے والے وشنو جشا نام ایک برہمن کے گھر میں چیت مہینے کے شکلا پکش کی دوادشی تھی میں کلکی اوتار پیدا ہوگا وہ تمام شاستروں کو سیکھ کر شو سے ایک گھوڑا جو ہر جگہ جا سکیگا اور ایک مینا جو عالم الغیب ہوگی حاصل کریگا۔ بعد ازاں ششنو کے بیٹے دیواپی اور سورج بنشی مرو اور اپنے بھائیوں کو ساتھ لیکر کلکی اوتار برن آشرم دھرم یعنی ذات پات وغیرہ دوبارہ قائم کریگا اس کے بعد مذکورہ بالا گھوڑے پر سوار ہوکر ایک ہاتھ میں دیوتاؤں کی دی ہوئی ایک تلوار لے اور دوسرے ہاتھ پر مذکورہ بالا مینا کو بٹھا کر کلکی اوتار تمام ملکشوں کو ہلاک کریگا آخرکار وہ ایک اشومیدھ جگ کرکے تمام جہان برہمنوں کو دان کریگا۔ اسکے بعد ایک مہاپرلے ہوگا اور اسی وقت کلکی اوتار غائب ہو جاویگا مہاپرلے کے بعد دوبارہ ست جگ شروع ہوگا۔ کلکی اوتار کا مفصل بیان کلکی پران میں مندرج ہے کلکی اوتار کے گھوڑے کے لحاظ سے اس اوتار کو اشور اوتار بھی کہتے ہیں زمانہ حال کے بعض عالم گمان کرتے ہیں کہ اہل ہنود نے کلکی اوتار کا خیال مسیح کی دوسری آمد کے بیان سے لیکر اپنی طبیعت کے مطابق بنا لیا ہے

پی۔آر بی۔ ایس پریس لاہور میں باہتمام مسٹر الیف۔ ڈی
وارث ۔سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور
پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا ۔